اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا

یا رب خدایا میں نے یقیناً اپنی جان پر بڑا ستم کر ڈالا

(قول محمد صاحب)

رسالہ

امہات المومنین

یعنی

دربارہ مصطفائی کے اسرار

پیغمبر اسلام کے اخلاق اور انکی ازواج کے احوال کا آئینہ

بجواب

تنقید الکلام فی احوال شارع الاسلام

مصنفہ آنریبل سید امیر علی و مترجمہ مولوی سید ابو الحسن صاحب

جسکو ڈاکٹر احمد شاہ صاحب شایق حال ساکن انگلستان

مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی کی تحدی و ہزار روپیہ کے

انعام کے وعدہ کے معاوضہ میں شایع کرکے اسکی ہزار جلدیں

مفت اہل اسلام میں تقسیم کر دیں

حسب فرمایش مشتہر

مطبوعہ آر پی مشن پریس گجرانوالہ

الف ۲۵

یہ نسخہ مفت نذر کیا گیا ہے

کتاب پانے والے کی خدمت مین مشہر کا التماس

جناب بندہ - آپ کو یہ کتاب بلاقیمت بطور تحفہ عیسایون کی طرف سے بدین غرض نذر کیجاتی ہے کہ آپ اسکو غور سے پڑہین - اور اسکا جواب دین اور حضرت محمد صاحب کو گناہون سے معصوم ثابت کرکے اہل کتاب کا معارضہ کرین - اور اگر آپ علم مناظرہ مین دخل نہین رکھتے یا خود عیسایون کے مقابلہ مین آنے کی جرءت نہین کرسکتے تو اپنے شہر یا ملک کے کسی بڑے جید عالم مولوی مناظر کو جو اسلام کی حمایت کا مدعی ہو یا جس سے آپکی دانست مین جواب کی امید ہوسکتی ہے یہ کتاب دکھلا دین - اور اُس سے جواب کی درخواست کرین -

مین آپکو نیک نیتی سے ایک امر حق کا یقین دلاتا ہون کہ دار الاسلام مین کوئی مولوی موجود نہین ہے - جو اس رسالہ کے دلایل کو باطل کرکے آنحضرت کو معصوم اور بیگناہ ثابت کرسکے اور اب آپکو ذاتی تجربہ بھی ہو جاوے گا کہ دراصل عیسایون کے دعوے کو نہ تو آپ اور نہ آپکا کوئی اور معاون محمدی عالم باطل کرسکتا ہے - فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ -

الملتمس - احمد شاہ شایق - اڈاکسفورڈ انگلینڈ

مورخہ نومبر ۱۸۹۷ء

اعلان مش[illegible]

مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی اڈیٹر اشاعت السنۃ نے اپنے مضمون "عصمت انبیاء" مین در رسالہ مذکور نمبر ۴ جلد ۱۷ صفحہ ۱۲۳-۱۲۵) جسمین انہون نے رئیس المتکلمین امام المناظرین مسٹر اکبر مسیح کے دلائل عدم عصمت محمد صاحب کا جواب لکہنا چاہا ہے (کہ جسکا جواب الجواب رسالہ شہادت قرانی بکلمہ ہمائی مین ادا ہو چکا ہے) تمام عیسائیون کے روبرو عموماً و مسٹر موصوف کے خصوصاً ایک بیباکانہ تحدی پیش کی ہے جسکو وہ ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین "۔ اگر مسٹر اکبر مسیح دل سے انحضرت کو ایک مقدس مصلح نہین جانتے اور وہ انحضرت کو عیاذاً باللہ صریح گناہونکا مرتکب خیال کرتے ہین۔ تو وہ مرد میدان بنین۔ انحضرت کا کم سے کم ایک گناہ (جسمین آپنے قران اور اپنی شریعت کا عمداً خلاف کیا ہو اور انحضرت کیطرف سے مسلمانون نے اسکا کافی عذر نہ کیا اور شافی جواب نہ دیا ہو) ثابت کرین اور اسکا اس خاکسار سے ایکہزار روپیہ انعام لین" اس عام تحدی کو جو مسٹر اکبر مسیح کو دی گئی تھی مولوی صاحب نے اب عام کر دیا ہے کہ جس سے علاوہ مسٹر موصوف اور لوگ بھی ایک ہزار کے بلکہ دو ہزار کے امیدوار ہو سکتے ہین چنانچہ آپنے اپنے خطبہ مین (جسکو روبرو حاضرین جلسہ اعظم مذاہب" منعقدہ لاہور بماہ دسمبر ۱۸۹۶ء پڑہا تھا اور جسکو اب آپنے رسالہ اشاعت السنۃ مین شایع کیا ہے) بڑی بیباکی سے اپنے اشتہار کا تذکرہ کیا ہے اور فرماتے ہین (نمبر ۱۰ جلد ۱۷ صفحہ ۳۰۴) "مین نے آجکل اپنے رسالہ اشاعت السنۃ مین ایک مضمون "عصمت انبیاء" پیش کیا ہے ۔۔ اسمین مین نے اس مضمون کا اشتہار دیا ہے کہ اگر کوئی شخص ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گناہ ثابت کرے تو مین اسکو ایکہزار روپیہ انعام دونگا - اس مقام مین اس لفظ گناہ کے ساتہہ خطا بہی زیادہ کرتا ہون - اور یہ کہتا ہون کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایسی خطا ثابت کرے جس پر منجانب اللہ اطلاع ہوکر اسکی اصلاح نہ کی گئی ہو تو وہ بھی ہم سے ایک ہزار روپیہ انعام لے" ہمکو نہیں معلوم کہ حاضرین جلسہ نے اس اشتہار کو سنکر بروقت کیا خیال کیا ہوگا - مگر اسقدر تو مولوی صاحب نے سمجھ ہی لیا ہے کہ بوجوہ چند در چند مہذب اشخاص مولوی صاحب کی تحدی کو انکے طرز مجوزہ کے موافق قبول کرنے سے اجتناب کرینگے - چنانچہ اپنے مخاطب اکبر مسیح سے بعد تحدی وہ یہ فرمایش کرتے ہین کہ "اگر آپکو اپنا انداز ظاہری تہذیب و طرز ملائمت اس ثبوت سے مانع ہو تو آپ اُن عیسائیون مین سے جو اسلام سے مرتد ہوکر کرسچین ہوئے ہین - اور اُن کا مقصود اس تبدیل مذہب سے صرف ٹکڑہ کما کھانا ہے - کسی کو پیش کرین اور وہ بھی یہی انعام لین" یہ تحدی بھی بڑی مزہ کی ہے - اکبر مسیح کو تو مولوی صاحب نے تحدی قبول کرنے سے بوجہ اُنکے "انداز ظاہری تہذیب و طرز ملائمت" کے قاصر سمجھا اور دوسرا دروازہ اپنی شرایط ناقابل تعمیل سے بند کردیا کیونکہ بیچارہ اکبر مسیح ایسا کوئی عیسائی کہان پاوی جو اسلام سے مُرتد ہوکر کرسچین صرف ٹکڑہ کما کہانے کے لئے ہوگیا ہو" عیسائیون مین تو ایک سے مسلمان دین فروش دنیا طلب تو ہین نہین جنکی جان کو کوئی مصطفی خلیل آفندی دمشقی رووی (دیکھو پیسہ اخبار ۶ مارچ ۱۸۹۶ء)

افسوس! مولوی صاحب اپنے جوش حمایت اسلام مین ایسے خود رفتہ ہوگئے - اور بالکل بہول گئے کہ اس اکہاڑے مین جس کے اینچ للکارا ہے ایک نہین سیون مرد میدان موجود ہین اور اگر دراصل کہین آپ انکو

بہ ثبوت فی گناہ ایک ایک ہزار روپیہ دینے لگیں تو خزاین سلاطین اسلامیہ ایک آن میں خالی ہو جاین مجکوان ڈپو نکی اشتہارون کی وقعت معلوم ہے اور آپ کو بہی معلوم ہے اس دنیدار شیخ چلی کے جسکو آپ جہلا کرم کذاب وکیاد لاثانی دجال کادیانی" کہا کرتے ہین ہزارون روپیہ کے انعامو سیکڑون اشتہار دیکہ سنکر جو وہ روز اپنے اباطیل کے رد کرنے والون کو دونون ہاتہون سے دینیکا وعدہ کیا کرتا ہے مین آسودہ ہوگیا ہون اور افسوس کرتا ہون کہ آجتک اُن مین سے کوئی انعام جناب کو نہین ملا۔

اُن اشتہارون کی بابت اے جناب مولانا آپ ہی نے یہ فرمایا ہے اور خوب فرمایا ہے کہ "کادیانی نے بالوگون کو اپنے مقابلہ کے لئے اشتہار دے ہین اور ان اشتہارون مین علاوہ زاد راہ کے سالہا سال تک دوسو روپیہ ماہوار تنخواہ (یہ تو آپ کے ہزار پر بہی ۱۴ اسو زاید ہوئے جاتے ہین) دینے کے وعدے کئے ہین مگر اکثر لوگون نے اس کو فریبی پاگل سمجہکر اُس کے اشتہارون کا جواب تک ہی نہ دیا بعض نے اسکا جواب یہ دیا کہ بجنسہ ترنی اشتہار کو آگ مین ڈال دیا بعض نے ایسا ہی کچہہ اورسنایا اسکے اُس (مرزا) نے بعد ترک پشتہار جلسہ تحقیق مذاہب جاری کر دیا جس سے وہ نفایا مخالفین سے تو سبکبار ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ سمجہتا ہے کہ ہماری مخالف مولوی ہزار بار عام لوگو کو ہماری فریبون ہو گاہ کرین مگر جہان احمقون سے خالی نہین ہے ۔ نہ کبہی ہوا نہ آئیندہ ہوگا شیخ چلی مرگیا تو کیا ہوا اُسکے وزیات کا اختتام نہین ہوا" اشاعت السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۱۶ صفحہ ۳۰۹،۳۰۷

بس آپ کو معلوم ہو کہ ہم آپ کے اس اشتہار کو مرزائی اشتہارون سے کچہہ زیادہ وقعت کی نگاہ سے نہین دیکہتے مگر ہم کو جہان کے احمقوں کا خصوصاً پنجاب کے شیخ چلیون کا ڈر ہے ۔ کیونکہ کہ آپ کو بہی معلوم ہے کہ

عیسائی پادری ہزار بار محمد صاحب کو گنہگار خود انکو اپنے منہ سے اقبال کراکر ثابت کرچکے ہین اور اُن کی تاریخ زندگی کے اعمال نامہ کو روشنی دکھلا چکے مگر آپ کی بیہودہ ہوائی تحدی جو ڈہائی پنسری چاندیکے ساتھ آپنے دی ہے ابلہ فریبی کا کام ضرور کریگی۔ لھذا ہمارا فرض ہوا کہ ہم خالص نیت سے محض بغرض احقاق حق آپ کی اس تحدی والے ہزاری انعام کے جادو کو توڑ دین اور دکھلا دین کہ آنحضرت ایک یا دو خطا کا ذکر کون کرے سراپا خطا تہی اور آپ سیکڑون گناہون سے جو قولی ہی ہین فعلی بہی ہین اور خیالی بہی۔ اور جو قرآنی بہی ہین۔ اخلاقی بہی ہین۔ اور رسمی بہی ہین۔ ملوث ہوئی تہی جنکے لئے مسلمانون نے گو طرح طرح کے حیلے تراشے اور عذر کئے مگر عیسایون نے اُنکو رد کردیا اور ان بڑے مولویون کی ہر معذرت کے جالے کو جہاڑ پہینکا۔ تو اتم بہی کیا کہوگے۔ تمہارے تحدی کو ہم یون قبول کئے لیتے ہین۔ کہ ایک عیسائی سے جو نہ کسی شہرت کا خواستگار ہے اور نہ اپنے پرائے کسی نفع کا محمد صاحب کو بربنائی واقعات تاریخ اسلامی گنہگار ثابت کراکے اس تحریر کو جسکی منشیا نہ عباسٹ محققانہ روش وظریفانہ مذاق پر آپ بہی لوٹ جاین شایع کرتے ہین۔ اور آپکے ایک ہزار روپیہ کے انعام کی رعایت سے اسکتاب کی ایک ہزار جلدین مفت بصیغہ ڈاک پیڈ ایکہزار مسلمانون کے نذر کرتے ہین کہ وہ گہر بیٹہے آپکی تحدی بہی سن لین اور اسکا جواب بہی۔

لا کلام ہم حضرت کو اُنکے ابتدائی عقاید اور دینی تعلیمات کی وجہ سے جبر ہین وہ مصدق کتب ساوی ضرور تہی۔ عرب کا ایک بڑا مصلح مانتے ہین۔ اور اس سبب سے انکی واجبی عزت وتوقیر بہی کرنا چاہتے ہین۔ اور اپنی طرف سے صرف اس امر حق پر اکتفا کرنے کو تیار تہی کہ اُنکی نسبت عدم

عصمت کا اقرار جو ہر فرد و بشر کو عارض ہے۔ آپ لوگون سے ہی کرا دین
تاکہ آپ انہین اور ابن مریم مین حقیقی و واقعی امتیاز کرنیکی قابلیت حاصل
کرین۔ ہم کو کیا ضرور کہ ہم انکی خطاؤن اور گناہون کا جنکے وہ خود معترف ہین
شمار کرکے ایک ناگوار بحث مین الجھین مگر جب دیکھتے ہین کہ آپ
لوگ اپنی سخت نافہمی و تعصب کی وجہ سے اسکو ہمارے عجز پر محمول
کرتے ہین اور ہمکو تحدی کرتے ہین۔ اور اس بدیہی و لازمی بات سے
کہ آنحضرت بھی مثل دیگر بنی آدم کے بار عصیان سے لدے ہوئے
تھے۔ انکار کرکے سچ کو جھوٹا بنا کر نادانون کی گمراہی کا باعث ہوتے
ہین۔ تو ایسے وقت مین اصلی کیفیت سے چشم پوشی کرنا اور لوگون
کو مغالطہ مین رہنے دینا بحکم۔

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است۔ اگر خاموش بہ نشینم گناہ است

ہمارے لئے ہرگز زیبا نہین۔ یہ کتاب دراصل ایک پہاڑ ہے جو آپ
لوگون کے سرون پر اچانک ٹوٹ پڑا ہے۔ اسکا جواب بجز اس کے
کہ ع سر پر گرے پہاڑ تو فریاد کیا کرین۔ کچھ نہین ہوسکتا۔ ہم کو کوئی
منصب نہ تہا کہ ہم اس کتاب کے مضمون یا عبارت مین کوئی دخل دین
اور واجبی طور سے ہم دخل دے بھی نہین سکتے ہمارا کام صرف یہ
ہے کہ ہم انکو بجنسہ آپ لوگون کے روبرو لے آوین جسکے لئے ہم یقیناً
معذور ہین۔ اور ہم بادب التجا کرتے ہین کہ آپ لوگ غور کرین اور
انصاف کو کام مین لاوین۔

سننے سمجھنے کو بات حق نے دئے گوش و ہوش
حق بطرف جسکے ہو آج نہ ہیو خموش

المشتہر ڈاکٹر احمد شاہ شایق سابق بیگل افسر لداخ ملک تبت خود ساکن

فہرست مضامین رسالہ امہات مومنین

فصل شنزدہم - حیثیت زنان تعلیم محمدی - عورت صورت شیطان فتنہ شوم - پلید - جہنمی - مکار - شیطان کی خالہ - عورت کی عزت قران میں ندارد - انجیل کی تعلیم - عورت مرد کی ہمسر مستحق عزت - ۱۵۰-۱۵۴

صحت نامہ رسالہ امہات المومنین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ب	۲	اِس کا	اس	۶	۱۰	بیشتر	بیشتر
〃	۱۶	پیادہی	پاوے	〃	〃	محلات	حالات
ج	۲	ڈہونڈہکی	ڈہپول ہنسکی	۷	۱۴	عام	عوام
〃	۱۲	شکرہ	سے	۹	۱۳	کیا	کہا
〃	۱۷	ہوگاہ	چراگاہ	۱۵	۲۵	ہوتے	ہوتے ہیں
〃	۱۸	وزیات	ذرّیات	〃	〃	حصالہ	خصالہ
د	۱	انکو	انکے	〃	۱۶	بے فکر کہہ گیا	بے تکرار کہہ گیا
〃	۲	نام	نامہ	〃	۱۲	خبرت	اہل خبرت
〃	۱۱	پہنیگا	پہنیگا	〃	حاشیہ	ہی	ہے
د	۶	بدبہی	بدیہی	۲۰	۱۰	میرا	مبرّا
〃	۲۲	یہ	لیہ	۲۴	۳	بہتیری	بہتیری
۱	۱۰	پڑے	پڑے	〃	۱۲	ضعف	ضعیف
۲	۷	سوو	سوء	۲۵	۱۶	سے	لے
۳	۳	صرف	نہ صرف	۲۶	۱۹	حرکت	حرمت
〃	۲۱	مثش	مثل	۳۲	۹	امی	امتی
۴	۵	شید	سید	۳۳	۱	تتنگ	پتنگ
〃	۱۲	خیرت	خبرتیہ	۳۴	۱۱	اورا	او
۵	۷	العلوم	للعلوم	۳۵	۱	درراہ	درراہ
〃	۱۴	طراز	طرز	۳۹	۱۳	کھینچے	کھینچیے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹	۱۳	نما	خدا
۴۰	۱۹	نہی	ہی
۴۲	۱۰	کہودہا	کہورہا
"	۱۷	دور	دودھ
۴۳	۲۰	نشبیہ	تشبیہ
۴۴	۲۱	ماہ	دو ماہ
۴۵	۱	کے	آئے
"	۳	گئے	گنے
"	۱۰	سمعہ	زمعہ
"	۲۲	کبجبین	کمبرسن
۵۱	۱۴	مبا،	مباشرت
۵۲	۴	استنراج	امتزاج
۵۳	۸	الاثہ	اناثہ
"	۱۵	اسم	اندر
۵۸	۳	متدعی	مستدعی
۶۱	۲۰	ٹاپہی	کا ایجاد
۶۲	۲۲	عنہا	عنہما
۶۵	۷	جبہ	سمجہہ
"	۱۰	لینے	لیتے
"	"	خالص	خلاص
۶۷	۲	اُن کو	اُن
۶۹	۲۱	مصون	مطعون
۷۰	۷	فبول	مقبول
۷۱	۱۱	لوم	معلوم
"	۲۲	خل	غُسل
۷۲	حاشیہ	لنون	لبون
۸۹	۶	حلال	حال
۹۳	۷	قہات	قساوت
"	۸	تہوڑے	تہوڑے سے
۹۷	۲۱	رضاوعت	رضاورغبت
"	۲۲	گورنمنٹ کلکتہ	کورٹ کلکتہ
۹۸	۶	کہو	کہ دو
۹۹	۱	ن	لے والی
۱۰۴	۱۸	گہد	گنود

دیباچہ مصنف

ابطال نبوت محمدیہ میں اہل کتاب کی محکم دلیل ہمیشہ سے یہ رہی ہے کہ حضرت محمد صاحب کا چلن شایان شان پیغمبری و نبوت ہرگز نہ تھا۔ وہ صفحہ تاریخ کو الٹا الٹا کر مدام دکھلاتے رہے ہیں کہ شہوت پرستی اور خونریزی محمد مدنی کی سوانحعمری کے جزو اعظم ہیں۔ حتی کہ کوئی کتاب انکی سیرت پر لکھی نہیں جا سکتی جسمیں ان امور کی بابت سکوت ہو سکے۔ متقدمین اسلامی مورخین کی نگاہ میں تو یہ کوئی عیب نہ تھا۔ اس لئے وہ خصائص نبوی سمجھکر بلا تامل انکو قلمبند کر گئے مگر جب مسلمانوں کو اہل کتاب خصوصاً عیسائیوں سے مناظرہ درپیش آیا تو اپنے نبی کی ذات کو بچانے کی غرض سے انکو وقتاً فوقتاً طرح طرح کے عذر اور مختلف پہلو بدلنے پڑے۔ ابتدا میں تو انھون نے اس عیاشی اور خونریزی کو کثرت ازواجی اور جہاد کی متبرک اصطلاحون سے تعبیر کرکے حمایت کی۔ اور اپنے مقابلہ میں عقل و شعور اور اخلاق اور تہذیب کو جنکی انکو حسب مقتضائے زمانہ چندان پرواہ نہ ہو سکتی تھی۔ پرا باندھے لڑتے رہے۔ مگر جب زمانہ نے ترقی کی اور ادھر سے [illegible] ملانوں کو دم بخود ہونا پڑا۔ جب نئی اور زیادہ تعلیم یافتہ نسل سے ایسے

گرامی دشمنون سے تاب مقاومت نہ لاکر اعلیٰ تہذیب کے نام
سے دیانت و حق گوئی سے نادانستہ عداوت پیدا کی اور کبھی تو شارع
اسلام کے (جو اپنی نظیر آپ تھے) اطوار کی نظیر تلاش کرنے مین انبیا
سلف کی تاریخ کی عبث ورق گردانی کی۔ کبھی انکو ایام زمانہ جاہلیت
کے اخلاق کا نتیجہ بتلا کر اُنکے لئے معذرت کی اور جب یہ بھی کافی نہ ہوا
(اور کیونکر کافی ہو سکتا تھا) تو اُنکے مد مقابل مین معترضین کے بزرگون
کے سوء اخلاقی دکھلا کر گویا یہ قبول کرکے سستے چھوٹنا چاہا کہ ہان میرا
باپ کانا تھا تیرا بھی تھا۔ اور جب اس الزام سے بھی شرمندہ ہونا
پڑا اور کوئی چارہ باقی نہ رہا۔ اور روشنی کے زمانہ نے ہر باقرینہ معذرت
کا دروازہ بند کردیا تو حامئے اسلام نے اپنے پیغمبر کے لئے صرف اسی
مین مفر دیکھا کہ ایک دفعہ آنکھ بند کرکے تاریخی واقعات سے انکار کر
جاوے۔ اور اس انکار اور دروغ کو صرف اپنے نام اور نئی روشنی کی شہرت
اور انگریزی زبان کی تحریر اور حمایت اسلام کے جوش اور اظہار تعصب
اور پادریون کو بھلا برا کہنے سے ناواقفون کے روبرو فروغ دیکر کچھ
مدت کے لئے سرخرو بنے

سید امیر علی صاحب جنکی کتاب کے ایک جزو کا تفصیلی جواب لکھنے
کے لئے ہم نے قلم اٹھایا ہے ہم افسوس سے کہتے ہین اسی آخری
گروہ سے ہم کو معلوم ہوتے ہین۔ ہمارے لیشن کے ملانے جو شائستگی اور
تہذیب مین صرف بہ وہی اور اگر وہ وحشی عربون کو اپنا مقتدا بنانے سے نہ الا
اسلام کی حمایت مین صرف شمشیر اوٹھانا جانتے تھے۔ جب انکو قلم اٹھانا
پڑا تو عجب نہین کہ بہت سی ناگفتنی باتین لکھ ڈالین ہم کو انکے
مطلق زیبا نہین۔ کیونکہ وہ اسکے لایق تھی۔ اور یہ اُنکے [illegible] اور

جنکے دماغ کو مغربی شائستگی نے منور کیا ہو جب وہ اسلام کی حمایت
مین حق کو باطل اور باطل کو حق کہنے کے لئے تاریخ سے انکار اور سچ
بولنے سے انحراف کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ تو ہم کو صرف افسوس
بلکہ ترس آتا ہے! اُنکی انگریزی کتاب جسکا ترجمہ اردو۔ **تنقیل الکلام
فی احوال شارع الاسلام** ہمارے زیر نگاہ ہے۔ دراصل ایک ایسی
تالیف ہے۔ کہ جیسی کسی تالیف کو جو جواب ہے شخص کی ہو نہ ہونا چاہئے
ہم نے صرف انکے **چودہوین باب** کا جواب لکھا ہے۔ جسمین سید صاحب
نے **تعدد ازواجی** سے بحث کر کے خاصکر حضرت کی کثرت مناکحت
کے لئے بے بنیاد و فرضی اغراض دکھلا کر اُنکے لئے معذرت چاہی ہی
ہمارے جواب سے معلوم ہو جاویگا۔ کہ شارع اسلام کے اخلاق عورات کے
باب مین اپنے اصل مین کیسے نفرت انگیز تھے اور اسلام پر اُنکا اثر کیا
ہو سکتا ہے۔ اور انکے اظہار کے واسطے کس قسم کے کلمات ناگزیر ہین۔
اور فی الحال اسباب پر اپنی بحث کو محدود کرنے کی وجہ ایک یہ بھی ہے
کہ حضرت محمد صاحب کی معصومیت کی مدعیان
کو ہم انکی زندگی کے ایک پہلو کا یہ کچا چٹھا سنا کر امید رکھتے ہین کہ آیندہ
وہ اپنے دعوون کو زیادہ معتدل بنانا سیکھین گے۔ یہ باب سید صاحب
کی کل کتاب کے لئے گو یا مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ ناظرین کو اندازہ
ہو جاوے گا۔ کہ اور اور امور مین ہمارے مخاطب نے تاریخ کی کیا کچھ
گت بنائی ہو گی۔ اور ہم یہ کہنے مین تامل نہین۔ کہ اس نے شاذ ہی
کہین سچ بولا ہے۔ اور اگر بولا بھی تو ادھورا۔ اور جس بے باکی سے وہ
تاریخی واقعات کا انکار کرتا ہے۔ اسکی مثل ہمکو زمانہ حال کی مغربی تصنیفات
مین تو ہرگز نہین مل سکتی گو مشرقی جاہل علما کی تحریرات مین ملتا

دشوار ہو۔

حامیان اسلام بھی ایک طرح سے مجبور ہین - عیسایون نے اپنے مناظم
کو انکے مقابلہ مین وہ جلا دی ہے - کہ علماء محمدی عنان صبر وقرار ہاتھ سے
کھو چکے ہین - اس کتاب کا مترجم درد سے کہتا ہے کہ "بعض متعصبین
اہل کتاب نے حضرت سید الانبیا اور دین خدا اور شریعت رسول
اللہ پر ایسا طعن و مضحکہ کیا ہے - کہ انکی تصنیفات کو دیکھکر مسلمان کا دل کٹ
لگتا ہے - اور اسکی آنکھون مین خون اُتر آتا ہے اور اگرچہ وہ اپنے دل کو
اس خیال سے تسکین دے لیتا ہے کہ مناظرین اسلام مثل ملا جو اد سا
باطلی اور مولوی آل حسن موہانی - اور ڈاکٹر وزیر خان اکبر آبادی کے پادریون
کے اعتراضات کا دندان شکن جواب لکھہ چکے ہین - مگر پھر جو زیادہ غور کرتا
ہے - تو یہ تصور ضرور ہوتا ہے کہ جو لوگ اہل حل و عقد مین داخل ہین اور اہل
خبرت وارباب بصیرت سمجھے جاتے ہین - وہ تو ایسے جوابات کو ہرگز تسلیم نہ
کرینگے - تا وقتیکہ انکے شبہات اُنہین کے مذاق مین نہ دفع کئے جاوین
یہ صفت اسی کتاب سے مخصوص ہے - کہ جن مسایل شرعیہ پر متعصبین نصاریٰ
نے بہت سخت طعن و تشنیع کی ہے مثل تعدد ازدواج وبردہ فروشی اور جہاد
اور جنت و نار کو جسمانیات و مادیات سے تعبیر کرنا اسکو اس خوبی سے دفع
کیا ہے - کہ یورپ کا معقول پسند فرقہ جنکی طعن و مضحکہ کو دفع کرنے کے لئے
یہ کتاب تصنیف ہوئی ہے - اب اسکو قیل و قال کی مجال نہین باقی رہی
(انتہی مترجم) یہ سچ ہے - واقعی علماء عیسائی نے شارع اسلام پر ایسا
جرح کیا ہے - جسکے لئے کوئی مرہم اسلامی دنیا مین نہین اور اسطرف
کے حملات نے اسلام کو ایسے زلزلہ مین ڈالا ہے - کہ حامیان اسلام
کا دل کا پینے لگتا ہے - اور انکی آنکھون مین خون اُتر آتا ہے - اور جو غصہ

وندامت وبیچارگی سے - اور گو وہ ہزار جان سے مناظرین اسلام کی پادری
تحریرات کو "پادریون کے اعتراض کے دندان شکن جوابات" ماننا چاہتے
ہین - مگر پھر بھی زیادہ غور کرنے پر انکو آپ معلوم ہو جاتا ہے کہ پادریون
کے مقابل لڑنا گویا **جنگ اُحد** مین شہید ہونا ہے ۔" اہل خبرت
اور اصحاب بصیرت ایسے جوابات کو ہرگز نہ تسلیم کرین گے "
اس لئے ہم بہی اس برہان قاطع کی حقیقت دکھلانا چاہتے ہین - جسکا موسوم
"الجامع العلوم القدیمۃ والجدیدۃ" ہمارا مخاطب ہے تاکہ اہل اسلام کو معلوم
ہو جاوے کہ انکی طرف باین ہمہ ہنوز روز اول ہے - اور شارع اسلام
پر جو کچھ "طعن و مضحکہ" کیا گیا - اسمین کچھ بہی طعن و مضحکہ نہین بلکہ وہ نری
حقیقت ہے - جسکا دفع کرنا نہ علوم قدیمہ کے امکان مین ہے نہ جدیدہ
کے اور جس پر ہماری یہ کتاب شاہد ہے - ہمارے مخاطب مصنف کی
غرض ہرگز شارع اسلام کی سوانحعمری کے سچے واقعات بیان کرنا نہین
تہے - بلکہ اُسکو منظور رہے کہ پیغمبر اسلام کی سوانحعمری اور اُنکے مواعظ و
نصایح مین جو عمدہ اوصاف ہین - اونکو ایک عام پسند طرز سے بیان
کرے - اور اکثر ناظرین کے دل سے ظنون فاسدہ و تعصبات بیجا کو دفع
کرے " ہماری غرض ہے کہ ہم دکھلا دین کہ اس مصنف نے حضرت
کی جہوٹی تصویر پیش کرکے لوگون کو مغالطہ مین ڈالنا چاہا ہے - پس ہمنے
حضرت کی زندگی کے ایک پہلو پر بالتفصیل نظر ڈالکر بطور نمونہ مصنف
کو جواب دیا ہے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ مصنف نے اپنے ہیرو کی
زندگی کے ہر پہلو کے ساتھ یہی سلوک کیا ہے - بردہ فروشی کے بارہ
مین بہی جہاد کے بارہ مین بہی - اور جنت اور نار کے بارے مین بھی غرضکہ
وہ کتاب جسکا ہم جواب لکھتے ہین ایک عظیم الشان دروغ ہے جسمین

بڑا عجوبہ صرف یہ ہے کہ وہ ایک ایسے سمت سے پیدا ہوا جدہر سے اوسکی پیدائیش کا اندیشہ معمولی تجربہ سے نہین ہوسکتا تہا۔ علماء یورپ جو تاریخ اسلام سے ماہر ہین ۔اور عوام الناس بہی جنکی معلومات سر ولیم میور صاحب وغیرہ نے اپنی عالمانہ اور محققانہ تحریرات سے بڑہا دی ہین آسپر ہنستے ہین کہ جہلاء ہند جنکو تحقیق سے چندان سروکار نہین اسکو پادریون کے مقابلہ مین تریاق اکبری سمجہے ہین ۔اسی لئے تو اسکا ترجمہ کرکے اردو خوانون کے درمیان شایع کیا گیا ہے۔پس ہم انکے خیالات کی اصلاح کے لئے زبان اردو مین یہ مختصر رسالہ تیار کرکے پیش کش اہل اسلام کرتے ہین۔

ہمارا یہ رسالہ بیشتر آنحضرت کے ازواج کے حالات پر مشتمل ہے اس لئے اسکا نام امہات مومنین رکہا جس معزز اصطلاحی لقب سے وہ مشہور ہین ۔ہم نے اپنی اس بحث کو ہر جانب سے پورا کرنے کی خاطر ساتہہ ہی ساتہہ علاوہ اور چہوٹے موٹے مولویون کے جنکا نام تمن ہے ۔مولوی محمد علی[۱] کانپوری اور مولوی حکیم نورالدین[۲] بہیروی اور مولوی فیروزالدین[۳] فیروز ڈسکوی ۔اور مولوی ابوسعید محمد حسین[۴] بٹالوی ۔کہ جو مسلمانون کے درمیان سرآمد مناظرین عصر سے سمجہے جاتے ہین ۔اور خود بہی اس بحث مین قلم اٹہا چکے ہین جابجا

---

[۱] پیغام محمدی اور دفع تلبیسات انکی تصنیف سے ہے ۔ [۲] ۔ انکی تصنیف کا نام فصل الخطاب ہے ۔ [۳] دفع طعن از نکاح زینب انکی تصنیف ہے ۔ [۴] انکا مضمون "مسائل نکاح و طلاق پر اعتراضات کا جواب" انکے دینی رسالہ اشاعۃ السنۃ کی جلد دہم کے نمبر ۵، ۶، ۷ مین چہپا ہے ۔

جہانتک انکے خیالات سید امیر علی کی کمی کو پورا کرنے کی وجہ سے ہماری اس بحث مین متعلق تہے جواب دیا ہے۔ تاکہ اس رسالہ کے بعد پہر کسی صاحب کو یہ عذر باقی نہ رہ جاوے کہ فلانے **منشی** صاحب یا فلانے **مولوی** صاحب یا فلانے **سید** صاحب نے جو فلان جواب دیا تہا اوسکی رعایت نہیں رکھی گئی۔ پس ہمکو دعوے ہے کہ آجتک اس بحث پر جو کچھ لکھا گیا۔ اور جو عذر پیش کیا گیا۔ ہم نے اُسکا جواب بہ یہ ناظرین کر دیا ہے۔ اس جہت سے یہ رسالہ بالکل نیا رسالہ ہے۔

ہم افسوس کرتے ہین کہ اس باب مین حضرت کے حالات تہذیب کے پایہ اور اخلاق کے مرتبہ سے ایسے گرے ہوئے ہین۔ کہ اُنکے تذکرہ کے لئے ایسے خیالات اور ایسے کلمات لازمی ہین جنکا مذکور اور مواقع پر کوئی شخص بلا معذرت نہین کر سکتا۔ مگر وہ تاریخ ہی ایسی ہے۔ جسکے نزدیک آکر کوئی شخص اپنی زبان وخیال کو کچھہ دیر آلودہ کئے بغیر بچ نہین سکتا۔ بہرکیف ناظرین کو یہ معلوم ہو جاوے گا۔ کہ جس امر کا بیان ہی تہذیب سے ہٹ جاتا ہے۔ وہ امر فی نفسہ تہذیب کا کس قدر دشمن ہوگا۔ حضرت کی ایسی تاریخ کو ہاتہہ لگانے سے ہم ضرور اجتناب کرتے مگر ہمارا منصب ہمکو مجبور کرتا ہے۔ ناظرین معذور ہین۔ اس کتاب کی تالیف مین ایک امر یہ بہی ملحوظ رکھا گیا ہے کہ عام الناس جنکی مغالطہ کے لئے سید امیر علی صاحب کی انگریزی کتاب کا اردو ترجمہ تیار کیا گیا وہ اُن واقعات پر اپنی تحقیقی رائے خود قایم کر سکین۔ اس لئے بڑی بڑی عربی کتابون کی ناموں سے جو نہ صرف عوام کی رسائی سے باہر بلکہ جنکے مضامین اونکے علم سے بہی اُنکو ڈرایا نہین گیا۔ بلکہ اُن کتابون سے استدلال کیا گیا ہے جنکو انہین کتابون سے بڑے بڑے جید اور دیندار علماء اسلام نے

جنکے مقابل اسوقت کوئی ایک عالم بھی سارے ہندوستان میں موجود نہین عوام الناس کے فایدہ کے لئے بڑی تحقیق وتفتیش سے تالیف کیا ہے ۔تاکہ محمد صاحب کے حالات کو وہ بڑی شرح وبسط سے بیان کرین ۔

وہ کتابین روضۃ الاحباب ۔ مدارج النبوۃ وحیاۃ القلوب ہین ۔ان اخیر دونون کتابون کا جنہین اول بیشتر روضۃ الاحباب پر مبنی ہے اُردو ترجمہ ہو گیا ہے ۔اور ہر کہین ہر شخص کو جو اردو بھی پڑھ سکتا ہے میسر آسکتا ہے ۔ مین نے روضۃ الاحباب مطبوعہ لکھنؤ ۱۲۹۷ھ اور مدارج النبوۃ کا اُردو ترجمہ نولکشوری جسکا نام منہاج النبوۃ ہے ۔استعمال کیا ہے ۔ اسی طرح تاریخ واقدی اور تاریخ ابوالفدا کا حوالہ بھی اُنکے اُردو ترجمون سے دیا گیا ہے ۔

حیاۃ القلوب ملا باقر مجلسی جسکی جلد دویم نولکشوری اس رسالہ کے کام مین آئی شیعون کی ایک بڑی معتبر تاریخ ہے ۔ اور روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ کی بابت شاہ عبدالعزیز صاحب جو گویا مسلمانان ہند کے آخری امام ہوئے اپنے رسالہ عجالہ نافع مین (اسکا بھی اردو ترجمہ ہو گیا ہے) یہ فرماتے ہین " احادیث تاریخ وسیر را دو قسم کردہ اند انچہ متعلق بوجود با جود پیغمبر ما صلے اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام وآل عظام اوست از ابتدائی تولد آنجناب تا غایت وفات آنرا سیرت نامند ۔سیرۃ ابن اسحق وسیرۃ ابن ہشام وسیرت ملا عمر ودیگر کتب بسیار درین باب مصنف شدہ باالفعل نسخہ صحیحہ روضۃ الاحباب میر جمال الدین محدث حسینی اگر بہم رسد کہ خالی از الحاق وتحریف باشد بہتر از ہمہ تصانیف این باب است ۵ ومدارج النبوۃ

۵ اسکے بھی نسخے صحت کے ساتھ دہلی اور لکھنؤ کے نامی مطبعون مین شایع ہوچکے ہین

شیخ عبدالحق محدث وسیرت شامیہ مواہب لدنیہ مبسوط ترین سیر تھا اند"
پس ہم نے اُس کتاب سے جو بہتر از ہمہ تصانیف ابن باب است" اور
اُس کتاب سے جو اُس سے ماخوذ ہے اور خود مبسوط ترین سیر تھا ت
ہے جسکی خوبی و اعتبار پر شاہ عبدالعزیز سا عالم اجل شاہد ہے۔ اور جو ہر
شخص کو ہر کہین اُسکی اپنی زبان مین میسر آسکتی ہے۔ اس رسالہ
مین سند پکڑی ہے۔ اور وہ کہلایا ہے۔ کہ آنحضرت پر ایمان لانے والے
احادیث کے کما حقہ پہنچانے والے۔ نرم گرم روایات مین تمیز کرنیوالے
حضرت کے محامد بیان کرنے والے اور زمانہ حال کے نیم شرمولویون[ف]
کے استادونکے پڑہانے والے۔ علم حدیث کے امام کہلانے والے حضرت
کے حالات ہمکو کیسے سناتے ہین۔ تاکہ عوام کو نہ پہر یہ کہنے کی گنجایش رہی
کہ اُن کتابون تک ہم پہونچ نہین سکتے اور نہ یہ کہنے کی گنجایش رہی کہ
ہمنے اپنی طرف سے حضرت کے حالات مین تصرف کیا ہے۔ بلکہ اگر عاری
ہوکر کہا چاہین۔ تو صرف یہ کہکر لوگون کو اپنے اُپر ہنساوین کہ میر جمال الدین
محدث حسینی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور ملا باقر مجلسی جہوٹے یا
دروغ گو یا کم علم یا جاہل یا دشمن اسلام تھے۔ مگر ہم تو ہی انہین سے سنتے
ہین گے۔ جنکو اُن بزرگ علماء اسلام سے بزرگ تر ہونے کا دعوے
ہو اور نیز اُنکے اقوال کے غلط ہونے پر کوئی دلیل لانے کا یارا۔
ہمکو خوب معلوم ہے کہ جو دلایل ہمنے اپنے دعوون کے ثبوت یا اپنے
مخالفین کے تردید مین بیان کئے ہین وہ بالکل ہمارے نام وشہرت
یا شخصیت سے غیر متعلق ہین۔ لھذا ہم اپنی اس کتاب کو تجرد و تنہا تمام

[ف] مدارج النبوۃ والیکو دعوی ہو کہ اسکی کتاب حضرت رسول کے احوال سب اور تمام میں حیال اکا
نقل ہو اور تمام کو شامل ہے جیسا دیباچہ جلد اول ص۱

مسلمانون کے روبرو پیش کرکے اُسکی نہ کہ اپنی تائید یا تردید کے خواستگار
ہین اور امید کرتے ہین کہ ناظرین حضرت علی کے اِس گرانبہا مقولہ
پر کاربند ہون گے لاتنظروا الی من قال وانظروا الی ما قال -
مت دیکھو کس نے کہا دیکھو کیا کہا -

فصل اول تعدد ازواج

تمام عیسائی قائل ہین کہ عہد قدیم مین کثرت ازواجی اُس زمانہ کی تہذیب
کے اندازہ سے حلال و مشروع تھا۔ بنی اسرائیل نے اس رسم کو اپنے
پیشینیون کی تقلید مین جاری رکھا۔ اُنکے انبیا و صلحا نے اسکے جواز کو تسلیم
کیا۔ مگر عہد جدید مین جو مسیح موعود کی بعثت سے شروع ہوا۔ اور جسنے نبی
آدم کی ترقی تہذیب کا نیا سنہ جاری کیا وہ رسم جو طلاق کے ساتھ ہمیشہ
توام رہی ہے اُٹھ گئی۔ اُسکے اور اسکے جواز کی سچی فلسفی کو خداوند مسیح
نے ایک ہی جگہ اسطرح بیان کردیا کہ اب کثرت ازواجی کے حرام
و ناشروع ہونے مین کسی عیسائی کو شک کی گنجائش نہین رہ سکتی۔

موسیٰ نے تمہارے سخت دلی کے سبب سے تمہین اپنی جوروؤن کو
طلاق دینے کی اجازت دی ہے پر شروع سے ایسا نہ تھا۔ (متی $\frac{19}{8}$)
یہان سے مرد و عورت کے تعلقات کی بنا ابتدائی منشاء خالق بتلایا گیا
شروع مین ایک مرد تھا ایک عورت۔ انکی مصنوعی جدائی کی جسکو طلاق
سے تعبیر کرتے ہین کوئی رعایت فطرت نے نہین رکھی۔ انسانی سخت
دلی نے جوروؤن کی تعداد بڑہائی اور عقلا نے اسکی برائیون کو طلاق سے
کم کیا۔ کثرت ازدواجی کو اٹھا دو طلاق جو اس کا لازم ملزوم ہے اُٹھ جائیگا
دین عیسائی کی حقیقی منشا کے کثرت ازواجی اسقدر خلاف ہے کہ پرانے
خیالات سے لدے ہوئے علماء یہودی بھی اسکو مسیح کی تعلیم کی ضد سمجھتے
ہین جسکا نتیجہ یہ ہوا آپ تسلیم کرتے ہین کہ ممالک عیسائی یعنے یورپ
کے تعدد ازواج کو فی نفسہ ایک فعل قبیح سمجھتے ہین اور اسکو صرف

قانوناً ناجائیز نہین جانتے بلکہ عیاشی وفسق وفجور کا نتیجہ سمجھتے ہین" ص ۲۱۲
اورحق بہی یہی ہے - کیونکہ عیاشی وفسق وفجور سب صریح سخت دلی کے
ثمرے ہین - پس روئے زمین پر بجز عیسایون کے کوئی ملت نہین جو
اس رسم کے خلاف شرعاً وقانوناً تاکید کرے - عیسائی دین ہی نے انسانی
اخلاق کی حقیقی اصلاح کا ذمہ لیکر سوسایٹی کی اس "قبح عظیم" کی بیخ کنی
کی ہے - برخلاف اسکے اسلام نے کثرت ازواجی کو - جو غیر مہذب یا نیم
مہذب وسخت دل قومون کے درمیان سوسایٹی کی ضروریات سے متصور
ہوچکی تہی - اور جسکا فایدہ اہل مقدرت اپنی عیاشی کے وسائیل کی وسعت
کے موافق بآسانی اوٹہاتے تہے - نہ صرف بے عیب ٹہرا کر روا ہی رکہا
بلکہ شارع اسلام اور اُنکے اصحاب املتا ذہین آدابہ نے اپنے عمل
سے اُسکی تقدیس کر دی - مگر پہر بہی انسانیت واصول شائستگی وفلاح
قومی وخاندانی کے اسقدر یہ رسم خلاف ہے کہ تہذیب کی ترقی اسکو
خود مسدود کرتی جاتی ہے - اور وہی لوگ جنکی شریع نے اسکو جائیز
اور حکم بہی نے اسکو مقدس قرار دیا ہے باوجود حصول تمام وسائیل کے
اوس سے فایدہ اوٹہانے کو راضی نہین اور فی نفسہ اسکو اپنے آرام و
آسایش کے ایسا خلاف دیکہتے ہین کہ عملی طور سے ازبس بیزار ودست
بردار ہوکر اپنی بیٹیون کو اُنکے مصائب سے اور بچنے کی بڑی بڑی کاوش
کرتے ہین - اور وہ لوگ جنکے ذہین "نئی روشنی" سے منور ہوگئے ہین
باوجود جماعت اسلام کے اس معروفہ رسم کو نہ صرف ایک "قبح عظیم" کا نتیجہ
سمجہتے ہین بلکہ "زناکاری" کا تعلق کہہ رہے ہین -
حضرت عیسیٰ کی پیروی عیسائیت نے اس بارہ مین کیا اثر پہیلایا ہے اسکا سب سے
معلوم ہوسکتا ہے کہ مسلمانان ہند نے سب سے پہلے ... عیسائی ... نظر ...

کے سایہ عاطفت میں طرح بطرح اس رسم کو انسانی ترقی کی ضد قرار دیا ہے۔ اور وہ اُن اسلامی ممالک کے مسلمانون سے کس درجہ ممتاز ہو گئے ہین۔ جن پر اس تعلیم کا اثر نہین.... پڑنے پایا اور جو سراسر انھین "علماء اسلام" کی رہبری قبول کئے ہوئے ہین جنکو "خیالات کہنہ" کے بار سے سبکدوش ہونے کا موقع بالکل نہین ملا ابھی ہرگز۔ روم۔ عرب۔ ایران۔ افغانستان جو خالص اسلام کو لئے ہوئے ہین۔ اپنے ہندی مسلمانون کی نیک تعلیم کو سننے کے لائق نہین۔ اردو خوان قصہ مبتلا (محصنات) حافظ نذیر احمد صاحب سے درس لے چکے ہین۔ اور کثرت ازدواجی کی خرابیون کو دیکھ چکے ہین۔ اور اگر کوئی صاحب خود محمد صاحب کی ازواج کے حالات مین دوسری محصنات قائم بند کرین تو ہو سب سے زیادہ عبرت بخش ہو۔

مگر ہمارے مخاطب سید امیر علی صاحب بہت درست فرماتے ہین اور جو کچھ فرماتے ہین۔ عین دین عیسوی کی تعلیم کی فلسفی کے مطابق ہے کہ "ابتدائی خلقت انسان مین یعنی تمدن کی ابتدائی زمانہ مین جبکہ اس قوت ماسکہ کی تکمیل نہین ہوئی تھی جو ترقی عقل و تہذیب نفس کے زمانہ مین نظام تمدنی کی اجزا کو یکجا رکھتی ہے اور متفرق نہین ہونے دیتی اس زمانہ کے لئے تعدد ازدواج ایک اصل الاصول تحفظ نفس کا تھا جسکو اس ترقی و تہذیب کے زمانہ مین ایک قبح عظیم تصور کرنا چاہیے صفحہ ۱۹۱ اور کہ رسم تعدد ازدواج "آخر زمانہ مین جب عقل و اخلاق مین ترقی ہوئی اسکے سراسر خلاف ہو" صفحہ ۱۹۲ حاشیہ۔ عیسایون نے اپنی قوانین مین اس تعدد ازدواج کو صرف ایک "قبح عظیم" نہین بلکہ صاف صاف زنا ٹھہرایا ہے اور ہمارے سید صاحب کی اسکے برپا کر دینے مین ذرہ تامل نہین۔ چنانچہ وہ اپنی انگریزی کتاب مین اس مضمون کے آخر فرماتے ہین کہ مین افسوس کرتا ہون کہ مسٹر اُن واقعات کی فلسفانہ تنقید کو

جو زمانہ سلف میں کثرت ازدواج کے ممد ہوئے پادری جی ڈی بیٹس صاحب الہ آبادی نے
اپنی کتاب کلیمس آف اسلام میں یہ اخذ کیا ہے کہ گویا میں کثرت ازدواج کی حمایت
کرتا ہوں میں کثرت ازدواج کو اس زمانہ میں ایک حرامکاری کا تعلق اور منشاء اسلام
کے خلاف سمجھتا ہوں جس رائے میں ایک جماعت کثیر اہل اسلام کی میرے
شریک ہے الشئے ۲ کہ فہمیدہ اذہان نے اسلامی تعلیم کثرت ازدواج اور طلاق پر کیا فتوی
کفر لگا دیا ہے - اور اس فتوی کا کیا کچھ اثر ظہور میں آچکا ہے - مولوی محمد حسین کی اس بے
بے ہنگام ہے روشن ہے - ہم ان اعتراضات کی کچھ پرواہ نکرتے اور نہ انکے جوابات کے درپے ہوتے اگر یہ
اعتراضات ہمارے نوجوان اسلامی اخوان انگریزی خوانوں پر ساحرانہ تاثیر نہ کر جاتے اور
انکی تاثیر سے متردد و متوحش ہو کر اصل اسلام میں مذبذب ہو جاتے" مسائل نکاح ص ۱۳۶
مولویو تمہارے جوابات کی پروا کون کرتا ہے کہیں موج دریا تمہارے روکے رک سکتی ہے
کہیں یہ اسلامی اخوان تمہارے قابو میں آسکتے ہیں - سنو مولف کا یہ قول آب زر سے
لکھنے کے قابل ہے - کہ "ایسا فتوے جب ہی دیا جاوے گا کہ جب علماء اسلام
خیالات کہنہ کے بار سے سبکدوش ہوں اور واقعات کو اچھی طرح سمجھ لیں اور رسول اللہ
کے احکام کو کماحقہ سمجھ سکیں اب ہم تنگ ظرفی سے آنحضرت کے احکام دیکھے جاتے ہیں
لہذا امید ہے کہ تعدد ازدواج کا رسم بالکل موقوف ہو جاویگا ص ۳۳ حاشیہ ۲ یا دوسرے
الفاظ میں یوں کہیں کہ رسول اللہ کے احکام کو "علماء اسلام" کماحقہ نہیں سمجھ سکے جبتک
کہ انگریزی یونیورسٹی میں تعلیم نہ پاویں اور یورپ کی سیر نہ کریں اور انکی آنکھیں تنگ
ظرفی سے منور نہ ہوں - یا عام فہم اور مختصر طور پر ہم کہہ دیں کہ رسول اللہ کے احکام
کو کماحقہ" سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ مولوی صاحبان نیچری بن جاویں
[illegible] اصطلاح میں [illegible] جسکو ہم یوں ظاہر کریں کہ نیچری مذہب کو [illegible]
[illegible] خطرہ سے تو یہ ہے کہ اسلام کی بنا پر کثرت ازدواج کو مردود
[illegible] اصطلاح کی غلط بنیاد ڈالی [illegible] ہے کہ ہمارے [illegible]

ساوات گا اخلاق و تہذیب و تقاضا دہئی روشنی کو تو بخوبی سمجھو مگر اسلام کو نہین سمجھو وہ
بھول چوک کی عیبو ہیت ہے کیا امید کیجاتی ہے کہ اہانذار مسلمان خالص اسلام کے پیرو اپنے
نبی کی سنت موکدہ سے دست بردار ہو جاوینگے - اور کیا وہ یہ روغنی جملہ کہکر کہ "اس
ترقی و تہذیب کے زمانہ مین کثرت ازدواجی کو ایک قبیح عظیم تصور کرنا چاہیے" جو اس
آخری زمانہ مین جو عقل و اخلاق مین ترقی ہوئی اسکے سراسر خلاف ہے" یہ مان لینگے کہ
اُنکے نبی کو اپنے زمانہ مین جب روح الامین انپر وحی لیکر نازل ہوا کرتے تھے
اور جنکو شب معراج خدا سے اُمنا سامنا ہوا تھا - اسقدر بھی "ترقی و تہذیب"
عقل و اخلاق" میسر نہ تھی جتنا آج کسی نئی روشنی والے کو حاصل ہے - کہ اُنکو کثرت
ازدواجی سے روک سکین - اور آپ یاد رکھین کہ آپ کے یہ چکنے چکنے تہذیب کے الفاظ سنت نبی پر
فدا ہونے والون کے دل پر کتنا اثر پیدا کرینگے - جبکہ آپ خود تسلیم کر رہے ہین - کہ
جب بادشاہ وقت اس رسم (تعدد ازدواج) کو عمل مین لاتا تھا اور بادشاہ سیر
ملک مین ظل اللہ سمجھا جاتا تھا تو رعایا بھی اس رسم کو مقدس سمجھتی تھی "(صفحہ ۱۹۰) فعل
اثر ہمیشہ قول سے زیادہ ہوتا ہے لھذا جب بادشاہون کے متعدد محلات ہو تو
رعایا اُنکی تقلید سے کب چوکتی تھی" - شاید آپ بھول گئے کہ نبی اور اُنکے اُمتی کے
تعلقات بادشاہ اور اُنکی رعایا سے کئی درجہ بڑھکر ہوتے ہین ع حسنت جمیع خصالہ حضرت کی شان
مین کیا بے فکر لکھا گیا ہے -

فصل دویم سنت نبی

مگر نہین - ابھی ہم ہی بھولے ہوئے ہین آپ کچھ اور فرمایا چاہتے ہین
سب سے بڑی خطا اور سب سے زیادہ لائق الزام قصور مورخین عیسائی نے یہ کیا ہے
کہ یہ فرض کر لیا ہے کہ شارع اسلام نے تعدد ازدواجی کو اختیار کیا یا جائز کر دیا
ہے ...... یہ قول کہ آنحضرت نے اس رسم کو اختیار کیا اور اسکو مشروع کر دیا
اکثر عوام کالانعام مین بلکہ بعض حضرت نصارے کے ....

[illegible]

نزدیک بھی اب تک مسلم و معتبر ہے اس سے کاذب تر کوئی قول نہین ہے"
ہم اس کے جواب مین بجز اسکے اور کچھ نہین کہہ سکتے "اس سے کاذب تر کوئی قول
نہین" کیا ہم سے یہ کہا جاتا ہے کہ شارع اسلام نے اپنی ذات کے لئے
تعدد ازواج کو جایز نہین رکھا - ؟ پھر آگے چلکر ہمکو حضرت کی متعدد ازواج
کا حال آپ کیا سناتے ہین - جب انہون نے اس رسم کو اختیار ہی نہین
کیا پھر انکے لئے اسوجہ سے آپکی معذرت کیا معنے رکھتی ہے ؟ حضرت نے ضرور
اس رسم کو اختیار کیا کوئی شخص جسکو اپنی صداقت کا لحاظ ہو انکار نہین کرسکتا -
چنانچہ روضۃ الاحباب والا کہتا ہے کہ حضرت کی ١١ عورتون سے کسی اہل تحقیق
کو انکار نہین ہوا صـ٥٩٩ـ مگر وہ آپ سے قبل گذرا ہے اور مدارج النبوۃ مین
مرقوم ہے " متفق علیہ یعنی سب متفق ہین اس بات پر بے خلاف کہ رسول خدا
کی گیارہ قبیلے ہین - چھ قریش سے (اونکے نام) چار عربیہ ہین غیر قریش سے (انکے
نام) اور ایک غیر عربیہ ہے بنی اسرائیل سے" جلد ٢ صـ٤٧٣ـ "یہ گیارہ مستورات
تہین کہ حضرت نے انکی خواستگاری کی ہے - اور ان سے زفاف فرمایا ہے
اور ایک جماعت نساء اور ہین بیس یا زیادہ (روضۃ الاحباب والا کہتا ہے
"سی زن دیگر بودند" صـ٥٩٩ـ) کہ بعض کے تئین حضرت نے تزویج فرمایا
زفاف نہین کیا اور پیش از دخول مفارقت کی ہے اور بعض کے تئین خطبہ
کیا ہے اور خواستگاری کی ہے لیکن تزویج نہین کیا اور بعض کے تئین النسے تزویج
کیا تخیر کیوقت جب وقت آیت نازل ہوئی حبالہ نکاح سے اس جناب کے الگ کر دیا
[illegible] حضرت کی چار لونڈیون کے نام بھی بتائے ہین جنکا شمار ان گیارہ عورات کے سوا ہے صـ٨٨٢ـ اور
ابو الفدا کہتا ہے کہ "رسول اللہ کا نکاح ١٥ بیبیون سے ہوا تھا - اور [illegible]
سے صحبت کی اور باقی سے صحبت نہین کی" صـ٣٦٩ـ اور حیات القلوب والا
جلد ٢ صـ٥٦ـ مین حضرت کی ازواج کا شمار بتاتا ہے بقول ابن بابویہ [illegible]

معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ حضرت رسول پانزدہ زن تزویج کردو بہ سیزدہ نفر از ایشان مقاربت نمود" اور دوسری روایت سے کل شمار اُن بیویون کا جنسے حضرت نے تزویج کی اکیس ۲۱ بیان کرتا ہے وہ وہ عنین وہ بھی داخل ہین جنکے ساتھ صحبت کرنا محمد صاحب کا لوگون مین مشہور نہین ہے "موافق این روایت انجناب بست ویک زن تزویج کردہ" مگر سید امیر علی کس بے باکی سے فرماتے ہین - اور حاشا اس بے باکی کی "نئی روشنی" جادہ نہین ہے - کہ یہ قول کہ انحضرت نے اس رسم کو اختیار کیا اور اسکو مشروع کر دیا - اکثر عوام کالانعام ہن بلکہ بعض اہل خبرت نصارے کے نزدیک مسلم ومعتبر ہے - اس کا دب ترکوئی قول نہین ہے"

فصل سوم قران تعدد ازواج

دفعہ اول ایک نئی تاویل قرانی حکم کثرت مناکحت کی سید صاحب سناتے ہین اور وہ تاویل "نئی روشنی" کا حصہ ہے علماء اسلام اسکی داد نہین دے سکتے ہین - سورہ نسا مین ہے "نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو تین تین چار چار پھر اگر ڈرو کہ برابر نہ رکھو گے تو ایک ہی یا جو اپنے ہاتھ کا مال ہے" اور پھر رکوع ۱۹ مین ہے "تم ہرگز نہ رکھ سکو گے عورتون کو برابر اگرچہ اسکا شوق کرو - سو نرے پھر بھی نہ جاؤ کہ ڈال رکھو ایک کو جیسے ادھر مین لٹکتی"

سید صاحب فرماتے ہین "کہ شارع اسلام نے ازواج کی ایک تعداد مقرر کر دی اور ازواج کے مواجب حقوق انکے شوہرون پر معین کر دیے

اور شوہر پر فرض عین کر دیا کہ سب ازواج سے من جمیع الوجوہ برابر برتاؤ
رکھے . . . . تعدد ازدواج میں ایک قید ایسی لگادی ہے جس سے یہ فعل
صرف محدود ہی نہیں ہوگیا ہے۔ بلکہ جس آیت سے اون مفہوم ہوتا ہے
اس آیت کے معنی یہ ہوتے ہین کہ کوئی شخص ایک سے زیادہ زوجہ نکرے
اگر وہ چارون ازواج کے ساتھ برابر اور منصفانہ برتاو نکر سکے جیسا مولوی
سید احمد خان صاحب نے فرمایا ہے کہ تعدد ازدواج مین بہت سی شدید قیود لگادی
گئے ہیں۔ اور بہت سی سخت قواعد مقرر کر دیے گئے ہین جیسا چارون ازواج
کے مواجب وحقوق مین مساوات کلی رکھنا اور چارون سے برابر الفت
اور محبت رکھنا وغیرہ وغیرہ . . . . . پس بہر کیف حکم تعدد ازدواج کو از قبیل
نواہی سمجھنا چاہیئے۔ نہ از قبیل اوامر" صفحہ ۲۰۴ و ۲۰۵ اب یہ ظاہر ہے کہ قرآن
چار عورتون کو بشرط عدل جائز بتاتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ "تم ہرگز
عدل نکر سکوگے عورتون مین اگرچہ اسکا شوق کرو" پس یا تو یہان بقول
سید صاحب بمفاد اذا فات الشرط فات مشروط " تعدد ازدواج حرام ہوا
اور تعدد ازدواج کو از قبیل نواہی سمجھنا چاہیئے کیونکہ عدل ناممکن ہے
جیسا قرآن کہتا ہے اور سید صاحب خود تسلیم کرتے ہین کہ "ایسا عدل کرنا
انسان کے امکان سے باہر ہے" حاشیہ صفحہ ۳۱۹ تو اب ماننا پڑا کہ یا تو
[illegible] صاحب ہی [illegible] امام حسن [illegible] یا ہزارون تک جس نے
کیی تعدد از نواہی کا [illegible] جائز رکھا موافق شریعت اسلام [illegible]
اور نواہی کا مرتکب ہوا۔ یا یہ قول کہ "تم ہرگز عدل نکر سکوگے عورتون
مین" باطل ہے۔ اور اگر یہ دونون قول درست ہین تو معلوم ہوا کہ [illegible]
سے مراد کچھ [illegible] ہے جسکا کرنا دشوار نہین اور تعدد [illegible]
سب ازواج سے من جمیع الوجوہ برابر برتاؤ [illegible] مواجب و حقوق

بین مساوات کلی رکھنا اور چارون سے برابر الفت و محبت رکھنا وغیرہ وغیرہ" ہرگز فرض نہیں۔ اور ہم یہ بھی دکھلا دین گے کہ ان شرطون کو نہ تو خود محمد صاحب نے کبھی پورا کیا اور نہ اپنے اوپر انکا پورا کرنا واجب جانا اور نہ کسی ایماندار مسلمان نے ایسا سمجھا اور یہ کیونکر ممکن تھا کہ جو فعل خود محمد صاحب کی ذات کے لئے ناممکن تھا کسی مومن امتی کے لئے ممکن ہو سکتا۔

قران نے حکم دیا تھا کہ بشرط عدل چار بیوئین رکھ سکتے ہو مگر فوراً کہہ دیا کہ "تم ہرگز عدل نکر سکوگے عورتون مین اگرچہ تم اسکا شوق کرو" چاہیے کتنا ہی چاہو عدل کرنا ناممکن ہے وہ یہ صاف صاف کہہ دیا گیا کہ عدل کا لحاظ رکھنا انسانی قدرت سے باہر ہے" ص ۳۴۹ انگریزی اور محمد صاحب کو ذاتی تجربہ ہے وہ زیادہ عورتین رکھہ کے دیکھ چکے پس [illegible] اب عدل کو کوئی شرط مقرر نہین کرتے بلکہ بجائے عدل کے جو ناممکن تھا ایک منفی حکم ہلکا سا دیتے ہین جو کسی کے لئے محال کیا مشکل بھی نہین اور وہ شرط صرف یہ ہے "سو نرے پھر بھی نہ جاؤ پس ڈال رکھو ایک کو ادھر مین لٹکتی" صرف یہی ایک شرط ہے جب ایک سے زیادہ [illegible] کرو تو انہین سے کسی ایک کو بالکل رانڈ کی طرح ڈال نہ رکھو نہ یہ ضرور ہے کہ "من جمیع الوجوہ برابر برتاؤ کرے" یعنے ازواج کے مواجب اور حقوق مین مساوات رکھے" اور نہ "چارون سے الفت او محبت رکھے۔ اور محض اس ایک طرح سے اگلے اور پچھلے مسلمانون کی کثرت ازواجی شریعت اسلام کے مطابق ہو سکتی ہے ورنہ سب حرام کرتے رہے جسکا حاصل یہ ہوا کہ جناب بجائے کثرت ازواجی کے شرط عدل کو "از قبیل نواہی سمجھے نہ از قبیل اوامر"

چنانچہ محمد حسین بٹالوی نے بھی اسلامی مذاق کے موافق "اسولٹ کے دو نون آنرایبل ربطار مردون" کی رائے شرط عدل کا بڑے زور شور سے ابطال کیا ہے اور اسکو گویا بہت جورون کے شوہر پر ظلم سمجھا ہے۔ دیکھو انکار رسالہ صفحہ ۱۵۱-۱۵۷

دفعہ دوم شرط عدل وسنت نبوی

محمد حسین صاحب فرماتے ہیں کہ عدل کو (جو فی الحقیقت ظلم ہے) قائم رکھنے کے لیئے شریعت اسلام نے چار سے زیادہ جورون کی اجازت نہین دی یعنی ہر ایک پر یہ ظن تو عموماً ہو سکتا ہے۔ کہ کثرت ازواج کیحالت مین وہ عورتون کی حق تلفی کرے گا۔ اور ان مین عدل نکر سکیگا اور آنحضرت صلعم چونکہ اُن ظنون اور برے گمانون سے پاک اور مبرا تھے اور اپنا حال وہ یقیناً جانتے تھے۔ اور بے اعتدالی کے خوف سے مطمین تھے۔ لہٰذا آپ کے لیئے وہ تحدید (جو صرف مظنہ پر مبنی تھی) ضروری نہ تھی "اس لیئے آپ کو چار سے زاید جورون کی رخصت خدا نے دی پھر فرماتے ہین "مگر یہ جواب اُن ہی لوگون کے لیئے طمانیت بخش ہے جو آنحضرت صلعم کو نبی برحق مانتے اور ان ظنون سے بری جانتے ہین۔ آنحضرت صلعم کے مخالف اور دین اسلام کے منکر اس جواب کو تسلیم نہ کرین گے" صفحہ ۱۶۷ و ۱۶۰

مین دکھلائے دیتا ہون کہ اس فرضی عدل والے قانون کو حضرت نے کیسے برتا۔ اور آپ کسقدر جا اور کس حصے مین "بے اعتدالی کے خوف سے مطمین تھے" تاکہ مخالف و موالف دونون کی آنکھین کھل جاوین۔ سورۃ احزاب رکوع [illegible] مین [illegible] تو جسکو چاہے

اُن مین اور جگہ دے اپنے پاس جسکو چاہے اور جسکو جی چاہے تیرا اُن مین سے جو کنارے کر دی تہین تو کچھ گناہ نہین تجھپر" اسکی صحیح تفسیر مین حسینی لکہتا ہے "در وسیط اوردہ کہ وجوب قسم بدین آیت از حضرت صلعم ساقط شدہ" تو حضرت کے اوپر کسی قسم کا عدل وانصاف اس آیت سے واجب نہ رہا۔ عام طور سے سمجہا تاہے کہ مسلمانون پر واجب ہے کہ درمیان عورات کے کسی قسم کی مساوات (گو وہ مساوات وہ ہرگز نہین جسکے سید احمد یا سید امیر علی مدعی ہین) کی رعایات رکھین مگر محمد صاحب آزاد کر دیے گئے چاہے کسی عورت سے ملین چاہے نہ ملین چاہے چھوڑ رکھین چاہے چھوڑی ہوئی کو پھر بغل مین بلالین۔ اور چاہین تو ڈال رکھین۔ کسی ایک کو ادہر مین لٹکتی" جیسا سودہ کے بیان مین ہم دکھلا دینگے۔ چنانچہ حضرت کی عورات اس ناانصافی وظلم سے نالان ہوئی تہین۔ "در روایت دیگر زینب گفت تو عدل نمی کنی میان ما باآنکہ پیغمبر خدائی" حیات القلوب ص ۵۲۳ مگر حضرت پر انصاف ہی فرض نہین شاید اسوقت ہمارے سید صاحب کو وہ سچا سخن یاد نہ ہوگا۔ کہ "فعل کا اثر ہمیشہ قول سے زیادہ ہوتا ہے۔ لہذا اب بادشاہون کے متعدد محلات ہوئی تب رعایا انکی تقلید سے کب چوکتی تہی"۔ سو اب تو محمد صاحب کا قول ہی موجود ہے اور فعل ہی موجود ہے "اور فعل کا اثر ہمیشہ قول سے زیادہ ہوتا ہے" کون ہے جو مسلمانون کو انکے نبی کی سنت موکدہ کے اثر سے محروم کر سکتا ہے۔ کیا کسی نئی روشنی والے کا قول ؟

دفعہ سوم - حد تعدد نمایشی نہ حقیقی۔

سید صاحب کا قول کہ "شارع اسلام نے ازدواج کی ایک تعداد حقیقی

کردی" غلط ہے۔ اتنا تو سچ ہے کہ کوئی مسلمان ایک ساتھ چار سے زیادہ **منکوحہ** عورتین نہین رکھ سکتا مگر آگے اسی آیت مین ہے "جو اپنے ہاتھ کا مال ہے" اور سورہ احزاب ع مین ہے ۔ ہمکو معلوم ہے ۔جو ٹھہرا دیا ہمنے اُن پر اُنکی عورتون مین اور اُنکے ہاتھ کے مال مین" اور سورہ مومنون ع " اور جو اپنی شہوت کی جگہ تھامتے ہین مگر اپنی عورتون پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر سو انپر نہین الا صنا" یہ ہاتھہ کا مال" جنپر شہوت رانی مباح ہے لونڈیان ہین انکی کوئی حد نہین اگر کسی مسلمان کے ہاتھ ہزار لونڈیان لگ جاوین تو وہ انکو اپنی مدخولہ بنا کر اور اپنی چار جورون پر اضافہ کرکے شریعت اسلام سے باہر نہین جاتا ۔پس لونڈیون کی کوئی تعداد نہین ۔مگر لونڈ نہین جو منکوحہ ہون اور بے نکاح تصرف مین آوین عورتین ضرور ہین ۔پس یہ کہنا عین حق ہے ۔کہ اسلام کے رو سے مرد کو اختیار ہے چاہے جسقدر عورتین اپنے حظ نفس کے لئے جمع کرے۔ اُن مین عدل وغیرہ کسی قسم کی قید نہین اور حضرت کے پاس بھی باوجود ایک درجن سے زیادہ منکوحہ عورتون کے چار لونڈیان بھی تھین جن مین سے ماریہ قبطیہ اور ریحانہ بہت مشہور ہین ۔

دفعہ چہارم لونڈی حلال ہے ۔مگر ہمارے مخاطب نے غضب ڈھایا ہے ! وہ انکار کرنے پر آگئے ہین ۔ اور ہر حقیقت اور واقع کا جواب اُنکے پاس انکار محض ہے ۔ہم ابھی قرآن کی آیات پیش کرچکے کہ لونڈیان مسلمانون کو حلال ہین اور اُنکی کوئی تعداد محدود نہین ۔سید صاحب فرماتے ہین ۔یہ بھی کہا ہے کہ آنحضرت نے اپنی اُمت کو علاوہ چار نکاحون کے اجازت دی ہے ۔کہ جتنی لونڈیان چاہو کرو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ قول بیچ احکام

شرع سے کسقدر خلاف ہے۔ اس بات مین حکم شرع یہ ہی جو شخص
تم مین سے اتنا مقدور نہ رکھتا ہو کہ ایک آزاد مسلمہ سے عقد کر سکے
تو اسکو چاہیئے کہ اُن لونڈیون سے نکاح کرے جنکو جہاد مین گرفتار
کیا ہو اسکی اجازت اس شخص کو دی جاتی ہے۔ جو ارتکاب معصیت
کا اندیشہ رکھتا ہو لیکن اگر تم پرہیز کرو تو تمہارے حق مین بہتر ہوگا"
صفحہ ۲۱۸ ہمارے دوست نہ سمجھے کہ یہان اسکی اجازت ہے کہ اگر کسی شخص
کے پاس لونڈی نہو اور آزاد عورت نکاح مین لانے کا مقدور بھی نہو
اور جورو چاہتا ہو تو اور کسی شخص کی لونڈی سے آسان شرائط پر نکاح
کرلے سورہ نساء دیکھئے یہان بے مقدور شخص کا ذکر ہے۔ اور ہم ایسے
اُس شخص کے بارہ مین بحث کرتے ہین جسکو علاوہ چار جورون کی لونڈیان
رکھنے کا مقدور ہے۔ افسوس آپ اتنا بھی نہ سمجھے کہ کیا دار الاسلام کی
لاکھون لونڈیان صرف بے مقدور لوگون کے نکاح کے واسطے ہوسکتی
ہین افسوس آپ مومنین کی حق تلفی کرتے ہین۔ پہلے تو اُنکے چار
جورو ئین رکھنے کے حق سے منکر ہوئے جاتے تھے۔ اب اُنکی لونڈئین
بھی خلاف شرع دین محمدی اُنسے جدا کرنے کا قصد کرتے ہین اور سنت
نبوی کا مطلق خیال نہین کرتے۔ آپکو کوئی منصب نہین کہ آپ زبان
درازی سے "علماء اسلام" کو جو قران اور سنت پر اس امر مین چل رہے
ہین "خیالات کہنہ کے پابند" الزام دین اور اُلٹا کہین کہ وہ رسول اللہ
کے احکام کو کما حقہ نہین سمجھ سکتے" یہ الزام آپ پر عاید ہوتا ہے۔ مگر
تعجب ہے کہ آپ قران کی نص کا خیال نہ کرکے بلا تامل فرماتے ہین
کہ "ہمارے فقہا نے لونڈیان رکھنے کو جائز قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ
فعل آنحضرت کے اصل منشا کے خلاف ہے" صفحہ ۲۱۸ افسوس اس

نشا کی کیسی خرابی کی ہے اگر اصل نشا یہی تھا تو محمد صاحب نے اپنے اوپر لونڈیان کیسے حلال کر لین اور امام نسائی جنکی کتاب صحاح ستہ مین داخل ہے چار جوروؤن کے ساتھ بہتری لونڈیان صحبت مین کیون رکھتا تھا؟ اسی حضرت "علماء اسلام" جن خیالات کہنہ کے بارے لدے ہوئے ہین وہ بار انکو مثل حدیث متصل و صحیح کے حضرت سے پہونچا ہے۔ حضرت محمد صاحب اس "نئی روشنی" کے اسلام سے واقف نہ تھے۔

دفعہ پنجم متعہ النسا —— ہم دکھلا چکے کہ اسلام مین نہ صرف چار جوروئین نکاحی حلال کی گئی ہین۔ بلکہ لاتعداد لونڈئین بھی جنکی حد صرف عیاشی ورر کی قدرتی انتہا ہے مباح ٹھہری ہین۔ نہین بلکہ اُن سے بھی بڑھکر عام رنڈی بازی جسکو شرعی اصطلاح مین متعہ کہتے ہین حلال ومشروع ہے جسکے تمام شیعی قائل ہین۔ سنیون نے اس مسئلہ سی بعنایت ضعف دوسواسی شہادت کی بنا پر انکار کیا ہے۔ اور وجہ اُس انکار کی بعینہ وہی ہے جس سے فی زمانہ نئی روشنی والے مہذب مسلمان اسلام مین زبردستی کثرت ازدواجی کو حرام ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہین۔ فصل دہم مین ہم اس ناپاک مسئلہ کا شریعت اسلام کے ساتھ تعلق ثابت کرینگے۔

فصل چہارم تنزیہ المطاعن

اب مصنف صاحب حضرت پر سے اس طعن کے دفع کرنے کی کوشش کرتے ہین کہ "آنحضرت نے متعدد ازواج کرکے اپنی نفس سے دور عایت کی جسکے مستحق آپ شرعاً ہیلیے کے بموجب نہ تھے

حاصل مدعا تو یون ہے کہ عورتون کے بارہ مین حضرت نے نہ حکم
خدا کا لحاظ کیا نہ قانون قدرت کا نہ قران کا نہ اسلام کا نہ رسم ورواج
شرفاء عرب کا بہر اصول حیا و شرم و اخلاق و تہذیب کا خون کیا ہے۔
مستنف صاحب نے ان مطاعن کے تذکرہ مین کوتاہی کی ہے ہم
پہلے انکی تفصیل بیان کرتے ہین تاکہ بعد مین دیکھین اُن مین سے
کن کن کا جواب ہمکو ملتا ہے۔

طعن اول۔ جو تعداد قران یعنی شریعت اسلام نے ازواج
کی مقرر کی حضرت نے اُس سے بدرجہ انتہا تجاوز فرمایا۔ کوئی مسلمان
ایک ساتھ چار سے زیادہ نکاح نہین کرسکتا حضرت نے چہار چند
چہار پر بھی اکتفا نہ کی۔

طعن دوم۔ کوئی مسلمان شریعت اسلام کے مطابق بے مہر
نکاح نہین کرسکتا حضرت نے بے مہر نکاح کیا یعنی اپنے تئین نکاح
کی حقیقی ذمہ واری سے سبکدوش کردیا۔ اوسکو ہبہ نفس کہتے ہین جو مسلمانون
کے لئے حرام ہے اس ہبہ نفس کا حکم حضرت کی ذات سے مخصوص ہے
چنانچہ قران مین وارد ہوا " اور جو کوئی عورت مسلمان اگر بخشے اپنی جان
نبی کو اگر نبی چاہے کہ اسکو نکاح مین لے نری تجھے کو سوائے سب
مسلمانون کے تانہ رہے تجھپر تنگی" احزاب ع مولوی ڈکوہی بڑی
سردمہری سے کہتے ہین کہ "مہر کی اگر عورت دعویدار نہو تو صحت
نکاح کے لئے وہ کب مانع ہے" صفحہ ۳۶ اور نہین سمجھتے کہ مہر کا دعویٰ
نہ کرنا اور بات ہے۔ اور بے مہر عورت کو جورو بنانا اور چنانچہ قران
مین صریح آیا ہے۔ ان تبتغوا باموالکم عورتون کو طلب کرو اپنے
مال کے بدلے نساء ع پس جو مسلمان بلامہر عورت کو جورو بناوے زانی

ہے اسی سلئے تو بغیر مہر جورو بنانے کے بارہ مین محمد صاحب نے
اپنے حق مین فرمالیا کہ "یہ صرف تیرے لئے خاص حکم ہے اور مومنون
کے سوا" ص۳۶ پس کہو یہ خصوصیت کیسی تھی - یہان مہر شروع ہی سے
گدھے کے سر پر سینگ ہو رہا ہے - پس عورت دعویدار کیسے ہو اور اگر
عورت شرعًا اپنا مہر شروع سے چھوڑ سکتی تو پھر اور مومنین اس استحقاق
محروم کیسے رہ گئے - نہین حضرت آنحضرت اپنے نفس کی رعایت چاہتے
ہین عورتون کے حقوق اپنی نسبت کوتاہ کر رہے ہین - یہان تنگی اور فراخی
کی باتین ہین "تا نہ رہے تجھپر تنگی" - حضرت کی ان ایسی باتون نے حامیان
اسلام کو کیسے ضیق مین ڈالا ہے -

طعن سوم - مسلمانون کو بہرحال اپنی متعدد عورتون کے ساتھ کسی
نہ کسی قسم کی مساوات و رعایت فرض ہے مگر محمد صاحب ہر طرح کی رعایات
سے سبکدوش ہین - بالکل اُنکی مرضی پر منحصر ہے - جیسا چاہین اپنی عورتون
سے سلوک کرین چنانچہ نص قرآن ہم پیش کر چکے ہین

طعن چہارم ہر مسلمان مطلقہ عورت کو اختیار ہے کہ دوسرے شوہر
سے ملے - یعنی شوہر اگر بدسلوکی کرے اور وہ اُس سے راضی نہ ہو تو وہ
شوہر سے طلاق حاصل کرے - حضرت نے اپنی عورات سے یہ استحقاق
چھین لیا باوجود اسکے کہ اپنے اوپر معمولی مساوات بھی شرعًا فرض نہ رکھی
ادھر تو فرمایا وازواجہ امہاتہم احزاب ع جورو ئین اُسکی مسلمانون کی مائین
ہین اور ماکی حرمت ہمیشہ واجب ہے - اور اُدھر یہ لکھا "اور تمکو نہین پہونچتا
کہ تکلیف دو اللہ کے رسول کو اور نہ یہ کہ نکاح کرو اُسکی عورتون کو اُسکے
پیچھے البتہ یہ بات تمہاری اللہ کے یہان بڑا گناہ ہے" احزاب ع
پس وہ جھوٹی اور ظالمانہ عزت جسکو خدا کی شریعت سوا انہین رکھ سکتی

محمد صاحب نے اپنے لئے روا رکھی - اور مسلمانون کو بھی یہ امر بہت شاق گذرتا تھا کہ وہ دیکھتے تھے کہ ہماری آنکھون کے سامنے محمد صاحب ہماری عورتین لے لیتے ہین - اور اپنی عورتون کو ہماری مان بناکر ہم پر حرام کر دیتے ہین - چنانچہ حیات القلوب ص۸۶۵ مین ہے کہ یہ سنگدلی صاحب کی جوروئین مسلمانون کی مائین ہین "طلحہ بغضب آمد وگفت محمد زنان خود را بر ما حرام میگرداند و خود زنان ما را تزویج می نماید اگر خدا محمد را بمیراند ہر آئینہ ما بکنیم با زنان او آنچہ او با زنان ما میکرد" اور طلحہ وغیرہ کی بابت اس قسم کی روایت کا حوالہ اس آیت کی شان نزول مین اکثر تفاسیر مین آیا ہے - دیکھو حسینی احزاب رع اور نیز روضۃ الاحباب ص۴۱۲ پس یون اپنے اوپر وہ روا رکھا جسکا مستحق کوئی شریعت محمدی کا تابع شرعاً نہین ہوسکتا اور اپنی عورتون پر وہ ظلم کیا جس ظلم کی متحمل کوئی عورت مسلمان شرعاً نہین ہوسکتی - ہم نے یہ چار مطاعن چار جوروؤن کی رعایت سے گنائے ہین جنکے جواب مین سید امیر علی صاحب مع واقعات تاریخی کو بلا تعصب ونفسانیت" دکھلا کر یہ ثابت کرنیکا وعدہ کرتے ہین کہ ہمارے مطاعن صاف باطنی اور ایمانداری اور عیسائی نیک نہادی سے بالکل معرا ہین" صفحہ ۲۰۶ آیا ہمارے مطاعن یا سید صاحب کے جوابات اس صفت سے زیادہ متصف ہونے کے سزاوار ہین - ناظرین تم ہی انصاف کر دینا -

فصل پنجم امہات مومنین

اوّل حالات بی بی خدیجہ جب آنحضرت کا سن شریف

۲۵ برس کا تھا یعنی عین عنفوان شباب مین جبکہ قواے عقلی وقوائے بدنی بالکل صحیح تھے اسوقت آپنے حضرت خدیجہ سے عقد کیا جو آپ سے سن مین بہت بڑی تہین ۲۵ برس تک آپ نے خدیجہ کے ساتھ کمال وفاداری اور راحت سے بسر فرمائی" صفحہ ۲۰۰ سید صاحب نے ان واقعات کو کچھ رقت کے ساتھ بیان کیا ہے گویا حضرت محمد صاحب نے اپنی عمر سے بڑی عورت کے ساتھ شادی کرکے کوئی حقیقی خودانکاری کی تھی کیونکہ بڑی بیباکی سے اپنی انگریزی کتاب مین ایک فقرہ یہ بھی اضافہ فرماتے ہین کہ "آنحضرت نے افلاس اور تنگدستی کی حالت مین ایک بڑھی عورت کی پرورش کے بار کا ذمہ اٹھایا۔ جسمین دراصل وہ ایک خودانکاری برت رہے تھے۔ جو کچھ ہلکی قسم کی نہتھی" صفحہ ۳۳ مین بی بی خدیجہ کے کچھ صحیح حالات سناتا ہون:-

دفعہ اوّل تمول وحسن وجمال خدیجہ۔ آپ خود تسلیم کرتے ہین کہ "خدیجہ ایک متمول بی بی قریش کے قوم سے تہین" صفحہ ۱۵۱ دوسرے حضرت خدیجہ خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصے بن کلاب کی بیٹی ہے یہ سوداگر بھی عزت والی اور بڑی مالدار قوم قریش مین تھی" ابوالفدا صفحہ ۲ یہ اسکا نسب ہے۔

قصے محمد صاحب کے دادا عبدالمطلب کا پردادا تھا نسب کی طرف سے عورت اشراف قریش سے تھی "خدیجہ درہر ناحیہ غلامان وحیوانات بیپایان داشت تا آنکہ بعضے گفتہ اند کہ زیادہ از ہشتاد ہزار شتر داشت کہ متفرق بودند درہر ناحیہ وہر مکان ملازمان ووکلائے او بتجارت مشغول بودند مانند مصر وشام وحبش وغیر آن" حیات القلوب صفحہ ۸۶ اب ہم آپکو ایک متعصب حامی اسلام کی سناتین ہین سیرت ابن ہشام مین لکھا ہے۔ کہ

خدیجہ ایک عورت تاجرہ اور شریف اور مال والی تھین اوس وقت مین قدیم نسب کی رُو سے تو اوسط مرتبہ کی تھین اور باعتبار شرافت کے بہت بڑی تھین اور باعتبار مال کے سب قریش سے زیادہ تھین ... لہذا اس وقت کے لحاظ سے آنحضرت اتنے بڑے امیرون مین ہو گئے تھے کہ قریش مین دوسرا آپکا مقابل نہ تھا" تلبیسات مولوی محمد علی کانپوری صفحہ ۲۲۶ اب اُنکے حسن وجمال کی سنئے "اندر مکہ ہیچکس بمال وجمال مثل خدیجہ نبود" طبری جلد چہارم صفحہ ۳۷۴ اور اس مال وجمال کے ساتھ عقل وفضل کا بھی اضافہ تھا۔ اور اس زمانہ مین تو یہ امر النادر کالمعدوم کا حکم رکھتا تھا "تھی حضرت خدیجہ عورت فاضلہ عاقلہ حازمہ" منہاج جلد ۲ و ۸۴۹ اور اس سب پر ایک بات اور تھی کہ یہ با ایمان تھی اسکا بھائی ورقہ بن نوفل قریش سے نکلکر قبل زمانہ اسلام عیسائی ہو گیا تھا۔ اور کتب مقدسہ کا پڑھنے والا تھا۔ خدیجہ اس سے رجوع کیا کرتی تھین (بخاری پارہ اوّل بدء الوحی) اور اپنے بھائی کے دین کی معتقد بھی تھین۔ پس یہ تو ظاہر ہے کہ یہ عورت نسب مین شریف مال مین بے عدیل اور حسن وجمال مین آپ اپنی نظیر تھی۔ اور ان سب پر عقل وفضل سے ممتاز اور ایمان سے مزین جس عورت مین انمین کی کوئی ایک صفت بھی ہو (چہ جائکہ وہ تمام صفات سے متصف ہو) امید وار ان شوہری کیون اُسکے گرد دیدہ وار جمع نہ ہون چنانچہ بخاری ومسلم مین ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نکاح کیا جاتا ہے عورت کا چار سبب سے اسکے مال کے سبب سے اور اُسکے حسب ونسب کے سبب سے اور اسکے جمال کے سبب سے اور اس کے دین کے سبب سے" مشارق الانوار حدیث نمبر ۲۶۳۸ دیکھو خدیجہ مین یہ کل صفات ہین۔ حضرت بڑے خوش نصیب تھے

دنیا مین جو دو اگر چراغ لیکر ڈھونڈتے تو خدیجہ سے بڑھکر انھین کون
ملتی مالدار ایسی کہ حضرت کو اوسکے غلامون مین شمار ہونا باعث فخر حسب
ونسب مین حضرت کی ہمسر۔ جمال ایسا کہ دیار امصار مین شہرہ۔ دین
ایسا کہ حضرت سے کبھی وجدک ضالاً فہدی۔ مگر ہان ایک نقص بتایا جاتا
ہے۔ کہ وہ سن مین بہت بڑی تہین " ہم دیکھتے ہین آیا صنادید قریش
اور رئیسان عرب کی آنکھو نمین بھی یہ کوئی نقص نظر آتا تھا۔ جبکہ اس عورت
مین ایسی بڑی بڑی خوبیان موجود تھین جس سے زیادہ کی تمنا حدیث
مین بھی نہین کی گئی ہے " خدیجہ زنے بود با عقل وجمال ورای بزرگان
مکہ ہمہ در آرزوی وی بودند واو قبول نمیکرد " طبری صفحہ [illegible] " عقبہ بن
ابی معیط وصلت بن ابی شہاب اورا خواستگاری کردند وہر یک چہار
صد غلام وکنیز داشتند وابوجہل وسفیان نیز اورا خواستگاری کردند
وخدیجہ ہمہ را جواب کرد انتہی " حیات القلوب صفحہ [illegible] " حضرت خدیجہ عورت
دانشمند وعاقلہ عازمہ تھی جاہلیت مین اُسے طاہرہ کہتے تھے۔ حسب اور نسب
عالی اور مال وافر رکھتی تھی صنادید قریش ابالہ یا عتیق کے بعد چاہتے تھے
کہ اسے تزویج کرین اور اُس نے قبول نکیا تھا " منہاج النبوت جلد ۲
صفحہ [illegible] جس عورت کے خواستگار رئیسان مکہ وصنادید قریش ہون اور
جو آپ صفات حسب ونسب و مال وجمال عقل وفہم سے متصف ہو تو سن مین
بڑا ہونا جسکا مطلق خیال رئیسان واشراف قریش بھی نہ کرتے تھے
اگر محمد صاحب نے کیا ہو تو اسنے نہ کیا تو کیا ہوا اگر کوئی خدیجہ کا ہمیشہ بھی
اسکا خیال کرکے اس عورت سے محروم رہتا تو ہم کیا تمام عرب معہ

سلہ اس امر مین بھی وہ حضرت سے سبقت لیگئی تم کہتے ہو کہ محمد صاحب کو لوگ جاہلیت مین
امین سمجھتے تھے اسکو اس سے بڑھکر طاہرہ کہتے ہین -

ابوطالب کے اسکو دیوانہ اور پاگل کہتے۔ مگر ڈاکٹر لیٹنر ایک یورپی معاعی اسلام بی بی خدیجہ کیطرف اشارہ کرکے فرماتے ہین کہ عرب کی چہل سالہ عورت یورپ کی پنجاہ سالہ عورت کے برابر خیال کیجاتی ہے" ترجمہ مکیجر مترجمہ محمد کرامت علی صـ۱۳ یہ کوئی کلیہ نہین بڑھاپا اور جوانی برسون کا شمار نہین رنج وغم تنگی معاش ہمین شباب ہین بڑھاپے کو بلالیتے ہیں۔ اور عیش آرام فارغ البالی بڈھون کو جوان بنائے۔ لکھتے ہین خدیجہ نے زندگی بڑے چین سے کاٹی تھی اور بڑی بے فکری سے بسر کی تھی۔ سب طرحکی نعمتین اسکو میسر تہین عمر کے برسون نے اسکے جسمانی قوا پر کوئی اثر نہ پیدا کیا تھا بلکہ وہ بمصداق انگریزی مثل - Fall fat & forty (حسین موٹی چالیس سال) تھی۔ اسکے حسن وجمال مین کوئی تغیر نہ آیا تھا۔ اب بھی لوگ اسکو دیکھکر گرویدہ ہوتے تھے۔ صنادید قریش در نیسان سکے اسکے خواستگار رہتے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گو سنہ پیدائش کے حساب سے اسکا سن چالیس برس کا ہو۔ مگر ابھی وہ بالکل جوان نظر آتی تھی اپنی عمر سے کم اور محمد صاحب کے لئے اچھا جوڑ تھا۔ چنانچہ اس عورت کی عمر کا اندازہ اور اُسکے قواے جسمانی کی کیفیت اس ایک بات سے عیان ہے کہ محمد صاحب سے اس عورت کے چار بیٹے پیدا ہوئے اور چار بیٹیان مسائل نکاح محمد حسین صـ۱۹۱ اور نیز اس بات سے بھی یہ امر روشن ہے جسکو محمد حسین صاحب بسند بخاری بیان کرتے ہین کہ " آپ کی قوت کا یہ عالم تھا کہ اس پیرانہ سالی مین ایک ہی ساعت مین رات یا دن کے سب ازواج سے ہمبستر ہوتے آپ کے صحبتی جو آپ کی عادت سے واقف تھے یہ کہا کرتے تھے کہ آپ مین تیس مرد کی قوت ہے بعض کا خیال یہ تھا کہ چالیس کی ہے" صـ۱۹۴ پس جو عورت اپنے پیرانہ سالی

مین ایسی جوان کی متحمل ہو سکے اور اوس سے آٹھ بچے بھی جن جکی اسکو
بڑھی لکھنا اور اوسپر ترس کھاتا آپ لوگون کا کیسا بے محل ہے۔
مولوی محمد فیروز الدین اپنی تاریخ محمدی حصہ اول صفحہ ۵۱ مین کل حالات
خدیجہ اور محمد صاحب پر نظر کر کے فرماتے ہین کہ "خدیجہ بنت خویلد ملکہ عرب
جو اسوقت بڑی شریف اور نجیب اور باعتبار عزت و مال سب قریش سے
بڑھ کر تہین۔ اہنون نے حضرت سے نکاح کی خواستگاری کی اور
چند قوم قریش کے بڑے بڑے معزز اور نامی سردار اُنکے حسن وجمال
اور شرافت کے سبب سے اُنکے نکاح کے خواہان تھے۔ مگر انھون نے
اس اُمی یتیم و بیکس کو سب پر ترجیح دی . . . عمر حضرت خدیجہ کی
۴۰ برس کی تھی۔ مگر وہ نہایت صاحب جمال تھین" پھر یہ کیا بیہودہ گوئیان
اور ژاژ خائیان ہین جو ہم سنتے ہین کہ محمد صاحب نے ایک بڑھی عورت
کی پرورش کا بار اٹھایا عورت پر رحم کیا بڑا احسان کیا جو نکاح کر لیا۔

دفعہ دویم افلاس وتنگدستی محمد صاحب۔

یہ کچھہ حالات تو ہم نے بی بی خدیجہ کے سنائے اب اُس کے مقابل مین
محمد صاحب کی کیفیت یہ ہے کہ بجز اپنے نسب کے جو کسی طرح خدیجہ کے
نسب سے افضل نہ تھا۔ آپ کے پاس کچھہ نہین مگر تقدیر کے دھنی
ہین خدیجہ سی عورت اُنکو مل گئی۔ اور بیڑا پار ہو گیا۔ چنانچہ حیات القلوب
والا لکھتا ہے "روزے حضرت رسول بنزد ابو طالب رفت واورا غمگین
یافت فرمود کہ اے عم سبب اندوہ شما چیست ابو طالب گفت اے
فرزند برادر سببش آنست کہ مالے ندارم وزمانہ بسیار برمن تنگ شدہ
است وپیر وتنگدست شدہ ام وفاتم نزدیک شدہ است وآرزو دارم کہ
ترازنے بودہ باشد کہ من بآن شاد گردم وضروریات آن میسر نیست"

تنگدستی و فقر و فاقہ سے حضرت اور اُنکے چچا دونون تنگ آئے ہوئے تھے ابوطالب کو آرزو تھی کہ اپنے بھتیجے کی شادی اپنے جیتے جی کرکر زندگی مین بہو کو دیکھے مگر سرمایہ شادی کا موجود نہ تھا کوئی عورت نہ ملتی تھی۔ حتّٰی کہ ایک لڑکی ام ہانی جو ابوطالب کی تھی۔ اور جسکی خواستگار حضرت نے اس نوعمری مین کی وہ بھی حضرت کو نہین ملی ابوطالب نے اور شخص سے اسکا نکاح کردیا باوجودیکہ حضرت نے بڑے الحاح سے اُسکو طلب کیا اور مابعد اپنی ناامیدی اور یاس بطور شکایت کے ابوطالب پر ظاہر کی (اس کا ذکر آگے آوے گا) پس نورالدین صاحب کا یہ فرمانا کہ اگر حضرت چاہتے تو "جوانی مین کئی بیاہ کرلیتے" فصل الخطاب ص۲۹ کتنا لغو ہے۔ ایسا ہی محمد حسین صاحب فرماتے ہین "آپ اپنی قوم مین صاحب حسب و نسب تھے اور مکارم اخلاق مین مشہور و ممتاز ۔۔۔ اگر آپ نفسانی اغراض رکھتے اور ان اغراض سے عیش چاہتے تو عالم شباب مین رسم و رواج قوم کے مطابق بہت سی عورتین نکاح مین لاسکتے تھے سو بھی جوان و باکرہ جو نفسانی اغراض کا اصلی محل ہین اگر مخالفین یہ اعتراض کرین کہ جوانی کے وقت آپ تنگ دست تھے اس لئے اسوقت اور نکاح نہین کرسکتے تو اسکا جواب یہ ہے ایک دو جوان عورتون کے نکاح پر کونسا مال کثیر صرف ہوتا تھا جس کے آپ متحمل نہ تھے اور اگر آپ ایسے ہی ہوتے تو یتیم و بیوہ عورتون کی پرورش کرنے سے انکے مربی و کفیل کیونکر کہلاتے" ص۱۷۱ و ۱۷۲ الجواب بندہ اسکا جواب یہ ہے کہ اسوقت نسب و حسب کو شہد لگا کر چاٹنے والا کوئی نہ تھا خود آنحضرت کے چچا اسکے قدردان نہ ہوئے اور شادی کے معاملہ مین وہ غیرون کو آپ پر ترجیح دیتے تھے اور حضرت اس تنگدستی

سے اسد رجہ عاری تھے کہ ایک گھڑے کی مچھلی یعنی چچا کی بیٹی بھی آپ
کے ہاتھ سے پھسل گئی اور آپ روتے رہ گئے۔ یہ زمانہ وہ تھا کہ حضرت
کو اپنا پیٹ پالنا دشوار تھا۔ ایک دو جوان عورتون کا ذکر کیا۔ اور یتیم اور
رانڈون کی پرورش کرنا یہ اس زمانہ کے خواب نہین ہین۔ اُسکا وقت
وہ تھا جب کہ ایک رانڈ کا مال حضرت کے ہاتھ لگا۔ پس حق یہی ہے۔
کہ اگر حضرت چاہتے تو ایک بیاہ بھی نکرسکتے اور چاہا۔ اور نہ کرسکے افلاس
ایسا تھا زینت عشق ٹین ٹین اسی کو کہتے ہین۔ چنانچہ جس زمانہ مین
خدیجہ سے شادی ہوئی اس زمانہ مین بھی آپکی یہی کیفیت تھی "نفیسہ گوید
نزد آنحضرت رفتم وگفتم یا محمد چہ چیز مانع میشود ترا انکہ خدائی درجواب
فرمود آنہست (یعنی ساز وسامان) ندارم" اور جب اُس نے خدیجہ کا نام
لیا حضرت کی باچھین کھل گئین فرمایا "چون کنم تا اورا اور آید درین امر
گفتم بعہدہ من کہ اورا درین مہم راغب گردانم" روضۃ الاحباب ص۱۰۰
پس ایسی بے سرمائیگی اور تنگدستی مین یہ لوگ خدیجہ ہی کے دست نگر تھے
چاہتے تھے کہ اُسکے خادمون اور چاکرون مین ملکر کچھ نفع دنیا کا حاصل
کرین چنانچہ ملا باقر مجلسی آگے لکھتے ہین "ابو طالب فرمود اے فرزند
خدیجہ دختر خویلد مال بسیار دارد و اکثر اہل مکہ از مال او منتفع شدہ اند آیا
راضی ہستی کہ از برائے تو مالے بگیریم کہ بہ تجارت بروی شاید خدا نفع کرامت
فرماید کہ مطالب و آرزو ہائے مس بآن میسر گردد و حضرت فرمود کہ بسیار
خوب است" ح۲ یون حضرت نے اس مالدار عورت کی ملازمت مین
کچھ وجہ کفاف حاصل کیا اور رفتہ رفتہ بقول شخصے ع شاہان چہ عجب گر بنوازند
گدارا۔ خدیجہ نے محمد صاحب کی خدمات کیقدر کی اچھا کارندہ پایا ہون
ہارحوال "صورت مین شکیل اور اطوار مین رسیلا" (تاریخ محمدی

فیروز الدین حصہ اول صفحہ) جی کو بہا گیا پس ع دراہ عسن فرق غنی وفقیر نیست طرفۃ العین مین بکری* چرانے والے کمبل اوڑھنے والے فاقہ مست خادم کو آتے بڑے امیرون مین کردیا کہ قریش مین دوسرا جسکا مقابل نہ تہا" چنانچہ بعد مین حضرت اکثر عائیشہ سے کہا کرتے تہے "دیا خدیجہ نے مجھے اپنا مال اس ہنگام مین کہ محروم گردانا مجھے لوگون نے" منہاج صفحہ ۴۹ عباس و ابوطالب تو خدیجہ کے ساتہہ محمد صاحب کے نکاح کی تجویز سنکر بے اندازہ خوش ہوئے اور تقریب شادی کے بعد یہ ملا رگانے ہوئے اپنے قبلے مین آئے ؎

ہم کسی زلف پریشان کی طرح اے تقدیر
خوب بگڑے تہے مگر خوب سنوارا ہمکو

مگر خدیجہ کا باپ خویلد اسمین ضرور تامل کرتا تہا کیونکہ نفع صرف محمد صاحب کیطرف تہا حیات القلوب صفحہ ۹۵ پس خدیجہ کا محمد صاحب کے ساتہہ شادی کر لینا کچھہ اُسی قسم کا تہا - جیسا رضیہ بیگم کا اپنے ایک غلام کی طرف توجہ کرنا - مولوی محمد حسین صاحب دوسرے اسلامی مناظرین سے اس خاص امر کو زیادہ سمجہ سکتے ہین مگر افسوس ہمارا مخاطب صفحہ تاریخ کو بدلتا ہے اور نہایت بے باکی سے کہتا ہے کہ "انحضرت نے اس ٹہری عورت کی پرورش کی بار کا ذمہ اٹہایا جس سے در اصل وہ ایک خودداکاری برت رہے تہے جو کچہہ ہلکے قسم کی نہ تہی" خودداکاری برتنے والی خدیجہ تہی جس نے ایک مفلس قلاش کی پرورش و پرداخت کا ذمہ اٹہایا

× بکاری مین ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے بیان کیا تہا کہ مین نے ہی مکہ والوں کی بکریان چند قیراط کی مزدوری پر چرائی مین تہین" مشارق الانوار حدیث نمبر ۹۸۰ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خدیجہ کے نکاح سے پہلے افلاس کے کس درکہ تک اُتر چکے تہے

تھا۔ آپ کیا اندھیر کرتے ہین کیا ابھی آپ خود نہین فرماتے تھے
کہ اُس عقد سے انحضرت کی وقعت اپنے اہل وطن مین زیادہ ہوگئی"
ص۱۳ اور صرف اسکی بدولت جب" آپنے افکار دنیا سے نجات پائی تو
مراقبہ اور یاد الٰہی مین مصروف ہوگئے" ص۳۲ ورنہ آپ ع پراگندہ روزی
پراگندہ دل رہتے۔ مگر محمد صاحب کے حامیون نے تو قسم کھائی ہے کہ
وہ سچ نہ بولین گے اور جھوٹھ بولنے مین ایک پر ایک سبقت لے جاوین
گے سید امیر علی صاحب تو وہ ہانک رہے ہین۔ مگر ڈاکٹر لیٹنر صاحب جنکو
اپنی قران دانی اور علوم اسلامیہ پر حاوی ہونے کا ناز ہے اور جنکی ہر دعوٰی
پر اہل اسلام صاد کرنے کو تیار رہین اندھیر مچاتے ہین "خدیجہ سے عقد آپ
نے اس خیال سے کیا کہ وہ بی بی آپکی محسنہ تھین اور آپکی نبوت پر
ایمان لاچکی تھین" کچھ مترجم ص۱۳ ڈاکٹر صاحب کی معلومات کی داد مولوی
صاحبان دین ہم آپکو بتاتے ہین محمد صاحب نے خدیجہ سے نکاح پہلے
کیا تھا اور نکاح کے پندرہ برس بعد ان میان نے اپنی نبوت کا دعوٰی
کیا اور پھر وہ بی بی آپکی نبوت پر ایمان لائی" پس ایمان خدیجہ باعث نکاح
نہوا بلکہ نکاح باعث ایمان ہوا۔ مگر ہم کو تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ انحضرت
خدیجہ پر ایمان لاے اور عالمگیر اول کے قول کی عملی تردید فرمائی جانان
جان دادہ ام ایمان نداده۔

دفعہ سوم - کیون خدیجہ کے عہد مین حضرت نے دوسری
جورو نہین کی۔ پھر آپ فرماتے ہین" آپکے مخالفین اسکا انکار نہین
کرسکتے بلکہ طوعاً و کرہاً اسکو تسلیم کرتے ہین کہ اس تمام عرصہ دراز مین
آپ کے اطوار و عادات مین ایک بھی اخلاقی عیب نہین دکھائی دیا
جبتک حضرت خدیجہ زندہ رہین آپنے دوسرا عقد نہین کیا حالانکہ اگر

آپ ایسا کرتے تو اُنکی قوم کے نزدیک ایسا کرنا جایز و مباح تھا تعجب
رنگی ہوئی بات ہے۔ غالباً یہ تو ہمارے مصنف نہیں مانتے ہونگے
کہ کسی شوہر کا اپنی ایک بی بی کیساتھہ ۲ برس تک خوش گزران کرنا
متعذر ہے کیونکہ اسوقت بھی آپ فرماتے ہین کہ "ممالک مغربی و شمالی
ہین تعدد ازدواج مسلمانون ہین النادر کالمعدوم کا حکم رکھتا ہے" صفحہ ۳۲۱
اور غالباً ان ایک جورو والے شوہرون کے اخلاق پر آپ داغ بھی
لگانا نہین چاہتے۔ جب یہ لوگ ایک ہی عورت کے ساتھہ تمام عمر
کاٹ ڈالتے ہین۔ اگر محمد صاحب نے ایسا کیا اور نیک اخلاقی کے ساتھہ
خدیجہ کے ساتھہ بسر کی تو کوئی رستم کا کام تو نہین کیا۔ خصوصاً جبکہ ہم
دیکھتے ہین کہ خدیجہ اُنکی محسنہ تھی محمد صاحب اُنکے مکان ہین مثل ایک
ادنے چاکر کے باریاب ہوتے تھے۔ "اُسکی دولت سے اُنکی اور اُنکے بزرگوں
کی فاقہ کشی مٹی تھی"۔ بی بی خدیجہ ہی کے مال سے آنحضرت غنی ہوگئے
تھے اور ایسے بڑے امیرون ہین ہوگئے تھے۔ کہ قریش ہین دوسرا
آپکا مقابل نہ تھا" لبیسات صفحہ ۲۶ اور پھر اُسکی بدولت آپنے افکار دنیا
سے نجات پائی اور مراقبہ اور یاد الہی ہین ہمہ تن مصروف ہوتے" اگر
کوئی خراب سا خراب آدمی بھی جسکو خواری و ذلت کیحالت ہین کسی
دولتمند عورت نے اپنا شوہر بنا کر خاک سے اُٹھا تخت پر بٹھا دیا
ہو اپنی سرپرست محسنہ کے ساتھہ یہ بدسلوکی کرتا کہ اُسکے مال سے موٹا ہوکر
پھر ایک سوت لاتا اور اوسکی آنکھون کے سامنے اُس سے علاقہ پیدا کرتا
تو دنیا اسکو کیا محسن کش و دغاباز و ابلیس نہ کہتی؟ ہمارے خیالات محمد
صاحب کی بابت ایسے خراب تو نہیں کہ ہم ایسا خیال کرسکین کہ وہ ایسی
محسن کشی کرنے کی جرات علانیہ کرتے یا خدیجہ پر سوت بٹھانے ہین کامیاب

ہوجاتے۔ اگر وہ ایسا کرنے کی کوشش بھی کرتے تو بھی سخت ناکام رہتے
سید صاحب آپ ہندوستان کی رسم کو خود بیان کرتے ہین کہ "جس عورت
سے نکاح کرنا منظور ہوتا ہے اُس کے اعزا پو تدبیر نہایت موثر کرتے ہین
کہ دولہا سے پہلے ہی یہ عہد لے لیتے ہین کہ کسی اور عورت سے کبھی
عقد نکریگا اور درصورت عہد شکنی کے وہ ایسا مبلغ خطیر دینے کا اقرار
کرتا ہے جو اُسکے مقدور سے باہر ہوتا ہے۔ پس اسوجہ سے وہ دوسری
بی بی نہین کرسکتا" ص۲۳۱ اور یہ شریعت وقانون اسلام مین رائج
ہے عورت کو حق ہے کہ قبل نکاح کے اس قسم کا شرطیہ عہد لے کے
کہ وہ اُسکے عین حیات کبھی دوسری زوجہ نکریگا۔ پس کیا گمان کیا جاتا ہے
کہ ایک مفلس قلاش کے ساتھ ایک قریشی شاہزادی نکاح کرتے وقت
اپنی حرمت ورشک کا اسقدر بھی پاس نکرتی کہ شوہر سے کوئی عہد زبانی یا اور
قسم کا اس امر کا لیتی کہ وہ کبھی اس پر سوت نہ بٹھلائے خصوصًا خدیجہ سی
زنے باعقل ومال ورائے" کیا وہ ایسی معمولی دور اندیشی بھی نکرسکتی تھی
جبکہ خویلد وورقہ سے پیران طریقت اُسکے اعزا مین سے تھے جو ممالک مغربی و
شمالی کی معمولی عورات اور اُنکے اعزا کیا کرتے ہین۔ اور اگر ایسا کوئی عہد
نہ بھی ہوتا تو مجال کسکو تھی کہ خدیجہ کا مقابلہ کرتا۔ اُسکے ایک سخن نے محمد
صاحب کی قومی اور مالی حیثیت کے عدم کو وجود دکھلایا تھا اُسکا ایک سخن
انکو تہ وبالا کردیتا۔ اگر وہ سوت کے نام پر صرف یہ ساوہتی جو کسی وقت
حضرت سعدی نے عورت کے منہ سے سنا تھا تو آن بس تھی کہ پدرم بعد
مینا سترا زفقیر فرنگ رہا کرد اور بقول جناب "اس طرز کو کچھ عورتین
ہی خوب جانتی ہین" ص۲۰۹ کس کی مجال تھی کہ ایک دم کو اپنی حیثیت
بھول جاتا اور دوسری عورت کا خیال خدیجہ کے عین حیات کرسکتا پر

ع عصمت بی بی ست از بے چادری -

ہان ہم یہ بھی بتائے دیتے ہین کہ ورقہ عیسائی تھا - اور خدیجہ کی بہن تھی عرب کی جہالت اور اُسکی رسمین اُسکے مکان مین جگہ کم پاتی تھین ضرور خدیجہ و ورقہ دونون عیسائی قواعد ایک زوجہ کے ماننے والے تھے وہ عرب کے بت پرستون کی تقلید کرنے والے نہ تھے - اور نہ اسلام کی شریعت ابھی صفحہ روزگار پر آئی تھی - ابھی حضرت محمد صاحب ورقہ اور خدیجہ کے مکتب مین طالب علم تھے - شادی ایسی حالت مین ہوئی اور ضرور خدیجہ کے حین حیات محمد صاحب کے خیالات بھی اسی قسم کے تھے جو آپکے ہین خدیجہ کا اثر اُنکے شہوانی خیالات کی عمل مین آنے کا پوری طرح مانع تھا - خدیجہ کوئی معمولی عورت نہ تھی حضرت ابتدا سے اُسکے چاکر اور اب اُسکے احسانات کے حلقہ بگوش تھے - ؎

زاہد نداشت تاب وصال پری رخان
کنجے گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت

دفعہ چہارم - حضرت بالطبع عیاش مزاج تھے -

ذرہ صبر کرو اور یہ اثر موت کا اٹھانے دو اور ہم دکھلا دینگے کہ حضرت کیسے کھیل کھیلتے ہین - ابھی خدیجہ کو مرے ہوئے دو ماہ نہین گذرنے گئے کہ حضرت عورت کے اوپر عورت لونڈی پر لونڈی کرکے ہوا نفس کا سلسلہ جاری کرکے گل مین کنہ ضیا بنجا دینگے - اور ہمکو حضرت عایشہ کا یہ سخن یاد آویگا جو کبھی اُنہون نے ہنسی ہنسی مین بطور طعنہ کے محمد صاحب کو سنایا تھا کہ اگر آج مین مرجاتی تو مجھکو دفن کفن کرکے " گھر مین آکر مالکل بھول جاتے اور کسی بیوی سے دل لگا لیتے پر کبھی یاد نہ رکھتا " الخ الا احادیث پس آپکا یہ فرمانا بالکل بے محل ہے -

کہ "آپکے مخالفین اسکا انکار نہین کر سکتے کہ اس تمام عرصہ دراز مین
آپکے اطوار و عادات مین ایک بھی اخلاقی عیب نہین دکھلائی دیتا" اول
تو یہ زمانہ اسلام کے قبل کا ہے اسوقت کا کوئی شخص ہمکو حضرت کی
صحیح تواریخ سنانے والا موجود نہین کہ حضرت کیا کچھ کرتے رہے -
سب عدم مین پوشیدہ ہے چنانچہ محمد فیروز الدین کی تاریخ محمدی حصہ
اول صفحہ ۵۵ مین مرقوم ہے کہ نکاح خدیجہ کے وقت سے دعوے نبوت
تک "اس نبی کے پندرہ برس کے حالات بالکل معلوم نہین ہوئے"
پھر جہان سے صحیح حال معلوم ہونے لگے ہین سو ہان آپ دیکھین اور
شرماوین کہ کیا وہ شخص جو عین دعوے نبوت کے عروج مین حفصہ
سی "آتش مزاج" صفحہ ۲۰ عورت کی آنکھ بچاکر عین اُسکے مکان مین اسکے
بستر پر اور اسکی باری مین ماریہ لونڈی سے ایک دم مین صحبت کرنے
لگا اور جو اپنے فرزند متبنیٰ کی جورو کو برہنہ دیکھتے ہی عنان صبر و
قرار ہاتھ سے دے بیٹھا اور پردہ ننگ و ناموس ایکدم مین چاک
کر ڈالتا تھا کیا وہ شخص ایسے وقت مین جبکہ اُسکے حالات کے نگران تو
نہ تھے - خدیجہ سی نیک مزاج عورت کو دھوکے دیکر عورتون یا لونڈیون
سے شہوت رانی کرنے سے باز رہ سکتا تھا ؟ مگر ہم کچھ نہین کہتے
آپکی خاطر قبول کئے لیتے ہین کہ حضرت نے خدیجہ کے عہد مین اُن
اسباب کی وجہ سے جنکا ذکر ہم نے اوپر کیا یا خالص محبت و وفاداری
ہی کی وجہ سے جو محمد صاحب پر باجا نثار کے کہ خدیجہ انکی محسنہ سر
پرست و مربیہ تھی فرض تھی کیسے کیسے مصائب و آلام مین
صرف ایک خدیجہ نے آپ کا ساتھ دیا تھا" صفحہ ۳ محمد صاحب
نے خدیجہ کے عہد مین کوئی اور تعلق پیدا نہین کیا - تو اس سے کیا یہی نہین

کہ محمد صاحب شریف آدمی تھے۔ دھوکہا فریب محسن کشی اور بے وفائی
خدیجہ کی جہت سے ہیچ نہین کرتے تھے اور یہ تو وہی کام ہین جو آپ
بھی نہین کرتے اور ممالک مغربی و شمالی کے وہ ہزارون مسلمان بھی
جو سُو مین پچاسوے ایک ہی زوجہ پر حصر کرتے ہین" ص۲۲۱ اپنی شرافت
و تہذیب کے خلاف سمجھتے ہین۔ ہم نے یہ مان لیا کہ محمد صاحب طوعاً و کرہاً ایک
شریف آدمی تھے۔ جبتک خدیجہ کے ہاتھ مین رہے پر اگر کوئی نہ مانے
تو آپ اُسکی شکایت بھی نہ کرین۔ کیونکہ قرینہ اور تاریخی واقعات حضرت
کی پاکدامنی کے ہر زمانہ مین خلاف ہین۔ ہمکو معلوم ہے کہ اُس
نوعمری کی حالت مین بھی جب وہ ابھی خدیجہ سے نکاح کرنے نہین
پائے تھے آپنے عشق بازی شروع کردی تھی اور اپنے گھر ہی مین طبع
آزمائیان کرنے لگے تھے۔ گو اُس ابتدائی زمانے کے حالات ہم تک
نہین پہونچے اور خدیجہ نے انکی اُٹھتی ہوئی اُمنگین اپنے زور آور اثر
سے توڑ دین یا اور طرف پھیر دین یا کچھ زمانے کے لئے معطل کردی
نہین اور مابعد۔ یا اس سے قبل کیا کیا گذرتا رہا لوگونکے کان تک نہین
پہونچا یا پہونچا ہی ہو تو اس طوفان بدتمیزی مین اوسکا خیال لوگون
نے نہین کیا۔ نہ ہم تک پہونچا۔ پس اوس ابتدائی زمانہ کا ایک حال
اور وہ بھی اسوجہ سے کہ اسکا ظہور حضرت کے عروج کے وقت پھر ہوا تھا
مورخون نے ہم تک پہونچا دیا ہے جس سے حضرت کی طبیعت کا رخ معلوم
ہوتا ہے کہ اس فاقہ مستی مین بھی حضرت کو دور کی سوجھتی تھی اور کہ
وہ کون ہندہ بات تھا جو خدیجہ کی موت کے بعد اس زور شور سے
پھوٹتا تھا۔ ابی طالب حضرت کے چچا کی ایک بیٹی تھی۔ ام ہانی جسکو
فاختہ کہتے تھے "عہد جاہلیت مین حضرت نے خواستگاری کی اُسکی

اور ہبیرہ بن وہب مخزومی نے پس تزویج کیا ابو طالب نے اُسکے تئیں
ھبیرہ سے پس فرمایا حضرت نے ابی طالب سے اے چچا میری تو
نے بیٹی اپنی ہبیرہ کو دی اور مجھے نہ دی" فتح مکہ مین یہ عورت مسلمان
ہوگئی ۔ اور شوہر سے جدائی واقع ہوئی" پس خطبہ کیا رسول خدا نے
اس کو پس کہا امہانی نے واللہ کہ مین دوست رکھتی تھی ۔ تمکو جاہلیت
مین پس کیون دوست نہ رکھون تمکو اسلام مین" جس سے معلوم ہوا کہ
گو ابو طالب نے مصلحتاً اُس عورت اور محمد صاحب مین جدائی ڈالی تھی ۔ مگر
دونون جوانی کے زمانہ مین عشق کا تجربہ کر چکے تھے عورت نے اسکا
اظہار اسوقت بھی کیا مگر محمد صاحب نے اُسی وقت اپنے چچا سے اپنی پر درد
شکایت مین ظاہر کر دیا تھا ۔ لطف بچپن کے کہو وہ ہے شباب ساتھ
کھیلے ہوئے بچھڑتے ہین ۔ اس عورت نے اسوقت ابا کیا نکاح منظور نکیا
شاید اسوجہ سے کہ اب حضرت سات سکھی کے پی بنے ہوئے تھے ۔ جوانی
کے عشق کا اس جھگڑے مین نباہ کیسے ہوتا ۔ مگر اس نے یہ بہانا کیا یا ۔
ع ایک ادا یہ بھی تھی الفت آزمانے کے لئے " مین ایک عورت ہون
کہ یتیم لڑکے کئی رکھتی ہون ڈرتے ہون کہ اگر مین رعایت حال مین
انکے مشغول ہوؤن حق خدمت آپ کا بجا نہ لا سکون شرم رکھتی ہون
کہ اگر آپ میرے بستر پر آوین اور کسی طفل کو دیکھین لیٹا ہوا اور دوسرا دودھ
پیتا ہو" منہاج النبوۃ صفحہ ۱۸۵ و ۱۸۶ حضرت نے اسکا عذر قبول کیا یہ نہین کہا
کہ کچھ مضائقہ نہین اب تو تمہاری خبرگیری اور تمہارے بچون کی بہبود اور
زیادہ واجب ہے ۔ تمہارے بچے ہمارے بچے ہین ہم یتیمون کی پرورش کرین
گے ۔ انہین بھی کیا خبر تھی کہ چودہوین صدی مین کوئی سید صاحب
انکی حرم سرا کو بیوہ خانہ یا یتیم خانہ ثابت کرین گے غرض کہ سنکر چپ

الزام دیا ہو کہ انہون نے اپنی بیوی خدیجہ کی وفات کے بعد سودہ سے نکاح کیا۔ اعتراضات اور اور باتون پر ہین۔ مگر یہان اعتراض آپکے سخن پر ہے آپ گویا ہے یہ کہنا چاہتے ہین۔ کہ حضرت نے سودہ سے اُن اغراض کے لئے نکاح نہین کیا۔ جنکے لئے مرد طبعًا عورت کا خواستگار ہوتا ہے۔ بلکہ نکاح اس لئے کیا کہ سودہ بیوہ اور لاوارث ہو گئی تھی کہین اسکا ٹھکانا نہ تہا۔ (حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اسکی قرابتداری بنی عبدشمس مین تھی اور اسکا بھائی عبد بن زمعہ موجود تہا۔ مسایل نکاح صفحہ ۱۱) حضرت نے اُسکے شوہر کی روح پر احسان کرنے کو اُس سے نکاح کیا کہ اُسکو کوئی جائے امن دنیا مین ملجاوے۔ گویا کسی رانڈ بیوہ کو جائے امن دینے کے لئے اسکو جورو بنا لینا بھی ضروریات سے ہے یہ دستگیری ہم نے کبھی نہین سنی۔

آپ یہ لکھتے ہوئے کیون شرماتے ہین۔ کہ اصلی غرض محمد صاحب کی نکاح کرنا تھا۔ اور نکاح کی اغراض سے مستفید ہونا۔ یہ ہرگز کوئی عیب کا کام نہ تہا۔ اگر کوئی اس لئے اُنکو الزام دے تو برا کرتا ہے۔ گو ایک امر ضرور کھٹکتا ہے کہ ابھی خدیجہ کو جسکی۔ بقول جناب محمد صاحب "عاشق زار تھے" صا۱۳ اور جسکے ساتھ ۲۵ برس گذارے تھے۔ جس نے اپکو "افکار دنیا سے نجات دی تھی۔ اور کیسے کیسے مصائب و آلام مین صرف اسی نے آپکا ساتھ دیا تہا" ابھی اس غمنہ کو مرے ہوئے سہ ماہی بھی نہ بیتی تھی۔ ہان ابھی اسکا کفن بھی میلا نہوا تہا۔ کہ حضرت جامہ زیب تن کرکے دولہا بننے کو چلے۔ گویا خدیجہ کی موت پر اپنے افلاس مین ادہار کھائے بیٹھے تھے اب خدیجہ کو مرے ۳ ماہ گذر چکے تھے۔ کہ حضرت کو زوجہ کی اشد ضرورت تھی۔ پھر ٹے گھاٹ عورت کا لنا تو آسان نہ تھا۔ خصوصًا اسحال مین

ہو رہے ہے۔ شاید یہ حال اُنکو پہلے سے معلوم نہ تھا جانا کہ عشق میں فرق
آئیگا اور رعرض فوت ہو گی بقول شاعر معشوق بچہ کش سے یار و خدا بچائے
کیا انتشار ہوتا ہے کابل کو دیکھکر کے یہاں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے
کہ حضرت کس قسم کی عورات کے طلبگار رہا کرتے تھے۔ اور اس کی
تشریح آگے بھی آوے گی۔
ہم حضرت کے ابتدائی اُس عشق سے حضرت پر حرف نہیں لاتے
ہیں۔ بلکہ صرف یہ کہا چاہتے ہیں کہ حضرت شروع سے رسیا رہے ہیں
اسکا پورا پورا اندازہ مابعد ہوا۔ اور ڈاکٹر لیٹینر تو اپنی نادانی ظاہر کرتے
ہیں جب آپ فرماتے ہیں "آپ نے ۲۵ برس کی عمر تک کسی عورت
کو انکھ اٹھاکر نہ دیکھا" لکچر مترجم صـ۱۲ آپکو معلوم نہیں کہ یہ امہانی کون
تھی۔ جسپر حضرت اپنا دیدہ و دل نثار کرچکے تھے۔
دو یم حالات بی بی سعیدہ یعنی سودہ - حضرت خدیجہ کے انتقال
کے چند مہینے بعد جب آپ طایف سے بکس و ناچار اور مظلوم ہو کر مدینہ
پھرے تو آپنے سعیدہ سے عقد کیا جو ایک شخص سقران نامے کی رانڈ بیوہ
تھی جس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور مشرکین کے ظلم و ستم سے ملک حبش
میں چلا گیا تھا سقران غریب الوطن ہوا تھا۔ اور اُسکی زوجہ بے والی وارث
ہوگئی تھی گو اُسکے دو تین عزیز زندہ تھے پس ہر ایک اصول فیاضی دہرت
کا مقتضے یہی تھا کہ آپ اس نیک بخت سے عقد کرلیں کوئی اخلاقی قاعدہ
یا قانون اس عقد سے مانع نہ تھا اور اس بیچاری بیوہ کا کوئی گھر بار نہیں
تھا۔ جہاں وہ بیٹھ رہی جاتی اور خود آنحضرت کا یہ حال تھا کہ نان شبینہ
کے محتاج تھے۔ اس عالم میں آپنے سعیدہ سے عقد کیا گو ... یاد
نہیں کہ کبھی کسی عیسائی یا غیر عیسائی مورّخ نے حضرت کو اس بارہ میں

کہ آپ "نان شبینہ کو محتاج تھے" اس عجلت مین عورت کے
کہانے ۲ قریش مین نوشتہ وعہد وپیمان ہوچکا تہا - کہ کوئی ایسی منی مسلمان
کو ندے - ابو الفدا صفحہ ۲۵۳ مسلمان گنے گئے تھے اور عورتین ایسی
تہین جو اپنے اپنے شوہرون کے ساتھ مسلمان ہوگئین تہین اور عورتون
کی قلت بہی ایسی کہ ہجرت کے وقت مین ۳۰ مردون کے درمیان ۱۸ عورتین
تہین ابو الفدا صفحہ ۲۰۲ انمین کوئی فالتو عورت نہین پس محمد صاحب کے لئے
ایسی ہی عورت کا ملجانا ممکن تہا - جو کسی مسلمان کی بیوہ ہو اور حضرت
کی چیلی بہی "نقل است کہ خولہ بنت حکیم نزد آنحضرت آمد بعد از وفات
وگفت چرا زن نمی خواہی فرمود کرا زن کنم خولہ گفت اگر بکر خواہی بکر
واگر ثیب میخواہی ہست بکر عائشہ دختر دوست تو و ثیب سودہ
کہ ایمان بتو آوردہ حضرت فرمود کہ ہر دو را جہت من خواستگاری نما
روضۃ الاحباب صفحہ ۱۰۵ پس اس بے صبری وعجلت کی حالت مین
ایسی عورت سودہ ہی ہوسکتی تہی فوراً اس سے نکاح کرلیا بقول
تجہی اور نہین مجہے ٹہور نہین - حضرت ۵۱ برس کے رنڈوے اور
یہ رانڈ آپسے سن مین چہوٹی اچہا خاصہ جوڑا تہا مولوی صاحبان ناحق
کو غم کرتے ہین -
مگر کوئی کلام نہین حضرت نے اُس سے اپنی ضرورت نفسی مین نکاح
کیا تہا کچہ سودا کو پناہ دینے کا آپ کو سودا نہوا تہا - یہ عورت حضرت
کے ساتہ ساٹہ ہجری اپنی پورے گیارہ برس تک رہی اب حضرت
کے پاس ایک حرم - اچہا جورو اور لونڈیون کی کمی نہ تہی - بلکہ ضرورت
سے زیادہ افراط - اور حضرت کو عورتین اور خوشبو از حد مرغوب تہی
چنانچہ سودا کو جب کبر سن ۵۰ سے پایا یعنی بڑہی ہوئی سال

مین ہجرت سے اُسے طلاق دی "کوئی قصور اس عورت کا نہین تہا
صرف کبرسن کو پہونچی تہی حظ نفس بمقابلہ ساکنان حرم سرا اُس سے حاصل
نہ تہا۔ مگر اگر وقت نکاح یہ لاوارث تہی اور کہین اسکا ٹھکانا نہ تہا۔ اب
اٹہارہ برس بعد اسپر اور تاکید ہونا چاہئے۔ مگر نہین حضرت کو اس بات کے
ٹھکانا پانے یا نہ پانے سے غرض نہ تہی وہ تو اپنا ٹھکانا ڈھونڈتے
تہے۔ سو وہ بڑہی سمجھی جاتی ہے اس لئے طلاق دیا جاتا ہے مصیبت
زدہ عورت کہان جاویگی۔! اب اسکا کوئی ٹھکانا نہین۔ مگر یہ وزاری کرتی
ہوئی حضرت پاس آتی ہے۔ امان چاہتی ہے پہر کیا ہوسکتا ہے!
آخر "ایک رات سر راہ پر اس جناب کے سودہ بیٹھی جو وقت عائشہ
صدیقہ کے گہر تشریف فرماتے تہے دیکہتے ہی روتی پہرے اور راہ
کی خاک چہانے اور حضرت نئی دلہن کے یہان آرام فرمادین سے
بان خستہ جگر آہ چہ کردی ظالم —— با من خاک بسر آہ چہ کردی ظالم
عرض کی کہ یا رسول اللہ مین تجہسے کچہہ طمع نہین رکہتی آرزو شہوت کی
مجہے نہین رہی لیکن چاہتی ہون کہ قیامت کے روز آپکے ازواج
مین میرا حشر ہو اور نوبت باری اپنی عائشہ صدیقہ کو بخشی پس حضرت
اسکی طلاق کے قصد سے گذرے بارجعت کی" منہاج النبوۃ ص ۱۰۱
ابہی کیا ہے تو حشر مین دامنگیر ہوگی۔ کیون صاحب! کیا "ہر ایک اصول مذہبی
اور مروت کا مقتضٰی یہی تہا۔" کیا "سودہ ان غریب الوطن جس نے اس
نئے دین پر اپنی جان تصدیق کی تہی" اُسکی خدمات کا صلہ یہی تہا؟
پس ایسی وقت مین ہمکو سودہ کے اس خواب کی تعبیر ملتی ہے جو
اس نے قبل نکاح دیکہنا بیان کیا تہا "کہ سودہ جب حبش سے مکہ میں
آئے خواب دیکہا کہ پیغمبر اُسکی طرف آئے اور اُسکی گردن پر پیر رکہا

اس نے اپنے شوہر کو اس واقعہ سے خبردار کردیا تو شوہر نے کہا اگر سچ
کہتی ہے تو عنقریب بس مرون گا - اور پیغمبر تجھ خواہش فرماوینگے "منہاج
اشت" دیکھو سودا کی گردن پر بمقتضائے اصول فیاضی و مروت" یون پیمبر
لکھتے ہین فاحشہ یا بدکار او الا ابھار اور کیا آپ بیچاری بیوہ" کے کمرہ سے
ساتھ یہی سلوک روا تھا ؟ پیر جی صاحب کے لئے آپکی نگاہ مین ہر ایک اصول
فیاضی اور مروت کا معنے ہی تھا !!

لطیفہ محمد حسین صاحب فرماتے ہین کہ آنحضرت جوان عورتون کے مقابل
مین بڑھی عورتون کو ترجیح دیتے تہے اس لئے عیاش مزاج نہین
ہوسکتے اور یہ نادر مثال حوالہ قلم کرتے ہین "یہ عقلی اور طبعی قاعدہ ہے
کہ جس عورت کا جمال وشباب کسی مرد کا مرغوب و معشوق ہوتا ہے - وہ
اوسکے ہوتے دوسری عورت کا جو جمال اور شباب مین اس سے کہتر
ہو ہرگز طالب نہین ہوتا پلاؤ کا طالب پلاؤ کے ہوتے جو کی سوکھی روٹی
کبھی نہین کہاتا" ایضًا

اسوقت دو عورتین سودہ اور عائشہ حضرت کے پاس ہین ایک بڑھی
دوسری صاحب جمال وشباب حضرت نے بڑھی کو بالکل ترک کردیا اور
جوان سے عیش اڑانے لگے پلاؤ اور جو کی روٹی کی بھی مولوی صاحب نے
خوب کہی حضرت نے عائشہ کو پلاؤ ہی کہا تھا - چنانچہ فضل عائشہ علی النساء
کفضل الثرید علی سائر الطعام مشہور حدیث ہے یعنی عورتون مین عائشہ
کو وہ فضیلت ہے جو کہانے مین ثرید کو - چنانچہ حضرت نے جو کی سوکھی
روٹی بالکل چھوڑدی اور ہمیشہ ثرید نوش جان فرماتے رہے - اور بعد عائشہ
کے دوسری جوان عورت ماریہ تھی حضرت اس پر بھی فدا تھے - آگے
دکھلاوینگے - فی الحقیقت جوانون کے مقابلہ حضرت بڑھی عورت کے

بقول سعدی رع اے سیر ترا نان جوین خوش ننماید۔
طلبگار کبھی نہین رہے۔ زبان کا ذائقہ بدلنے کی نوبت ضرور آتی تہی
سوم۔ عائیشہ کا حال " ابوبکر ایک صحابی جان نثار آنحضرت کے تہے
اُنکے ایک چھوٹی سی بیٹی تہین۔ جنکا نام عایشہ تہا۔ اور اُنکے والد ما جدکو
ہمیشہ سے یہ آرزو تہی کہ اپنی دختر کو آپکے حبالہ عقد مین دیکر اس رشتہ
محبت کو مضبوط کرین۔۔۔۔۔ اُس لڑکی کا سن کل سات برس کا تہا مگر
اُس ملک کے دستور کے موافق اس عمر کی لڑکی سے شادی کرنا جائیز
تھا۔ ازواج نبی مین پاکیزہ صرف یہی تہین۔ اس وجہ سے اُنکے والد کی
کیفیت ابوبکر تہی (عشرہ) ہمکو ہمیشہ آرزو رہی کہ ہمارا مخاطب کبھی تو بہوت
سے واقعات تاریخی دلچسپ طور سے بیان کرتا۔ ابوبکر کو کبھی آرزو نہ
تہی کہ وہ اپنی ننھی سی جائی کو اوپیٹر حضرت کی جورو بنا تا۔ اور جیون ہی
اُسکو معلوم ہوا کہ حضرت عائیشہ کو تاڑتے ہین اُس نے اپنی بیٹی کے
بچانے کو ہرطرحکا عذر وحیلہ کیا۔ چنانچہ پہلا عذر جسمانی وطبعی تہا۔ جب حضرت
نے ابوبکر سے کہا تیری بیٹی کو اللہ نے آسمان پر میری جورو بنا دیا تو نیز
پر اسکو میری جورو بنا اس نے نہایت لجاجت سے عرض کی انہا میری
بیٹی حضرت وہ تو بہت چہوٹی ہے۔ دیکھو کتاب نزہۃ المجالس ومنتخب
النفائس علامہ عبدالرحمن الصفوری الشافعی جلد ۲ صفحہ ۲۷۰ (مصری)
اس عربی کتاب کے باب مناقب امہات المومنین مین حضرت کی
ازواج کا حال مثل روضۃ الاحباب ومدارج النبوۃ کے بڑی شرح وبسط
سے لکہا ہوا ہے حضرت نے وہ عذر ابوبکر کا قبول نکیا تب اُس
دوسرا عذر یہی پیش کیا یعنی ہم کر شرفا اپنی زبان کا پاس [illegible]
بھی سمجتے ہین اس سے [illegible] بیٹی کا [illegible] کہے ہین [illegible]

ساتھہ بہن کا برتاؤ کرتے ہین اس طرح ابو بکر نے حضرت سے
کہا کہ عایشہ تو آپکی بھتیجی لگتی ہے آپ پر حرام ہے چنانچہ تحفۃ الاخیار
ترجمہ مشارق الانوار مین حدیث ۲۰۱۹ مین وارد ہوا ہے کہ بخاری
مین عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ تو میرا
بھائی ہے خدا کے دین اور خدا کی کتاب مین اور عائشہ مجھکو حلال ہے
یہ حضرت نے ابو بکر سے فرمایا جبکہ عایشہ کے نکاح کا پیغام دیا ابو بکر
نے کہا یا حضرت مین تو آپکا بھائی ہون" مترجم فایدہ مین بیان کرتا
ہے کہ "ابو بکر صدیق نے حضرت عایشہ کی منگنی کے وقت یہ
عذر کیا کہ حضرت مجھکو بھائی فرمایا کرتے ہین۔ سو بھائی کی بیٹی سے
نکاح کیونکر درست ہوگا۔ حضرت نے جواب دیا کہ ہماری اور
تیری دینی برادری ہے اس سے حرمت نہین ثابت ہوتی حرمت
کا سبب تو نسبی برادری ہے" دیکھو ع پیر سے کہ دم زعشق زند بس
غنیمت است۔ حضرت عایشہ کو لینے کے لئے کیسی کیسی باتین بناتے
ہین۔ ابو بکر حیران ہے تیسرا عذر اخلاقی یعنی وعدے کو وفا کا اُس کے
پاس اور ہے اور اگر دیکھا جائے تو یہ بہت بڑا عذر تھا مگر حضرت کی
نگاہ مین ہیچ تھا چنانچہ "در خاطر صدیق خدشہ پیدا شد چہ مطعم بن عدی
عایشہ را برائے پسر خود خطبہ نمودہ بود و ابو بکر قبول کردہ بود وے وعدہ
درمیان داشت وہرگز خلف وعدہ نکردہ بود" روضۃ الاحباب صـ۱۳۱
دیکھو یہ واقعات یہ ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکا یہ سخن کہ ابو بکر
کو آرزو تھی کہ اپنی دختر کو حضرت کے حبالۂ عقد مین دے انتہائی درجہ
لغو ہے۔ ابو بکر کو آرزو تھی کہ کسی طرح وہ اپنی چھوکری کو اس
بڈھے کے پنجہ سے رہا کرا دے۔

نکاح کے وقت عایشہ کی عمر ۷ سال کی تھی - ابھی تو فتنہ ہین کچھ دن
مین قیامت ہو گی - دو برس بعد ۹ برس کی عمر مین حضرت نے
اُس سے صحبت کی - یہ امر قابل غور ضرور ہے - کہ حضرت نے دو
برس اپنے عزم بالجزم کو ملتوی کر کے کیونکر صبر کیا - اُن واقعات پر
نظر ڈالنے سے صحیح قیاس صرف یہی پیدا ہوتا ہے کہ ابو بکر نے یہ گوارا
نہ کیا اور اسبات پر مصر ہوا کہ کم سے کم دو برس حضرت عایشہ کو معاف
کرین اور انہون نے اس وعدہ پر فوراً نکاح چاہا اور عجلت کی وجہ شاید
یہ تھی - کہ حضرت کو خوف تھا مبادا ابو بکر کی رائے پھر جاوے یا کوئی اور امر
مانع ہو -

کم عمر تو خیر باکرہ صرف حضرت کو یہی نظر پڑتی تھی ابو بکر ہزار بچتا تھا -
حضرت ایک نہ مانتے تھے - قہر درویش برجان درویش ابو بکر کو مجبور
ہونا پڑا حضرت کی عمر ۵۳ برس کی تھی جب ۹ برس کی لڑکی سے صحبت
کرنے چلے تھے - بی بی خدیجہ کی عمر حضرت سے کوئی ۱۵ برس بڑی تھی
اور حضرت کا اُنکے ساتھ بیاہ کرنا مصنف کی آنکھون مین کچھ غیر معمولی سا نظر
آیا حالانکہ ایسی مثالین ہزارون موجود ہین - خود زید ابو اسامہ نے ام ایمن
سے نکاح کیا تھا - جو اُنکی عمر کے لحاظ سے دوچند سے زیادہ عمر والی
تھی مگر ۵۳ برس کے بڈھے کا ۹ برس کی لونڈیا بیاہنا کوئی عام آدمی
بھی جائز نہ رکھے گا - مگر ہان بنگال کے کلین برہمنون کی بات دوسری
ہے - ہندوستان مین حال کے قانون کے موافق بارہ برس سے
کم عورت کے ساتھ مقاربت کرنا جرم قرار پایا ہے - عرب مین بھی
بات کچھ بہت مختلف نہین پس یہ غلط محض ہے کہ عرب ملک
کے دستور کے موافق اس عمر کی لڑکی سے مقاربت ہی کرنا چاہئیے تھا

اگر جائز ہوتا تو ابو بکر کم سنی کا عذر کیون کرتا شرفاء عرب مین اس قسم کی کوئی اور نظیر مین آپ ہمکو بتا مین تو۔

مگر یہان اصل اعتراض شادی کرنے پر نہین ہے بلکہ صحبت کرنے پر ہے۔ قران مین سن بلوغ کا بھی جس مین نکاح کرنا چاہئے ذکر ہے سورہ نساء جلالین مین اسکی تفسیر مین سن بلوغ موافق امام شافعی کے ۱۵ برس ہے بیضاوی نے بھی ۱۵ برس کو ایک حدیث کی بنا پر سن بلوغ تجویز کیا ہے مگر امام ابو حنیفہ ۱۸ برس کو سن بلوغ تجویز فرماتے ہین۔ چنانچہ حضرت نے اپنی صاحبزادی فاطمہ کا نکاح حضرت علی کے ساتھ اسی دستور کی رعایت مین ۱۸ برس کی عمر مین کیا تھا۔ روضتہ الاحباب ص ۲۱۲ ۵۲ برس کے بڈھے کا ۹ برس کی چھوکری سے صحبت کرنا ہم اس تعلق کو بجز عیاشی کے اور کچھ نہین کہہ سکتے چنانچہ فیروز ڈسکوی فرماتے ہین کہ شہوت پرست لوگ کنواری کے ساتھ نکاح کرنا افضل و اعلے خیال کرتے ہین" دفع طعن ص ۵ در اصل ایسی کم سن سے مباشرت کرنا شہوت پرستون کی خصوصیات سے مشہور ہے۔ اے فارس عرب اور ہند کے مسلمانون کون تم مین سے ۹ برس کی لڑکی کو صحبت کیلئے ۵۲ برس کے بڈھے کو سپرد کرکے حضرت کے فعل کی حمایت کرے گا؟ ہم کو ابو بکر پر تو افسوس آتا ہے اور حضرت کی چلن پر لعن ین کرنے کے لیئے ہمارے پاس کافی الفاظ نہین ہین۔ ہم اور کچھ نہ کہین گے بجز اسکے کہ حقیقت مین خدیجہ کی وفات کے بعد محمد صاحب کا چلن عورتون کے بارہ مین انتہا گندہ ہو گیا تہا۔ اور بہت کچھ وہ [illegible]

جوان میگروؤں کے مصداق ہو گئے تھے کچھہ عجب نہین کہ ایسے ایسے حالات دیکھکر یہود محمد صاحب سے متنفر و بیزار ہو کر صاف کہتے تھے کہ شہوت این مرد ہمہ با مرنکات مصروف است ہموارہ بازواج و استمزاج بازنان مشغوف" حسینی تفسیر رعد ع اور اس کے جواب مین ہر کہ تنگ آمد بجنگ آمد حضرت کے ہاتھہ مین سوا ے تلوار کے کچھہ نہ تہا۔

عائیشہ۔ پر الزام زنا۔ ہم بی بی عائیشہ کی صرف اسیقدر حالات پہ اکتفا کر دیتے مگر بعض کوتاہ اندیش مسلمانون نے بڑی بڑی منہ زوریان کی ہین۔ کبھی عائیشہ کو مقدسہ مریم کے مقابلہ مین پیش کیا ہے اور نہ دیکھا ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ کبھی عائیشہ کے الزام زنا پر مقدسہ کو متہم ٹھرایا ہے اور اس اتہام سے عیسا ئیونکے الزام دیا ہے۔ حکیم نورالدین صاحب خواہ مخواہ ہمکو چہیڑکر کچھہ سننا چاہتے ہین وہ فرماتے ہین "عائیشہ کا اتہام صرف اتہام ہے۔ جسکا کوئی ثبوت نہین۔ اپنے گہر مین دیکھئے ایک کنواری کے رحم مین سے لڑکا پیدا ہوا ایک متہم ہوئی اور اتہام لگانے والے وجوہ اتہام کے بیان سے عاجز آئے اور دوسرے متہم ہوئے اسکو ادہر پن مین بقول عیسا ئیونکے لڑکا جن چکی پہر بہلا کس منہ سے بچ گئی اور روح القدس سے حاملہ کہلائی" فصل الخطاب اول ۱۲۳ اسکے جواب مین مختصراً یہ گذارش ہے کہ

سورہ نور مین ع وارد ہوا ہے۔ اِنَّ الَّذِینَ جَآءُو بِالْاِفْکِ عُصْبَۃٌ مِّنکُمْ ع جو لوگ لائے ہین یہ طوفان تمہین مین ایک جماعت ہین جس سے اظہر ہے کہ عائیشہ پر الزام لگانے والے بڑے بڑے [illegible] مین ہین

جماعت ہین" یعنی مسلمان بڑے بڑے ریش مقطع والے ایماندار
خلفاء راشدین کے رشتہ دار۔ امہات مومنین کے سگے حال کے
ملانون کے بڑے حضرت کے صحابیون مین طبقہ اولے والے
اور وہ بھی ایک دو نہین بلکہ ایک جماعت کی جماعت تفسیر
حسینی والا اُن مین سے پانچ کے نام بھی بتاتا ہے "عبداللہ بن
ابی کہ پیشوائے منافقان است" اچھا صاحب ہم اسکو چھوڑے دیتے
ہین یہ منافق ہے - زید بن رفاعہ۔ وحسان بن ثابت شاعر
ومسطح بن اثاثہ پسر خالہ ابو بکر صدیق حمنہ بنت جحش خواہر ام المومنین
زینب" یہ کون لوگ ہین ہم آگے بتائین گے۔
قصہ اسکا حسینی ومدارج مین یون لکھا ہے کہ غزوہ مریسیع مین عائشہ
حضرت کے ساتھ تھین جب غزوہ سے فارغ ہو کر لوٹے ایک منزل
پر عائشہ قضاء حاجت کے لئے گئین۔ لوٹین تو معلوم ہوا کہ ایک ہار
انکا گم ہو گیا۔ پس وہ اسکے ڈھونڈنے کو پھرین اس اثنا مین لشکر
حضرت کا کوچ کر گیا عائشہ کے ہودج کو لوگون نے شتر پر رکھا اور
خیال تھا۔ کہ عائشہ اسمین بیٹھی ہین مگر عائشہ بالکل تنہا رہ گئین۔ لہذا
اسی منزل پر رات بسر کی دوسرے روز ایک سپاہی لشکری نوجوان
صفوان بن معطل کے ہمراہ لشکر محمد صاحب مین پہونچین۔ رات
بھر حضرت کی محبوبہ عائشہ کا گم رہنا اور ایک نوجوان کے ساتھ صبح
کے وقت لشکر کے عقب مین پہونچنا۔ اور قضائے حاجت اور گم شدگی
عقد کی ڈھونڈنے لشکر سے چھوٹ جانا اور کسی کو خبر نہونا۔ اونٹ پر لوگون
کی اور پھر ہودج مین نہ ہونا حضرت کی کبرسنی اور عائشہ کا
نوجوانی کی عمر کا ہونا۔ یہ سب ایسے قرینے تھے۔ کہ لوگون کو جو

کے حالات۔ اسکی طبیعت اور مزاج سے ابتدا سے واقف تھے۔
باوجود حسن ظن ہو خیال کرنا پڑا کہ عائشہ صفوان بن معطل کے ساتھ
مرتکب زنا ہوئی مسلمانوں کی ایک جماعت کی جماعت کا عائشہ
کی نسبت اسطرح کا خیال ہونا تا مقرینے اس قسم کے تھے کہ خود حضرت
بھی باوجود اسکے کہ اُنکے کل اغراض اخفاہی راز کے تھے۔ انتہا درجہ
اپنی پیاری بیوی سے بدظن ہوئے اور کامل ایک ماہ تک بول چال بند
کرکے فکر طلاق عایشہ میں رہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس
معاملہ میں اُنکے صلاح کار رہتے تھے چنانچہ عایشہ خود بیان کرتی ہین۔
"جب ہین مدینہ ہین پہونچی بیمار ہوئی اور ایک مہینہ تک بیار رہتی
لیکن مزاج حضرت کا اپنی اس بیماری ہین اپنی طرف متغیر پاتی
تھی وہ لطف و عنایت نہ دیکھتی تھی جو اور بیماریون ہین دیکھتی تھی اتنا
تھا کہ گھر ہین تشریف لاتے تھے اور پوچھتے تھے کہ کس طرح ہے وہ
ڈنک...... اور پھر جاتی اور میرے نزدیک نہ آتی اور نہ بیٹھتے
میرے پاس یہان تک کہ بیماری میری نقاہت یعنی ناتوانی کو پہونچی
طلب فرمایا اُس جناب نے علی بن ابو طالب اور اسامہ بن زید کو کہ
مشورت کریں اُنہون نے علی ابن ابو طالب نے کہا یا رسول اللہ
تنگ نہین کیا ہے حق تعالے نے واسطے تیرے عورتون کو اور سوا
عایشہ کے بہت عورتین ہین " منہاج ص ۲۲۱-۲۲۳ ۔
حضرت علی نے ضمناً حضرت کو یہی صلاح دی کہ آپ پر عورتین تنگ نہیں
اس سیکڑون عورتین ہین آپ عایشہ کو طلاق دیجئے اور اسکی جگہ اور
نکاح کیجئے چنانچہ تحفۃ الاخیار ملا بعض حدیث نمبری ۵۰۲ قصہ افک
لیکن عایشہ سے روایت منقول کرتا ہے کہ حضرت نے علی اور اسامہ

کو بلایا اور میرے چہوڑ دیے ہین صلاح ومشورۃ پوچھا" تب علی نے وہ جواب دیا۔

اب زنا کا عیب لگانے والون کی حیثیت پر عبد الحق صاحب فرماتے ہین تعجب یہ ہے کہ اہل اسلام سے بھی کئی شخص اہل افک کے ساتھ شریک ہوئے مثلاً حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ جو ابو بکر صدیق کی خالا کی بیٹی کا بیٹا تہا حمنہ بنت جحش زینب بنت جحش کی ہمشیرہ اور بعضی اور لوگ بھی جنکے نام مذکور نہین" ص۳۴۷ دیکھیے یہ سب مسلمان ہین۔ حسان بن ثابت محمد صاحب کا ہم زلف انکی پیاری ماریہ رشک عائیشہ کی بہن شیرین کا شوہر مدارج ص۷۹۴ بڑے جید صحابہ مین ہے۔ اسلام کا شاعر جس نے منافقین اور کفار کی ہجو مین بڑے بڑے قصیدے کہے حتیٰ کہ محمد صاحب نے اسکی بابت فرمایا تھا۔ کہ ان اللہ یوید حسان بروح القدس خدا حسان کی تائید کرتا ہے روح القدس سے ص۱۹۳

مسطح ابو بکر کی خالہ کی بیٹی کا بیٹا تھا۔ یعنی رشتہ مین عائیشہ کا پہوپی زاد بہائی۔ یہ شخص مہاجرین سے بھی تہا اور اہل بدر سے بھی جنکے فضائل سے کسی مسلمان کو انکار نہین اور عائیشہ کا بھائی اور اس کے باپ ابو بکر کا اپنا۔

حمنہ بنت جحش حضرت محمد صاحب کی سگی سالی تھی انکی بیوی کی بہن جنکا نکاح آسمان پر حضرت جبرئیل نے پڑھا۔

حضرت علی جنہون نے سکوت تمن شناسی کیا اور عائیشہ کی طلاق کی صلاح دی۔

پھر وہ تمام حالات بھی ایسے قرینے تھے کہ حضرت کو جبر ... جانتے

کوئی چارہ نہ تھا چنانچہ انہون نے اسکو ایک ماہ تک سچ مانا اور ایک
ماہ کامل بیماری اور ناتوانائی کی حالت مین بھی وہ عایشہ سے نہ بولے
بلکہ اُسکو چھوڑ دینے کی مشورت علی کے ساتھ کرتے رہے اور علی نے
اُنکے گمان کی تائید کی اور عایشہ کی صفائی مین خود زبان نہ ہلائی
اور حضرت کو اس الزام کا یقین بھی ایسا ہوگیا تہا کہ اُنہون نے عایشہ
کو مخاطب کرکے یون کہا "اگر تو اُتری ہوئی ہے طرف گناہ کے اور
صادر ہوا ہے گناہ تجہسے تو طلب آمرزش کر خدا سے اور توبہ کر اور رجوع
کر طرف خدا کے" منہاج صفحہ ۳۲۵ اور عایشہ بھی اسکے معنے خوب سمجھی چنانچہ
اُس نے یہی جواب دیا کہ "مجھکو معلوم ہے کہ آپ کو اس بات کی
خبر پہونچی ہے اور آپکے دل مین جم گئی ہے۔ سو اگر مین یون
کہون کہ مین اس عیب سے پاک ہون تو حضرت یقین کاہیکو کرین
گے اور اگر ناکردہ گناہ کا اقرار کرون تو حضرت اُسے سچ مانین گے"
تحفۃ الاخیار فایدہ حدیث نمبری ۱۰۲۵ - دیکھنا چاہئے کہ محمد صاحب - باوجود
صحبت دوامی اسپر نظر ڈال کر کسی قرینہ حقیقی سے اپنی جورو کی تصدیق
نہین کرسکے - اور نہ جورو کے پاس کوئی صفائی ہے کہ جسکی بنا پر وہ
اپنے تئین شوہر کے سامنے بری کرسکے - اور حضرت علی اس کل
معاملہ کو ناگفتہ بہ سمجھکر طلاق کی صلاح دے رہے ہین اور الزام زنا کی
تصدیق فرماتے ہین جسکی وجہ سے عایشہ کو علی کے ساتھ دشمنی ہوگئی تھی
کہ بعد وفات حضرت وہ علی سے لڑنے کو نکلین -
اب اس ثبوت کے مقابل یار لوگ صفائی مین یہ فرماتے ہین
ایک صاحب عمر خطاب حضرت کو سمجھاتے ہین "یا رسول اللہ یہی
اپکے بدن مبارک پہ نہین بیٹھتی اسواسطے کہ نجاست پر بیٹھتی ہے

اور پاؤن اسکے آلودہ اُس سے ہوتے ہین حق تعالےٰ آپ کے مطہر
بدن کو اس سے بری رکھتا ہے اور جو شخص کہ بدترین چیزون سے
آلودہ ہو کس طرح اس سے نگاہ نہ رکھے"۔یعنی آلودہ مکھی تو آپکے
جسم مبارک پر بیٹھتی نہین پس عائیشہ کیونکر بدی کر سکتی ہے؟ آمنّا و
صدقنا۔دوسرے صاحب "عثمان بن عفان نے یہ کہا یا رسول اللّٰہ
آپ کی پرچھائین زمین پر نہین پڑتی کہ مبادا نجس زمین پر پڑے
پس کسطرح ناشائستگی سے آپکے حرم محترم کو نہ بچا وے گا" ص ۳۴۳
یہ صفائی کی دلیلین خلفاء راشدین ہی کا حصہ نہین۔اور اُنسے طمینان
کرنا حضرت محمد صاحب کا کام تھا۔مگر افسوس ایک ماہ تک یہ دلائل حضرت
کے ذہن نشین نہ ہوئے آخر آب آلودہ مکھی اور پرچھائین کی شہادت
سے مطمین ہوگئے۔بلکہ آپ کہا نقل کفر کفر نباشد خدا کو بھی اطمینان
اس کے بعد ہوا بقول چندین مدت خدائی کردی۔جھٹ آسمان سے
آیت نازل کی کہ عائیشہ پاک ہے۔اور مسلمان جھوٹے۔خیر ہم بھی اس
فیصلے مین کلام نہین کرتے کیونکہ یہ صحابہ کرام کے اخلاق ہین۔پر اگر انکو شکایت
ہو تو اُنکو سمجھائے دیتے ہین کہ حضرت بھی مجبور تھے ایسے واقعات پر اسی
طرح خاک ڈالی جاتی ہے۔زلیخا مرتکب خطا ہوئی حضرت یوسف بے
گناہ تھے شہر مین غوغہ اُٹھا کہ عورت عزیز کی خواہش کرتی ہے اپنے غلام
سے فریفتہ ہوگئی ہے اسکی محبت مین" عزیز کی آبرو ریزی ہوئی سب
اس وقوعہ کو چھپاتا ہے اور باوجودیکہ عورت کی بدکاری اور یوسف کی بے
گناہی جانتا ہے اپنی جورو کو پاکدامن ثابت کرنے کے واسطے یوسف کو
قید مین ڈالتا ہے۔دیکھو سورہ یوسف ع ۳ ع ۴۔مگر ہم حکیم صاحب کی داد
دیتے ہین جب وہ فرماتے ہین۔کہ "اتہام کا کوئی ثبوت نہین۔اتہام کا

والے وجوہ الزام کے بیان سے عاجز آئے" اتہام کا ایسا ثبوت تھا
اور وجوہ الزام کا بیان ایسا مسکت کہ ایک ماہ تک حضرت کے لب پر مہر
لگی رہی اور علی نے سکوت کیا اور محمد صاحب عائشہ سے توبہ کے مستدعی تھے
اس سے بڑھکر ثبوت ہم آپ کو کیا دین۔

افسوس اس ناپاک قصہ کے بعد صدیقہ مریم کا تذکرہ کرکے جو
آپنے اپنا اسلام روشن کیا ہے اور مقدسہ مریم بتولہ کے اتہام کی تائید
فرمائی ہے اور کنوارے پن مین لڑکا جننے پر مضحکہ اڑایا ہے۔ اور آپنے
ہمکو ہمارا گھر دکھایا ہے اسکی داد تو آپکو ہم ایمان دین گے۔ اور اگر آپ در
اصل قرآن پر ایمان لاتے ہین۔ تو اسکا جواب آپکو عرصہ محشر مین ملیگا۔ اگر
آپ نے نزدوتر توبہ نکرلی۔ مگر ہم آپ کو یہان بھی سنا دیتے ہین۔
کہ مقدسہ مریم وہ ہین کہ جب کہتے ہین۔ لم یمسسنی بشر ولم اک بغیا۔
"چھوا نہین مجھکو آدمی نے اور مین کبھی بدکار نہ تھی" تو فرشتے بھی سر تسلیم
خم کرتے ہین سورہ مریم ع ۲ اور آپ کو معلوم ہے۔ تو اتہم علی مریم بہتانا
عظیما مریم پر بڑا طوفان باندھنے پر متہم کرنے والون کا کیا حال ہوا النساء
ع ۲۲ آپ کیا بکتے ہین۔ اور کسکی نسبت۔ فرشتون سے تو خداوند کیا
صحبت کرتے ہین اذ قالت الملئکة یمریم ان اللہ اصطفک وطہرک و
اصطفک علی نساء العالمین جب فرشتے بولے اے مریم اللہ نے تجھکو پسند
کیا اور ستھرا بنایا اور پسند کیا تجھکو سب جہان کی عورتون سے آل عمران
ع ۵ آپ کی زبان بند نہین ہوگئی۔ جب آپ اس مقدسہ کی نسبت وہ
کہہ رہے تھے۔ جو کہا۔ وہ کچھ بقول عیسایان نہین تھا۔ بلکہ بقول [illegible]
[illegible] وہ ہمارا گھر نہ تھا۔ جسکو آپ ڈہا رہے تھے وہ آپکا [illegible]
[illegible] آپ نے اپنا گھر ڈہا دیا تھا۔ کیا آپکے حضرت بھی مریم [illegible]

پر الزام لگانے والون کے ساتھ ہوگا - کجا عائشہ! کجا وہ جسکی شان مین پروردگار عالم کہے اصطفٰک علیٰ نساء العالمین! کیون صاحب کیا یہی آپ کے الزامی جواب ہین جنپر آپ کو ناز ہے - آپ عیسائیون کو الزام کیا دیتے ہین - پرایا شگون بگاڑنے کو اپنی ناک کاٹتے ہین - بلکہ اپنی عاقبت بگاڑتے اور مسلمانون کا ایمان برباد کرتے ہین - کچھ کلام نہین آپکی شکایت بجا ہے کہ ہمین نے الزامی جوابات بھی اس کتاب مین مزور دئے ہین - جنپر میرے نوجوان محسن مولوی عبد الکریم کسی قدر خوش نہین "بہرحال اس الزامی جواب سے تو شیطان رجیم ہی خوش ہوئے ہونگے مولوی عبد الکریم تو خوش نہین ہو سکتے تھے - ہم عائشہ کا یہ قصہ ہرگز ذکر نہ کرتے مگر ہمکو حکیم صاحب نے مجبور کیا ضرور ہوا کہ ہم اُنکو آگاہ کردین تاکہ آئندہ کو وہ زیادہ احتیاط رکھین - آے کاشکہ یہ مولوی بی بی عائشہ کی حمایت مین اپنا قلم روک لیتے اور ہی غریبون سے اور کوئی طلب انجانے زمانہ سے نہین مجھپر احسان جو نہ کرتے تو یہ احسان کرتے -

چہارم حفصہ کے حالات — حفصہ کا شوہر غزوہ بدر مین مارا گیا تھا - اور آپ اپنے باپ کیطرح ایسی آتش مزاج تھین کہ دوسرے صاحبون کو اُنسے عقد کرنے کی جرات ہوتی تھی انکے والد کی اتنی مدت بیوہ رکھنے سے عاجز آگئے تھے سو سب پہلے حضرت ابوبکر کو بعدہٗ حضرت عثمان کو پیام عقد بھیجا مگر دونون صاحبون نے قبول نہ کیا اسوقت حضرت عمر کو ایسا طیش آیا کہ تمام مسلمانون کو باہمی جنگ و جدل کا اندیشہ ہوا جب یہ نوبت پہونچی اسوقت آنحضرت نے بہ حفصہ کے غصہ کو فرو کرنے کے لئے اُنسے عقد کیا" [illegible] لکھنے کی [illegible] [illegible] تمین [illegible] نہین [illegible]

آتا ہے آیا ابتدائی مسلمان جو حضرت کی محبت سے مستفیض ہو چکے خلفاء
راشدین۔ ایسے ہی اخلاق والے تھے۔ کہ اپنی بیٹیو نکو لوگون کے گلے
مڑھتے پھرتے اور اگر کوئی انکار کرے تو مارنے مرنے کو مستعد ہوتے
حتی کہ "باہمی جنگ وجدل کا اندیشہ ہوتا" اور "غیظ فرو کرنے کے لئے"
حضرت کو طوعاً وکرہاً کسی باپ کا داماد بننا پڑتا۔ کیا اسلامی نکاح اسی
اصول سے ہونا چاہئے؟ سید صاحب نے ایک عیب چھپانے کے لئے
دس عیب اور لگائے اور کئی آدمیون کے پردے فاش کئے۔ ادہر تو
حضرت عمر کی جنرلی انکو کوئی بے حمیت مجنون بنایا۔ اُدہر حضرت حفصہ کو
کمترابین دی شریو ثابت کرنا چاہا۔ کہ جسنے عقد کرنے کی جرات کسی عرب
والا ورکو بھی ہو سکتی تھی اور حضرت محمد صاحب کو پڑوشیو بنایا۔ یہ تو کچہ شیعہ
کا اثر سا معلوم ہوتا ہے۔ اب صحیح حالات سنئے۔ عثمان حضرت محمد صاحب کے
داماد تھے۔ ابھی اُنکی عورت کا انتقال ہو چکا تھا۔ محمد صاحب کی ایک اور بیٹی
تھی اُم کلثوم عثمان اسکے امیدوار تھے۔ بھلا وہ حفصہ کے ساتھ یہ کیسے نکاح کر لیتے
جب خود رسول کی بیٹی سے نکاح کرنے والے تھے۔ اور یہ ممکن نہ تھا کہ دونو
کو نکاح مین لاوین کیونکہ حضرت نے یہ کبھی ایک دم کو بھی گوارا نہیں کیا کہ
اُن کی اپنی بیٹی پر سوت آوے چنانچہ اپنے پیارے داماد کو نہایت سخت
الفاظ مین فاطمہ پر سوت لانے سے روکا تھا اور کہا تھا کہ اگر وہ دوسرا
نکاح کرے تو فاطمہ کو طلاق دے۔ حدیث بخاری اور مسلم مشارق الانوار حدیث
نمبری ۴۰۴ اسی وجہ سے عثمان نے بعد تامل حفصہ سے نکاح کرنے سے
انکار کیا اور اُم کلثوم دختر رسول سے نکاح کر لیا۔ منہاج ص۲۶ وہ کچھ حفصہ
آتش مزاجی سے خائف نہ تھے۔ وہ خود کیا کم آتش مزاج تھے جن نے
قبیلہ کو جلوا دیا تھا۔ اور نہ حفصہ ہی ایسی آتش مزاج تھی۔ کیونکہ آخر ایک

اور شوہر سے بھی تو نکاح کر چکی تھی۔ اب ہم بتاتے ہین کہ ابوبکر نے کیون حفصہ سے نکاح منظور نہ کیا۔ آتش مزاجی اسکا باعث نہ تہا۔ وہ حفصہ سے بدل نکاح کر لیتے مگر محمد صاحب حفصہ کو پہلے سے تاڑ چکے تھے۔ کیونکہ یہ عورت جو ۵ برس قبل دعوے نبوت پیدا ہوئی تھی۔ (روضۃ الاحباب صفحہ ۱۳۰) آج ۱۸ برس کی جوان تھی۔ اور ابوبکر کو معلوم تھا۔ کہ محمد صاحب اس سے شادی کرنا چاہتے ہین۔ پس بپاس ادب اس نے اپنے بتی اور داماد کا رقیب نہ بننا چاہا۔ چنانچہ جب محمد صاحب نے مین اس ایام مین حفصہ سے نکاح کی تجویز کر لی ابوبکر نے عمر سے معذرت کی چنانچہ عمر کہتے ہین " ملاقات کی ابوبکر نے مجہسے اور کہا شاید تو خشمگین ہوا مجہپر جسوقت عرض کیا تو نے حفصہ کو مجہپر اور جواب ندیا مین نے کہا مین نے ہان خشمگین ہوا مین کہا صدیق نے منع نہ کیا مرے تئین جواب سے تیرے اس چیز مین جو کچھ ظاہر کیا تو نے مجہپر مگر اسبات نے کہ جانتا تہا مین کہ رسول خدا نے یاد کیا ہے اسکے تئین (معلوم ہوتا ہے کہ تخلیہ مین یارون کے درمیان جوان عورتون کے تذکرے چھڑے رہا کرتے تھے) یعنی حفصہ کو اور فاش نہ کیا مین نے رسول خدا کے ستر کو اور اگر قبول کیا ہوتا رسول خدا نے اسکو تو قبول کرتا ہون مین " منہاج صفحہ ۲۲۲

پنجم ہند ملقب بہ ام سلمہ۔ ام حبیبہ۔ اور زینب ملقب بہ ام المساکین ان تہین ازواج سے جو بیوہ تہین ہائین۔ آپ نے اسوجہ سے نکاح کیا تاکہ مشرکین کی عداوت سے انکا کوئی والی وارث نہ باقی رہا تھا۔ اور انکے اعزا انکا کفیل نہ کر سکتے تھے " صفحہ ۲۲۲ یہ طریقہ واقعی محمد صاحب کا بہا ہے اگر یہ سچ ہو) کہ حضرت عورتون نے صرف اس غرض سے نکاح کرتے ہے کہ انکی پرورش کرین۔ کیونکہ دنیا مین کوئی اور بہتر طریقہ پرورش کرنے

کاموجود نہین ا- یہ بالکل غلط ہے کہ ان عورتون کا کوئی والی وارث باقی نہ رہا تھا۔ اور اُنکے اعزا ر اُنکا تکفل نہ کرسکتے تھے" ان مین ایک عورت تو ام حبیبہ ہے۔ جو ابوسفیان سردار مکہ کی بیٹی ہے جو بیسون بیوا ؤن کو پال سکنے کی مقدرت رکھتا تھا۔ کیا وہ اپنی بیٹی کی پرورش نہ کرسکتا۔ مگر نہین اُم حبیبہ حبش مین تھی۔ اور حضرت نے بڑے اہتمام سے اسکو حبش سے بلا کر عین اوسوقت جبکہ اُسکا باپ آپسے جنگ کر رہا تھا۔ اُس سے نکاح کیا۔ منہاج ص۲۰۸ اور ایک غرض اُس سے شاید یہ بھی تھی کہ ابوسفیان کو نیچا دکھلادین اور یہ کہنے کو ہو کہ تیری بیٹی کو ہمنے جورو بنالیا یہ ایک شادی کچھ مصلحت کی پر بھی مبنی تھی حضرت اسوقت ۶۰ برس کے تھے۔ ام حبیبہ عمر مین انسے نصف یعنی ۳۰ برس سے کچھ زیادہ۔ روضۃ الاحباب ص۲۹۹ ہم خرما ہم ثواب تھا۔ مگر محمد حسین اسکو "بوڑھیا عورتون" مین شمار کرتے ہین ص۱۸۷ اور نہین خیال کرتے کہ ادہر عورات کی تعداد بھی بڑھتی تھی اُدہر ایک دشمن نیچا بھی دیکھتا ہے اور یہ بھی امید ہو گی کہ اب وہ مجھے اپنا داماد سمجھکر شاید دشمنی ترک کر دے پس حضرت نے ام حبیبہ کیا پائی گویا نعمت غیر مترقبہ کہ نجاشی نے اسکے ساتھ چار ہزار درم بھی عنایت کیے تھے جیسا محمد حسین صاحب تحریر کرتے ہین ص۱۸۱

ششم دوسری عورت ام سلمہ کا بھی ایسا ہی حال ہے وہ بغیر رکھنے والی وارث" نہ تھی نکاح اُسکا سنہ ۴ ہجری مین ہوا سنہ ۵۹ ہجری مین وہ ۸۴ برس کی ہوکر مری (روضۃ الاحباب ص۵۹۹) یعنی اسوقت اُسکی عمر ۲۹ سال تھی۔ اور اُسکا "تکفل" کرنے والے بہت موجود تھے۔ کچھ ضرور نہ تھا کہ حضرت ہی اس سے نکاح کرکے داخل حرم کرتے کیونکہ جوان [illegible] دے مستغنی شد هر یک از ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما [illegible]

را خواستگاری نمود و ند خطبہ ہیچکدام را قبول نہ نمود" روضۃ الاحباب صہ۵۸۵
مولوی محمد حسین صاحب فرماتے ہین کہ "ام سلمہ کو یہ خیال پیدا ہوا
کہ اب مجھے ایسا خاوند کہان ملیگا جو میرے پہلے خاوند سے بہتر ہوگا شاید
اسی خیال سے انہون نے حضرت ابوبکر کے پیام نکاح کو قبول نکیا" صہ۱۷۷
حیرت ہے کہ یہ عورت خاوند متوفی کو شیخین سے افضل سمجھتی رہی - اسکی آنکھون
مین فضیلت شیخین کا کب بھی نہ تھی - ہم کو اپنا خیال زیادہ درست معلوم ہوتا
ہے کہ حضرت ہارون سے کچھ کم نہ تھے - غالبًا اسکو پہلے سے بہکا نہ دے
چکے تھے - صدیق اور فاروق پیچھے ہی رہ گئے - حضرت نے فیصلہ کردیا
نہ تراشد نہ مرا - مگر ام سلمہ کے حالات کے متعلق حضرت کی دعا ہے جسکا
ذکر ہم ترک نہین کرسکتے محمد حسین صاحب بھی اسکا مذکورہ کرتے ہین حتٰی
جانتے ہیں والا کہتا ہے - کہ جب حضرت نے اس عورت سے نکاح کی تجویز
پیش کی تو اُس نے ایک نہایت سچا سخن کہا کہ مین غیرت رکھتی ہون اور
تم عورتین جمع کرتے ہو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے حالات کو بغور
دیکھتی رہی تھی اور اسنے سچا نتیجہ اخذ کیا تھا - یہ عورت کے دل سے نکلی
تھی چنانچہ دل کی بات کہدی مین غیرت رکھتی ہون اور تم عورتین
جمع کرتے ہو مجھسے نباہ ہوگا - حضرت بھی ایسا جواب دیتے ہین کہ بس انہین
کے حصہ کا ہے آپ فرماتے ہین کہ جو کہا کہ مین غیرت بہت رکھتی ہون
مین دعا کرونگا کہ حق تعالے اس بات کو تجھسے دور کرے" صہ۱۹۳ ہم کو امید
رکھنا چاہئے کہ اس شوقین بڈھے عورتین جمع کرنیوالے نبی کی دعا منظور
ہوگئی - اور ام سلمہ کی غیرت دور ہوگئی! شرم ہے - مگر زیادہ شرم اس
پر ہے کہ ایک تعلیم یافتہ نئی روشنی کا پروانہ ان افعال زشت و زبون
کی حمایت مین کاغذ سیاہ کررہا ہے - کیا اُنکے لئے بھی دعا مانگی گئی

ہے کہ غیرت دور ہو جاوے ؟

ہفتم - ام المساکین - اس عورت کا حال صرف اسقدر ہے کہ یہ حضرت کے ساتھ ۳ یا ۴ ماہ رہکر مرگئی اسکی نسبت مشہور ہے کہ اس نے اپنا نفس حضرت کو یون ہی فی سبیل اللہ بخش دیا تھا - اوسکے بعد حضرت نے اس سے نکاح کر لیا تھا تفسیر حسینی آیت ہبہ نفس احزاب تلخیص اسکے ساتھ حضرت کو کوئی موقعہ سلوک کرنیکا نہ ملا بجز اس کے کہ اسکو اپنی جورو بنانے کا شرف حاصل کراکے جنت میں پہونچا دیا -

ع حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا -

ہشتم زینب بنت جحش -

ابو محمد عبد الحق دہلوی صاحب تفسیر حقانی نے فرمایا ہے کہ "شہوت ایک [illegible] ہے - خدا کی پناہ جب یہ خبیث کسی کے سر چڑھتا ہے تو پھر حیا و شرم ننگ و ناموس کیا - اسکی پاک زندگی پر بڑے بڑے دہبے لگا دیتا ہے علاوہ دنیا مین رسوائی اور آخرت مین عذاب الیم کا مستحق بنتا ہے [illegible] بھی نشاط کے بعد دنیا ہی مین جو کڑوے اور کسیلے پھل کمانے میں آتے ہین انکا مزہ بھی تا زیست نہین بھولتا" - تقریب [illegible]

اس فصل مین ہم جو حالات آنحضرت کے لکھینگے وہ اس قول کی ایک زندہ و عبرت بخش نظیر ہین -

سید صاحب فرماتے ہین کہ "آنحضرت نے اپنے [illegible] آزاد و عتیق زید کا عقد ایک نہایت عالیخاندان عورت زینب کے ساتھ کر دیا تھا" - ہم بتاتے ہین کہ زید کون تھا -

دفعہ اول - زید بن محمد - "زید بن حارثہ بن شراحیل بن [illegible] [illegible] یہی ابو اسامہ اور نسب انکا [illegible] بن [illegible] بن [illegible]

تک منتہی ہوتا ہے اور ماں اُنکی سعدی بن ثعلبہ بنی معن بن طی مین سے
تھین" منہاج جلد ۲ صفحہ ۹۰ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشراف قبائل
عرب سے تھے "ایک روز اُنکی ماں اپنی قوم کو دیکھنے کے لیئے باہر نکلتی
تھین ۔ ۔ ۔ ۔ ایک گروہ نے ایک قوم کو لوٹ لیا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ اس گروہ کا
گذر بنی معن کے گھرون پر ہوا جو زید کی ماں کی قوم تھی اور زید کو اُٹھا
لے گئی ۔" ایضاً ۔ اس طرح یہ شریف قوم والا بدقسمتی سے غلامی مین
مبتلا ہو گیا یہ شخص پڑھا لکھا تھا ۔ کیونکہ " آنحضرت کے واسطے چھہ لکھا کرتا تھا"
صفحہ ۹۱ ہوتے ہوتے یہ خدیجہ کے ہاتھہ آیا اُس نے یہ غلام محمد صاحب کو
دیا جب انکی خبر اُنکی قوم کو پہونچی تو باپ اُنکے حارثہ اور چچا اُنکے کعب
حاضر ہوئے اور اُنکا فدیہ لینے آئے تا کہ انکو خالص کرائین" زید نے
خدیجہ کے مکان سے جانا پسند نہ کیا اور رہ گئے ۔ محمد صاحب انکو پیار کرتے
تھے ۔ انھون نے برسم عرب کعبہ مین جا کر حجر اسود کے پاس باضابطہ زید
کو اپنا بیٹا بنا لیا ۔ اور حقوق فرزندی انکے قایم کیئے ۔ ایسا میور صاحب نے
جلد ۲ صفحہ ۵۷ مین ثابت کیا ہے ۔ عرب لوگ مثل ہندؤن کے تبنیت کرتے
تھے ۔ اور فرزند تبنیے کے کل حقوق مثل حقیقی بیٹے کے ہوجاتے تھے ۔ دیکھو
مثل الفطاب اول صفحہ ۱۷۱ اور منہاج صفحہ ۲۲۵ چنانچہ محمد صاحب نے بھی اس
رسم تبنیت کے لحاظ سے ایسا ہی کیا ۔ آنحضرت زید کو باہر لوگون مین لا
فرمایا کہ اے لوگو گواہ رہو مین نے زید کو اپنا بیٹا بنایا ۔ اور وہ میرا بیٹا
ہے اور میرا وارث وہ ہوا اور مین اسکا وارث ہوا ۔ اور زید اسلام کے دور
نے تک اور قول سبحانہ تعالےٰ کے نزول تک زید بن محمد پکارے جاتے
تھے منہاج صفحہ ۹۱ جو لوگ ہندؤن کی رسم تبنیت سے واقف ہین وہ حضرت
کی اس کارروائی تبنیت زید کے معنی خوب سمجھین گے جس زید غریب

برس تک ابن محمد کہلائے - کیونکہ نکاح خدیجہ کے بعد ہی تبنیت زید
عمل مین آئی جب محمد صاحب کی عمر ۲۰ برس کی تھی - اور زینب زوجہ زید کا
نکاح حضرت سے سنہ ۵ھ مین ہوا - یہ اُنکے وارث تھے - اور وہ اُنکے وارث
اور تمام لوگ گواہ ہین حجر اسود پر قسما قسمی ہوئی - مگر مولویون کا دروغ بے
فروغ بھی جسکا جواب ہم ساتھ ساتھ دیتے ہین قابل داد ہے فیروز دسکوی
رفع طعن نکاح زینب مین فرماتے ہین صفحہ ۹۵ " زید حضرت کا لیپالک
نہین تہا یعنی حضرت خدیجہ نے اُنہین گود مین لیکر نہین پالا تھا گود یا جورو
کا گود مین لیکر پالنا بھی شرط تبنیت تھی - جان کی اور جورو کے مرجانے پر
کیا تبنیت نہین ہوئی ؟ وہ خدیجہ کے متبنٰی نہ تھے - بلکہ محمد صاحب کے
(متبنٰی تھے) آنحضرت صلعم کا آزاد کیا ہوا غلام تھا جنہین صرف شفقت اور اخلاق
کی راہ سے ابن کہکر پکارتے تھے - (یہ بات ہی اور ہے اگر یہ تھا تو پھر بالبعد ابن
کہکر پکارنے کی ممانعت کیون ہوگئی) نہ کہ لیپالک ٹھہرا کر متبنٰی مثل ابن کے
وارث سمجھا جاتا ہے " الآن حصحص الحق - یہی تو بات ہے - عبد الحق کہتے
ہین کہ محمد صاحب نے خلق اللہ کو گواہ کرکے کہا " زید میرا بیٹا ہے میرا وارث
وہ ہوا اور مین اسکا وارث " کہو اب بھی تبنیت مین شک ہے ؟ اور رسول
خدا صلعم فرماتے ہین ہم گروہ انبیا ہین نہ ہم کسی کے وارث نہ ہمارا کوئی
وارث ہے - اول تو تبنیت قبل دعوے نبوت کے عمل مین آئی جبکہ حضرت
کی ہوس نے گروہ انبیا مین آنے کا خواب بھی نہ دیکھا تہا - اس وقت یہ
قول وجود مین نہ تھا - دویم یہ قول موضوع ہے - شیعون سے سنئے
[illegible] اسکو زبان پر لائے - سیوم اگر نہ مانئے تو یاد رکھئے جب [illegible]
ابن محمد کہلایا حضرت یہ کلمہ زبان پر نہین لائے جب زید [illegible] نکاح
زینب تبنیت سے خارج کر دیا - اور نہ یہ ابن محمد [illegible]

حضرت فرماوین) لوگون نے زید کو آن حضرت کا متبنیٰ سمجہا نہ کہ حقیقت
مین آن حضرت کا متبنیٰ تھا - (اُن کو لوگون نے سمجہا جن سے کہا تھا -
" اے لوگو گواہ رہو مین نے زید کو اپنا بیٹا بنایا " - زید خود بھی سمجہا - محمد صاحب
بہی یہی سمجے - حجر اسود بہی یہی سمجہا - اور اگر حجر اسود کا قیامت مین گواہی
دینا سچ ہو تو زید کی تبنیت پر وہ بہی گواہی دے گا - مگر افسوس مولوی
پہر نہین سمجہتے انکی عقل پر پہتر پڑے ہین - جہوٹھ سے نہین ڈرتے)
اسلام کے اندر متبنیٰ کرنے کا کوئی دستور نہین (جیسے زید کی جورو چھننی
ورنہ ضرور تھا - زید کی تبنیت ثابت ہے) دنیاوی دستور کے مطابق بہی
زید اگر آن حضرت کا متبنیٰ ہوتا تو وارث قرار دیا جاتا (حضرت نے وارث
خود قرار دیا تہا) حالانکہ دنیا مین کوئی شخص زید کو آن حضرت کا وارث
قرار نہین دیتا " (صرف اس خوف سے کہ کہین زینب حضرت کی بہو
نہ کہی جاوے ورنہ خود حضرت نے اُسکو اپنا وارث قرار دیا تھا - مگر جب
جورو اسکی لے لی تو تبنیت سے شرمائے اور وراثت سے محروم کیا) یہ
کچھہ فیروز ڈسکوی صاحب فرماتے ہین - مگر " انکے اُستاد مکرم حضرت مولانا
وسیدنا مولوی الفت حسین صاحب " فرماتے ہین کہ " نہ زید کو آنحضرت
نے کبہی کسی قاعدہ یا رسم و ریت سے متبنیٰ کیا تھا " (وہ رسم و ریت بہی
ہم دکھلا چکے - قاعدہ بہی بتا چکے - آپ غلط فرماتے ہین کہ حکم عام تھا
کہ غلامون کو عبد نہ کہو پسر یعنی ابن کہو " اسکو تبنیت نہین کہتے ہین - نہ اسکے
لئے کعبہ کو جاتے ہین - نہ حجر اسود پر ہاتھہ رکھتے ہین - نہ وارث ٹھراتے ہین
نہ لوگون کو گواہ کرتے ہین - نہ وہ غلام مالک کا ابن مشہور ہوتا ہے
اگر یہی بات ہوتی تو پہر زید کو ابن محمد نہ کہنے پر بالجبر قران مین زور
کیون دیا - آپکی عقل کہان ہے وہ تبنیت اور بات ہے اور شفقتہً بیٹا کہنا

اور بات اور ہم زید کی تبنیت ثابت کر رہے ہین پس آپکا یہ فرمانا کہ
اللہ تعالے سورہ احزاب مین فرماتا ہے محمد صاحب تمہارے مردون
مین سے کسی کا باپ نہین" ص۲۰ آپکی جہالت پر دال ہے یہ آیت
اسوقت سنائی گئی جب زید کی جورو حضرت پہین چکے تھے تبنیت ۲۳
برس قبل عمل مین آئی - اور ایسا ہی آپکا یہ قول بہی ہے کہ "قران من اللہ
تعالے صاف فرماتا ہے - وحلایل انبیاءکم الذین من اصلابکم تمہارے
بیٹون کی بیویان تمپر حرام ہین جو تمہارے صلبی یعنی نطفہ سے ہون"
ص۱۹ فقرہ الذین من اصلابکم جو تمہارے نطفہ سے ہون نکاح زینب
کے بعد ملحق کیا گیا ہے - چنانچہ حسینی مین ہے "چون حضرت رسالت
پناہ زینب رابعد ازان کہ زید بن حارث کہ پسر خواندہ آن حضرت بود
طلاق داد وحضرت بعقد نکاح درآورد و مشرکان عرب آغاز سرزنش کردند
کہ زن پسر خود را خواستہ این آیت فرود آمد" پس جسوقت تک یہ فقرہ
نہین آیا ضرور زن پسر خواندہ حرام تھی - اور متبنی پر لفظ ابن کا حقیقی معنے
مین آتا تھا - حضرت نے اس آیت کے قبل تبنیت کی اور اس کے
قبل زینب کو لے لیا پس رسم عرب اور اپنی شریعت کے موافق بھی وہ ملزم
ٹھیرتے ہین پس "زید کو آنحضرت کا بیٹا (نہ) کہنا اور نکاح کو بہو سے
نکاح کرلینے پر محمول (نہ) کرنا سراسر ضد و تعصب کی وجہ سے ہے" طعن ہزیب
ص۱۷ لاریب محمد صاحب نے اپنی بہو کے نکاح ہٹہلا لیا گو شرم چھپانے
کو بعد مین زید کے باپ بننے سے منکر ہوئے -

دفعہ دویم زید و زینب کی ناچاقی - پھر آپ فرماتے ہین کہ
"بی بی نجیب الطرفین تہین اور اپنی عالی خاندانی وحسن وجمال کا خیال
کرکے انکو اسبات کا بڑا رنج تھا - کہ میری شادی ایک آزاد کردہ غلام کے

ساتھ کردی الغرض دونون مین باہم ملال اتنا بڑھا کہ ایکدوسرے سے نفرت ہوگئی" یہ غلط ہے کیونکہ جو کچھہ تامل زینب کو تھا - تجویز نکاح کے وقت تھا جب کل پہلو اس کے دکھلائے گئے اور اسکو یہ بھی معلوم ہوا کہ "زید بن محمد" ہے ۔ محمد کا وارث ۔ مین اب محمد کی بہو ہونگی تو اس سب عزت و توقیر کا لحاظ کرکے یقیناً اُس جاہلانہ نفرت کا خیال اُس کے دل سے محو ہوگیا ۔ اور کس حسن عقیدت و خوشی کے ساتھ مابعد زینب نے زید کو قبول کیا چودہری مولا بخش اپنی مراسلات مذہبی حصہ دویم صفحہ ۱۴۰ مین لکھتے ہین "جب حکم خدا تعالے کا زینب نے سنا تو حضرت سے آنکر کہا کہ مجھے انکار اسی وقت تھا جب تک کہ آپ مشورتاً یہ بات فرماتے تھے ۔ اور جب خدائے تعالے کی ایسی رضی مرضی ہے تو مجھے انکار نہین غرض زید کا نکاح زینب سے ہوگیا" فیروز ڈسکوی بھی یہی فرماتے ہین ۔ صفحہ پس کتنی بے انصافی ہے کہ زینب کو باوجود اس فرمانبرداری رسول کے یہ مسلمان باغی بتائین حضرت نے اُس سے کہا زید کو شوہر بناؤ وہ راضی ہے ۔ حضرت اس سے کہتے ہین ہماری جورو بنو وہ راضی ہے ۔ ایسا ہی زینب کا بھائی بھی راضی تھا چنانچہ شاہ عبدالحق لکھتے ہین "زینب نے اور اُس کے بھائی نے دونون نے کہا راضی ہوئے ہم" منہاج ۲ صفحہ ۲۲۴ ایک سال یا زیادہ زینب زید کے ساتھ رہتی" ایضاً ۔ اور نہ کوئی ملال درمیان واقع ہوا نہ کوئی نفرت کی بات نہ کشیدگی تاوقتیکہ ان حضرت کی آنکھہ زینب سے لڑی اور اب درمیان کی کشیدگی لازمی تھی ۔ حکیم صاحب فرماتے ہین بعد نکاح زید و زینب کے "کچھہ مدت تو جیون تیون کرکے بسر ہوئے آخر زید نے اُس کے تعلّی طنز و تعریض سے تنگ آکر اُسے چھوڑ دینے کا ارادہ ظاہر کیا" فصل الخطاب صفحہ ۱۹۶ ناحق زینب کو مضمون کرتے ہو جھوٹھ لگاتے ہو ۔ زینب نے زید کو ہرگز دق نکیا تم زید سے تو پہلے پوچھو

اور سید امیر علی صاحب لکھتے ہین کہ زید نے آنحضرت کیخدمت ہین حاضر ہوکر عرض کیا۔کہ ہین زینب کو طلاق دینا چاہتا ہون آپ نے فرمایا کیون اس سے کیا قصور ہوا زید نے عرض کی یا رسول اللہ اس سے کوئی قصور تو نہین ہوا۔مگر اب میرا نباہ اس سے نہو گا" ص۲۹ زید خود کہہ رہا ہے۔زینب سے کوئی قصور نہین ہوا" اور دراصل اس سے کوئی قصور نہین ہوا تھا۔جو قصور تھا۔وہ حضرت کا تھا۔اس سے عشق لگا یا تھا۔اسکو چاہتے تھے۔زید زینب کو حضرت کی قبول نظر سمجھکر اس کو اپنی ان کی برابر جاننے لگا۔اور چاہا کہ اسے انکی نذر کردے "زید گمان کرو کہ حضرت این سخن را برلے این گفت کہ حسن زینب حضرت را خوش آمدہ" آپ ناحق زینب کو الزام لگاتے ہین آپ مرد مسلمان ہین زینب آپکی ماں ہین۔ماں کا خیال کرنا چاہئے "اس سے کوئی قصور نہین ہوا" زید صرف یہی کہتا ہے کہ "اب میرا نباہ اس سے نہو گا" اور یہ سچ ہے اب نباہ ہوتا کیسے؟ زوجہ اپکی تو آپکے باپ داہی تک یہ لقب بحال ہے) کے دل ہین بسی ہوئی تھی۔

سید صاحب فرماتے ہین "شاید زید کی نفرت کا باعث زیادہ تر یہ ہوا تھا کہ زینب نے چند کلمات کو جو آنحضرت کی زبان مبارک پر اس وقت جاری ہوئے تھے جب آپکی نظر اسپر اتفاقاً پڑ گئی تھی ایسے طرز سے مکرر و متواتر کہا کہ اس طرز کو کچھ عورتین ہی خوب جانتی ہین تفصیل اسکی یہ ہے کہ ایکمرتبہ آنحضرت کسی ضرورت سے زید کے مکان پر تشریف لے گئے تھے۔اور زینب کے چہرہ کو بے نقاب دیکھکر وہ کلمات فرمائے تھے جو فی زمانہ ہر ایک مسلمان کسی خوبصورت تصویر یا لعبت کو دیکھکر بے اختیار کہنے لگتا ہے "تبارک اللہ احسن الخالقین" آنحضرت سے تو یہ کلمات صرف تعریف کی راہ سے فرمائے تھے۔مگر زینب کو غرور ایسا دامنگیر ہوا کہ اس آیت کو انھون نے متواتر اپنے شوہر کے سامنے پڑھا تاکہ معلوم ہو کہ ہم ایسے حسین ہین کہ خود پیغمبر خدا نے ہماری تعریف کی ہے اس سے زید

کو خواہ مخواہ اور زیادہ ملال ہوا آخر الامر زید نے اپنے دل مین ٹھان لیا کہ اب اس عورت کے ساتھ ہرگز نہ رہون گا۔" ۲۰۹ اگر یہ سچ ہے تو زید غضب کا نادان واحمق بلکہ ابن ہنبقتہ تھا۔ کوئی شوہر نہین جو اپنی زوجہ کے حسین ہونیکی وجہ سے۔ یا اسوجہ سے کہ اسکی زوجہ اپنے حسن سے آگاہ ہے۔ یا اس وجہ سے کہ کوئی بڑا بوڑھا یا باپ اپنی بہو کے حسین ہونیکا مدعی ہے۔ اور زوجہ اُس کی اُس سے کہی کہ میرے آبا یا سُسر مجھکو بڑا حسین جانتے ہین۔ اپنے دلمین ملال دے اور زوجہ کو چھوڑ دینے کا قصد ایک لمحہ کے لئے کرے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ جو شخص اس قسم کے واقعہ کا مدعی ہو ہم اسکو بہت ہی احمق کہین گے۔

اسمین ایک بھید تھا یعنی صاحب نے وہ سخن اس طرز سے کہا تھا۔ کہ زینب کو پورا یقین ہوگیا تھا۔ کہ حضرت مجھپر فریفتہ ہوگئے ہین۔ اور زید کو بھی پوری طرح معلوم ہوگیا تھا کہ اصل واقعہ یہ ہے۔ اس لئے اس نے اپنی جورو کو طلاق دیدیا۔ کہ محمد صاحب کا دل ٹھنڈا ہو۔ اور زینب کو ازواج رسول اللہ مین داخل ہونیکا شرف حاصل ہو۔ حتی کہ وہ ام المومنین ہوکر زید کی بھی ماں بن جاوین نہ حضرت کی "نظر زینب پر اتفاقاً پڑ گئی تھی" اور نہ حضرت نے کوئی ایسے بے لاگ کلمات زبان سے نکالے تھے۔ جو فی زمانہ "ہر ایک مسلمان بے اختیار سے کہنے لگتا ہے" حضور صاحب ہر ایک مسلمان دیکھ چکا کہ ان کلمات نے ایک گھر بگاڑ دیا۔ زوجہ شوہر مین نفاق پیدا کیا اور محمد صاحب کی نبوت پر داغ لگایا جو دُھل نہین سکتا۔

دفعہ سیوم حضرت وعشق زینب "ابن بابویہ و دیگران بسندہای معتبر از حضرت امام رضا روایت کردہ اند کہ حضرت رسول روزے برائے کارے بخانہ زید بن حارثہ رفت وچون داخل خانہ زید شد زینب زن اورا دید کہ غسل میکند پس حضرت فرمود کہ سبحان اللہ الذی خلقک ۔ ۔ ۔ ۔ چون زید بخانہ برگشت

زنش خبر داد کہ رسول خدا آمد وچنین سخنی گفت وسفت زید گمان کرد کہ حضرت این سخن را برائے این گفتہ است کہ حسن او حضرت را خوش آمدہ" حیات القلوب صـ۴۲۳ پس حضرت نے زینب کو غسل کرتے ہوئے تنہائی مین برہنہ دیکھا تہا ۔ اور وہ کچھ بے اختیار زبان سے نکل گیا ۔ بقول حالی سے مجکو ہزار شرم سہی مجکو لاکھہ ضبط ۔ الفت وہ راز ہے ۔ کہ چھپایا نہ جائیگا ۔ اور ہمارا ہیرو زید اسکا مطلب آپسے کہین زیادہ سمجھ وہ جان گئے کہ جورو اُنکی رسول مقبول کی مقبول نظر ہو گئی ۔ اور اس لئے یہ کلمات حضرت کی زبان پر جاری ہوئے ۔ آپ زید سے بہتر اس معاملہ مین سمجھ نہین رکھتے وہ اہل زبان ہین اور حضرت کے صحابی اشارون کنایون سے ماہر پس حکیم نور الدین صاحب کا یہ فرمانا کہ "معترضین نے عشق کا کوئی ثبوت نہین دیا" صـ۱۶۷ محض عبث ہے ۔ ہم حضرت کو مجنون یا فرہاد نہین بتاتے ۔ عشق ستر سے نہین ہوتا ہم صرف یہ کہتے ہین کہ زینب حضرت کے دلمین بس گئی آنکھہ لڑ گئی ۔ اور زینب بھی سمجھ گئی ۔ اور زید بھی ۔ مگر فیروز ڈسکوی کی تسکین نہین ہوتی وہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلعم کسی دن زید کے گھر گئے ۔ اور بیوی زینب کو دیکھہ اُن کے حسن جمال پر فریفتہ ہو گئے ۔ اور بے اختیار ہو کر پڑھا تبارک اللہ احسن الخالقین وہ یہ خیال نہین کرتے کہ بی زینب کوئی اجنبی عورت نہ تھین ۔ جنکا حسن جمال حضرت نے پیشتر کبھی نہ دیکھا ہو" صـ۳ محمد حسین بھی یہی فرماتے صـ۱۹۳ زینب کا نہایت خوبصورت وخوش جمال" ہونا تو ڈسکوی صاحب کو بھی تسلیم ہے صـ۴۰۱ وہ حضرت امام رضا کا قول بھول جاتے ہین کہ آنحضرت چون داخل خانہ زید شد زینب زن اورا دید کہ غسل میکند" غسل کرتے ہوئے ۔ تنہائی کی حالت مین حضرت نے اس ماہ پارہ کو کبھی نہ دیکھا تھا ۔ اور اسکے حسن وجمال نے اس سے قبل اُنکو کبھی ایسا گھایل نکیا تھا ۔ ایسی حالت ۔ محمد حسین صاحب کا زینب کو بے ستر

* وہ جو لوگ اس نکاح کی نسبت یہ خیال کرتے ہین ۔

دیکھنا کیا کچھ اثر پیدا کر گیا اس کلمہ تعجب و تحسین سے عیان ہے جو انکی منہ سے
اس وقت بے اختیار نکل گیا۔ بتاؤ تو کیا کبھی پہلے بھی حضرت نے زینب کو غسل
کرتے ہوئے تنہا دیکھا تھا؟ اور دیکھکر یہ کلمات نکالے تھے۔؟ آخر پیشتر بھی تو اسکو
دیکھا تھا پس آج اس خاص تحسین و آفرین کا کیا سبب ہے؟ اس نئی بے اختیاری
کا کوئی نیا سبب ہے ہان وہی جو ہم بتاتے ہین سع رموزِ عاشقان عاشق
داند۔ زینب حضرت کے چہرہ کی رنگت آنکھون کی جنبش لبون کی حرکت اور
آواز کی لوچ سے فوراً پہچان گئی کہ بر دلش زد۔ اس گفت و شنید کا تذکرہ شوہر سے
کیا وہ بھی سمجھ گیا " کہ حضرت این سخن را برائے آن گفتہ است کہ حسن او حضرت
را خوش آمدہ" پر مولوی نہین سمجھتے یا سمجھتے ہین پر نا سمجھی کرتے ہین۔
یہ قصہ جو ہم نے ابھی سنایا۔ بلکہ ہم نے نہین امام رضا نے سید صاحب بھی
اسکی تصدیق کرتے ہین۔ اور مولوی ڈسکوی کو بھی مجال انکار نہین۔ علاوہ انکے
مفسرین نے بھی بڑی تفصیل و تشریح سے اسکو بیان کیا ہے۔ ور محمد حسین
ورد سے فرماتے ہین "افسوس ان مفسرین نے ان باتون کو بیہودہ اور اس قصہ
کو تفاسیر مین نقل کر کے مخالفین اسلام کو آنحضرت پر حسن پرستی اور تعشق کا الزام و اتہام قائم
کرنیکا موقع دیدیا" ۱۹۹! افسوس یہ لوگ مولوی صاحب کی مزعومات مناظرہ کو نہ
سوچے۔ اب ان پر تہمت پیدا پڑنے سے کیا ہو سکتا ہے۔ مولوی صاحب فرماتے
ہین۔ "جو عامہ تفاسیر مین لکھا ہے۔ کہ آنحضرت کی ایکدن اتفاقیہ زینب پر نگاہ
پڑی تو آپ کو اسکی شکل پسند آگئی اور آپکے منہ سے اسکی تعریف نکل گئی۔ زید کو
خبر ہوئی تو اس نے بپاس خاطر آنحضرت اسکو طلاق دینی چاہئے۔ جسپر آن
حضرت نے اسکو زبان سے تو طلاق دینے سے روکا مگر دل مین آپکے خیال تھا
کہ پھر طلاق دے تو آپ اسکو نکاح مین لاوین یہ محض واہی قصہ ہے" ۱۹۸
کچھ دن بعد تو آپ زینب سے وجود سے بھی انکار کر جائینگے جیسے نور الدین

ماریہ کے وجود سے انکار کیا حضرت یہ قصہ عیسائیون نے نہین گڑھا ہے۔ اہل بیت
سے امام رضا اس کے راوی ہین۔ اور آپ سے زیادہ حامی اسلام سید امیر علی
بھی اس سے انکار نہین کر سکتے۔ کہین واہی کہدینے سے کوئی واقعہ تاریخ
واہی ہو سکتا ہے۔ واضح ہو کہ اس واقعہ کے قبل زوجہ شوہر مین خوب بنی
ہوئی تھی۔ چنانچہ "ایکسال یا زیادہ زینب زید کے ساتھ تھی اور بعد اس
کے حق تعالے نے اعلام فرمایا کہ ہمارے علم قدیم مین ایسا جاری ہوا
ہے کہ زینب رسول خدا کی ازواج مین داخل ہو پس درمیان زید و زینب کے
ناسازگاری پیدا ہوئی" منہاج صفحہ جب خدا نے محمد صاحب کو بتادیا کہ زینب
تمہاری جورو ازل مین ہو چکی۔ مگر درمیان مین زید کی جورو کس ازلی غلطی سے
ہوگئی کہ حضرت پر داغ لگ گیا۔ اور زینب کو برہنہ حضرت دیکھکر وہ کلمات
اضطراب دل کے نکال چکے اور زینب کو معلوم ہوا کہ کیا معنی حضرت کے ہین
اور زید کو بھی یقین ہوگیا۔ تب زید کی طلاق کی ٹھانی ٹھیک نہین
اور اب زید ہر طرح مجبور تھا۔ بغیر جورو سے ہاتھ دھوئے گذارا نہ تھا۔ ورنہ سچے
اسلام یعنی محمدیت مین فرق آتا تھا۔ اے ہندی مولویو۔ ڈسکہ یو۔ کانپوریو۔ اور
بھیرویو۔ بٹالویو۔ علامہ عبدالرحمن الصفوری الشافعی کے نزہت المجالس خبر ثانی
صفحہ مناقب امہات مومنین تذکرہ زینب پڑھو۔ اُس مین لکھا ہے۔ کانت
بیضاء جمیلۃ سمینۃ فابصرہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد حین عند زید فاعجبتہ فقال
سبحان اللہ مقلب القلوب وکان من خصائصہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا رأے امراۃ
واعجبتہ حرمت علی زوجہا وحرم علی زوجہا امساکہا وکانت نائمۃ فسمعت التسبیح فاخبرت
زوجہا زیدا بذالک فقال یا رسول اللہ ائذن لی فی طلاقہا فقال امسک علیک زوجک
اتق اللہ الخ یعنی زینب رنگ کی گوری حسین وجسیم تھی۔ پس اس کو نبی
صاحب نے دیکھ پایا کچھ دنون بعد زید کے گھر مین پس حضرت کو وہ بھلی لگی

پس کہا سبحان اللہ مقلب القلوب اور یہ امر آنحضرت صلعم کے خصایص سے تھا کہ جب کسی عورت کو دیکھہ پاتے اور وہ آپ کو بھلی لگ جاتی تو وہ حرام ہوجاتی اپنے شوہر پر اور حرام ہوجاتا شوہر پر اس عورت کا رکھنا۔ زینب سنتی تھی اور اس نے تسبیح سن پائی پس اپنے شوہر کو خبر دی اس بات کی پس اس نے کہا یا رسول اللہ مجھکو اجازت دو تو میں عورت کو طلاق دوں حضرت نے فرمایا اپنی عورت کو اپنے پاس رکھہ اور ڈر اللہ سے الخ ناظرین اس خصایص نبوی پر خوب غور کرو۔ جس شخص کی عورت حضرت کو بھا جاتی وہ شوہر کو حرام ہوجاتی تھی۔ حضرت سے کلمات تحسین زبان سے نکلے عورت سمجھی کہ میں حضرت کو بھا گئی۔ مومنہ تھی۔ شوہر کو خبر کردی۔ شوہر بھی مومن تھا دونوں سمجھے کہ اب علاقہ زن وشوہری کا قایم نہیں رہ سکتا۔ اس وجہ سے طلاق ہوا۔ نہ زوجہ کا قصور ہے نہ شوہر کا۔ قصور اس خصایص نبوی کا ہے اگر حسنت جمیع خصالہ کہنے والے بھی مان لیں۔

دفعہ چہارم۔ اخفائے عشق مع آخر الامر زید نے اپنے دلمیں ٹھان لیا کہ اب میں اس عورت کے ساتھہ نہ رہونگا۔ اور انھوں نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں زینب کو طلاق دینا چاہتا ہوں آپنے فرمایا "کیوں اس سے کیا قصور ہوا" زید نے عرض کیا " یارسول اللہ اس سے کوئی قصور تو نہیں ہوا۔ مگر اب میرا نباہ اس سے نہ ہوگا" آنحضرت نے تب تاکید فرمایا کہ "جا اور اپنی زوجہ کی حفاظت کر اور اس سے اچھی طرح پیش آ"۔ ... مگر زید اپنے ارادہ طلاق سے نہ باز آیا اور باوجودیکہ آنحضرت نے ایسا حکم دیا تھا لیکن اس نے زینب کو طلاق دیدیا۔ آنحضرت کو زید کے اس فعل سے خاصکر اور زیادہ رنج ہوا" صفحہ ۲۰۹ آپنے زید کو بہت روکا اور تلخی معاشرت پر صبر کرنے کو بہت نصیحت وہدایت کی اور سخت الحاح واصرار کیا" صفحہ ۱۹۹ فصل الخطاب حضرت کے عشق نے زوجہ وشوہر

کو الگ کیا محض اسوجہ سے زید زینب کو طلاق دینا چاہتا تھا۔ اور حضرت محض
زبان سے کہتے کہ طلاق مت دے حالانکہ دلسی چاہتے تھے۔ کہ طلاق ہو جاوے
اور طلاق سے بڑے خوش تھے۔ یہ قرآن کی نص سے بھی ثابت ہے "جب
تو کہنے لگا۔ اُس شخص کو جسپر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا رہنے دے
اپنے پاس اپنی جورو کو اور ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل مین ایک
چیز اللہ اُسکو کھولا چاہتا ہے۔ اور ڈرتا تھا لوگون سے" احزاب ع مفسرین
نے اس آخری فقرہ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ کے معنی عشق زینب بتائے
ہین۔ چنانچہ جلالین مین ہے مین محبتہا وان لو فارقہا زید تزوجتہا جس سے
اظہر ہے کہ جو حضرت زبان سے کہتے تھے۔ اُس کے عین خلاف دل مین تھا
مگر حکیم صاحب عیسائیون کی شوخی وجرات سخت قابل افسوس "بتلاتے ہین۔
جو وہ کہتے ہین کہ آنحضرت نے اوپرے دل سے زید کو منع کیا تھا" صفحہ ۱۷
جناب بندہ آپ شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی شوخی وجرات کو دیکھیں وہ
مدارج النبوۃ مین فرماتے ہین "حضرت نے فرمایا نگاہ رکھ اوپر اپنے اپنی زن
کے تئین اور حذا سے ڈر لیکن خاطر انور اُس جناب کی چاہتی تھی۔ کہ زید
اُسے طلاق دیوے لیکن شرم رکھتے تھے۔ کہ اُسے امر کرین زینب کی طلاق پر
اور اس بات سے بھی اندیشہ فرماتے تھے کہ لوگ کہین کہ اپنے فرزند کی اہلیہ
چاہتا ہے اور اہل جاہلیت جس عورت کو اپنے فرزند خواستہ سے منسوب کرتے
تھے۔ حرام جانتے تھے جسطرح اپنی صلبی بیٹے کی جورو کو" صفحہ ۵۶۵ روضۃ الاحباب
مین بجنسہٖ یہی ہے۔ دیکھو یہ معنی حضرت کے "بہت نصیحت وہدایت وسخت
الحاح واصرار" کیے ہین مگر ہان "خاطر انور اُسجناب کی چاہتی تھی" کچھ اور۔ اور حضرت
نے زبان جاہلیت کے رسم کے موافق زید کی تہنیت کی تھی۔ اُسکو اپنا وارث
ٹھہرا کر لوگون کو گواہ ٹھہرایا تھا۔ اور زید کو نام ابن محمد کا دیا تھا۔ کیونکہ عرب

مین ہندوؤن کیطرح مہنہ بولا بیٹا صلبی بیٹے کی مانند سمجہا جاتا تھا" فصل الخطاب
اول صفحہ ۱ حضرت نے بھی رسم ادا کی تھی۔ پس حکیم صاحب کا یہ فرمانا کہ " اگر لیپالک
کی جورو سے شادی منع ہے تو اسکا ثبوت توریت یا انجیل یا شرع محمدی (قرآن)
سے یا دلایل عقلیہ سے دیا ہوتا" صفحہ ۱۴۸ بالکل باطل ہے۔ کیونکہ در اصل شرع محمدی
نے شرع عرب تبنیت کو تسلیم کرکے زید کو محمد کا بیٹا بنا دیا تھا۔ اور کل حقوق
اُس کو وراثت وغیرہ کے حسب قواعد ملک عرب ولائے تھے۔ اس قاعدہ
کی روسے۔ اُس شریعت کی روسے۔ جسمین حضرت نے کبھی کوئی مضرت
ملکی یا اخلاقی نہین دیکھی تھی۔ بلکہ جسکے حسن کے قایل ہوکر خود اسکو بخوشی برتا
تھا۔ اُسی شریعت کی روسے زینب محمد صاحب پر حرام تھی۔ اب آج زینب
سے عشق کرکے حضرت اسی شرع محمدی کو اپنے فایدہ اور حظ نفس کے واسطے
منسوخ کرکے فرماتے ہین ہین کسی کا باپ نہین اور تبنیت ناجایز ہے پہ سموع
نہین اسوجہ سے حضرت خدا کی چوری کرتے تھے۔ زبان سے جھوٹھ بولتے تھے
کیونکہ لوگون سے ڈرتے تھے۔ بدنام ہونے کا خوف تھا۔ بدنامی کو یون مٹایا
کہ آسمان سے آیت بلائی۔

دفعہ پنجم۔ جب طلاق زینب کو زید نے دیدیا۔ ہمارے مصنّف فرماتے
ہین "اُس واقعہ کے چندمدت بعد زینب نے آن حضرت سے کہلا بھیجا کہ زید نے
تو مجھکو طلاق دے دیا ہے اب میری پرورش آپ ہی پر موقوف ہے۔ پس
اسوجہ سے آنحضرت نے اُس سے عقد کرلیا" یہ بھی محض خلاف واقعہ ہے۔
یارون کی من گھڑت جسکے لئے مصنف کوئی سند نہین دے سکتا۔ اصل یون ہی
کہ جب عدت زینب کی تمام ہوئی حضرت نے زید کو فرمایا جا زینب کو
واسطے میرے خواستگاری کر اور حکمت تخصیص کرتے ہین زید کے واسطے اسکام
کے یہ کہتے ہین کہ لوگ گمان نکرین۔ تھہر اوسے واقع ہوا ہے بدون رضامندی

زید کے" صفحہ۹۶ سچ تو یہ ہے کہ یہ غیرت وبیہ اطاعت کسی صحابی رضی اللہ عنہ
ہی کے دلمین ہوسکتی تھی - کہ زید ہی کی جورو لے جاوے - اور زید ہی سے
کہا جاوے کہ جاؤ بیٹا زینب کو ہمارا پیغام دے آؤ - صد آفرین آے زید
تمہارے دلپر - تم جہالت سے اپنے حقوق فرزندانہ ہی سمجھے تھے - غلامی نے اور
بد صحبت نے تمہارے آدمیت کو کہو دیا تھا - ڈسکوی صاحب نے ایک اور حیلہ
تجویز کیا ہے - آپ فرماتے ہین - کہ "آن حضرت کو خاصکر یہ فکر تھی کہ اگر زید
نے زینب کو چھوڑ ہی دیا تو مین اُسکی تلافی اور زینب کے لواحق کو جو اس معاملہ
کے سرانجام ہونے سے ایک گونہ صدمہ لاحق ہوگیا تھا - اُسکی تلافی کے خیال
سے آن حضرت کا آرادہ ہوا کہ زینب سے خود نکاح کرلین" صفحہ۹۵ دیکھو
قاضی جی شہر کے اندیشہ سے دبلے ہین کوئی اپنی جورو کو طلاق دے آپ
کو فکر دامنگیر ہے کہ اس سے نکاح کون کریگا حالانکہ زینب کے حق مین ایسی
فکر بھی بے سود تھی وہ حسینہ ماہ روپری وش جسپر خود حضرت سوجان سے قربان
ہوگئے تھے - اس کو شوہرون کی کیا کمی تھی - اور اگر بقول آپکے صفحہ۹۵ اُس معاملہ کی
سرانجام ہونے سے ایک گونہ صدمہ "زینب اور اُس کے لواحق کو لاحق ہوگیا تھا"
تو اسکی جوابدہی بھی حضرت کے سرپر نہ تھی اگر آپ کا یہ سخن درست ہے کہ
"حضرت زینب کو جب اپنے حسن وجمال اور شریف القوم ہونے کا خیال
آتا - تو اُس سے صبر نہو سکتا آخر زید اسکی آنکھو نمین بہت حقیر لگتا رنجش شروع
ہوتے ہوتے لڑائی تک نوبت پہونچی اور زید بہت تنگ ہوجاتا" صفحہ۹۲ کہو
ایسی عورت جو اپنے شوہر کا دم ناک مین کرتی تھی - اور شوہر کو مثل کتے کے
حقیر جانتی تھی - اور لڑنے اور مارنے کو مستعد رہتی تھی - وہ کس رعایت کی
مستحق ہوسکتی تھی ؟ - کیا انھین بداطواریون کی شاباشی مین حضرت نے زینب
کو اُس کے مظلوم شوہر زید کی مان بنا کر اپنی جورو بنایا تھا ؟ مولویو! تمہاری عقل

[illegible]

کہان ہے ؟ پس اگر شوہر مین اور اُس بین بوجہ اُسکی اپنی بداخلاقی و بد اطواری کے جدائی ہوگئی تھی تو کون شخص حضرت کو اس جدائی کا الزام دے سکتا؟ جدائی عشق ناجایز نے کرائی مولویو ایسے حیلون سے کیا ہوتا ہے حق بات صرف یہ ہے کہ زینب حضرت کے دل مین بس گئی تھی - وہ اُسکو کسی نہ کسی بہانہ سے لینا چاہتے تھے۔ بلی اللہ کے نام پر چوہے نہیں مارتی ہے -

"القصہ زید بموجب فرمان از سر صدق و اخلاص روان ہوا" "زید کہتا ہے کہ جب زینب کے گھر آیا مین میری آنکھون مین ایسی بزرگ معلوم ہوئی کہ مین اُس کی طرف نگاہ نکرسکا" مہناج النبوۃ - آفرین ہے تیرے ادب پر! ابھی تک زید "ابن محمد" کہلاتا ہے - یہ ہمیشہ محمد صاحب کو اپنا باپ سمجھتا تہا - اب بھی سمجھتا ہے - زید اُسکی جورو اب محمد کی جورو ہونے والی ہے - بلاشک اُسکی آنکھ مین "ایسی بزرگ معلوم ہوئی" کیونکہ ماں تھی - حتی کہ اس کیطرف نگاہ نکرسکا" اے کاش زینب محمد صاحب کو ایسی خورد معلوم ہوئی ہوتی - جیسی بزرگ اب وہ زید کی آنکھون مین تھی - کہ وہ اُسکی طرف نگاہ نہ کرسکتے - پس نہ زینب نے پرورش کی درخواست کی نہ پیغام نکاح مین سبقت کی نہ زید سے طلاق پانے پر اُسے یا اُس کے لواحق کو صدمہ پہونچا اور نہ یہ ہوا اور نہ وہ ہوا - یہ سب بے صبری تھی - حضرت کی جو اُن کے عشق نے اُنسے کرائی - زینب کو کوئی ضرورت پرورش کی نہ تھی - نہ اُسکو نکاح کی عجلت تھی - وہ حضرت کی بے صبری اور اضطرابی سے واقف تھی - چنانچہ لکھا ہے کہ محمد صاحب نے زینب سے نکاح بھی نکیا نہ کوئی شاہد ہوا - زینب کو معلوم بھی نہ تھا کہ یکایک اُس کے گھر مین آگھسے اور اُس سے مقاربت کرلی جس سے اسکو ازحد تعجب ہوا - چنانچہ "مروی ہے کہ حضرت زینب کے گھر تشریف لیگئے -

ورحالیکہ وہ سر برہنہ تھی عرض کی بے گواہ یارسول اللہ فرمایا اللہ الزوج و جبرئیل شاہد" ماشاءاللہ اللہ اور جبرئیل سے بھی نہ شرمائے۔
ایک امر یہان گوشگذار کرنا منظور ہے کہ زینب نے جو کہا "بے گواہ یا رسول اللہ" تو یہ عین شریعت اسلام تھی۔ اور محمد صاحب نے زینب سے بے گواہ صحبت کر کے شریعت سے قطعی انحراف کیا۔ کیونکہ جامع ترمذی کتاب النکاح مین ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زنا کرنے والی ہین وہ عورتین کہ نکاح کرتی ہین اپنا بغیر شاہدون کے" چنانچہ اس صریحی زنا کاری سے بچنے کے لئے اُس نے حضرت سے کہا۔ (اور وہ خود حضرت کی شریعت کے مطابق تہا) کہ "بے گواہ یارسول اللہ" مگر حضرت جوش مین تھے۔ اور نہ شرمائے فرمایا اللہ وجبرئیل گواہ ہے۔ اور اللہ تو گواہ ہے۔ اور جبرائیل بھی کون چیز اُن آنکھون سے پوشیدہ ہے۔ مگر روز حساب اُنکی شہادت کا حال کھلیگا۔ پس حضرت نے بلا نکاح وبے گواہ زینب سے صحبت کی اور اس قسم کی صحبت شرع اسلام کے مطابق زنا ہے۔ جسکی تاریخی نظیر صرف مسلیمہ وسجاح کا ازدواج بے وقوع نکاح ہوسکتا ہے۔ مگر اسمین معصیت کم تھی۔ یادری مولوی ڈاکٹر عمادالدین صاحب نے اس آسمانی نکاح کے جواز پر عمدہ ریمارک کیا ہے۔ جسکو ڈسکوی صاحب اُڑا گئے "مین کہتا ہون کہ آسمان پرہی جاکر جورو خصم کھلاؤ۔ دنیا مین جو خلاف دستور کام ہے۔ جورو خصم نہین کھلاسکتے۔ بلکہ گناہ کا میل ہے" تاریخ محمدی صـ۲۷۳ پس ڈسکوی صاحب کا خصم کے مقابلہ مین یہ فرمانا کہ "جس امر کی شارع کو خود اللہ تعالےٰ نے خبر دیدی اُسمین چون وچرا کرنے والا کون" صـ۲۴ ہمکو تعجب مین لاتا ہے۔ اے حضرت اسی الہام ووحی پر تو ہم کو اعتراض ہے۔ آپ اُسکو سند آپیش کرتے ہین۔ ہمتو یہی کہتے ہین کہ محمد صاحب نے خدا پر بہتان باندہا۔ زنا کیا اور اسکو حکم خدا بتلایا۔

دفعہ ششم زید بن حارثہ۔

روضۃ الاحباب مین لکھا ہے کہ "چون آن سرور زینب را بخواست منافقان مدینہ زبان طعن کشودند و گفتند کہ محمد زن پسر خود را خواست آیت آمد۔ ما کان محمد ابا احد رجالکم (یعنی محمد تم مین سے کسی کا باپ نہین ہے) و این آیت نیز نازل شد۔ ادعوہم لاباہم ہو اقسط عند اللہ (یعنی پکارو لیپالکون کو اُن کے باپ کا کہکر یہ زیادہ بھلا ہے۔ خدا کے آگے) ص۵۹۹ چنانچہ عینی بھی پہلی آیت کی تفسیر مین یہی تصریح کرتا ہے جلد ۲ ص۲۰۳ اس سورۃ مین جسمین زید و زینب کا ذکر ہے ع حضرت نے اپنی جوروُن کو مسلمانون پر حرام ٹھرایا ہے اور قران مین یہ آیت بھی نازل کی گئی ہے۔ ازواجہ امہاتہم احزاب ع محمد کی جوروئین مسلمانون کی مائین ہین۔ اور اس سے دلیل حرمت یون آشکارہ ہوئی "ازواج او مادران اند۔ و مادر بر فرزند حرام است" عینی۔ دیکھو یہ منطق! اپنی جوروُنکو مسلمانون پر حرام کہنے کے لئے مسلمانون کی مائین بناتے ہین اور ابھی تک زید کو اپنا بیٹا بنائے رہے۔ اور آپ اُسکے باپ بنے رہے مگر اب کہتے ہین "محمد باپ نہین کسی کا تمہارے مردون مین"۔ احزاب ع تاکہ آبا کہنے والون کی جوروئین حرام نہ ہو جاوین۔ مگر محمد کی جوروئین ایماندارون کی مائین" بدستور ہین یعنی ازواج حضرت تو ایماندارون کی امان ہین مگر حضرت اُنکے آبا نہین۔ یہ کیا ایمانداری ہے؟

"سید صاحب کا یہ فرمانا بہت بیجا ہے کہ "اس پر مشرکین قریش نے بڑا غل مچایا حالانکہ خود اُنکا یہ حال تھا۔ کہ اپنی ماوُن اور خوشدامنون سے شادی کرلیتے تھے" اور ڈاکٹر لیٹنر بھی وہی آواز بازگشت سناتے ہین "عرب کے جاہل بت پرست اپنے متوفی باپ کی عورتون کو بجز اپنی حقیقی مان کے اپنی حرم مین ڈال لیتے تھے" لکچر متہ محمد ص۱۳! یہ بھی جھوٹ ہے۔ اور ہندوستان [illegible] شعرا اہل عرب کا محمد

صاحب پر الزام لگانا ہرگز بیجا نہیں کیونکہ دراصل اُنکے اخلاق اس بارہ مین
بہت اچھے تھے وہ اپنی ماؤن سے یا بہوؤن سے شادی کو حرام سمجھتے تھے
چنانچہ ابو الفدا مین اہل عرب قبل اسلام کے بیان مین مذکور ہے کہ "وہ لوگ
مان اور بیٹی سے نکاح نکرتے تھے - اور دو بہنون کو جمع کرنا اُنکے نزدیک
بہت بُرا تھا - اور جو شخص اپنی باپ کی جورو کو اپنے گہر مین ڈال لیتا اُسکو بُرا
جانتے تھے - اُسکو مادر . . . . . کہتے تھے" ص۳۳ یہ لوگ ایسے بے حیا نتھے
بہرکیف اس مین شبہہ نہیں ہوسکتا کہ زید کو اپنی جورو چھن جانیکا اتنا رنج نہوا
ہوگا - جتنا اس خطاب زید بن محمد کے چھن جانیکا - ان پر ستم ہوا !! افسوس زید
لٹ گئے !!! اس تک حضرت اُنکو اپنا بیٹا بنائے رہے - مگر اب نیا سالوک کیا
جاتا ہے ٹھیٹھ ہندی مین اسکو چچا بنانا کہتے ہین -

دفعہ ہفتم زید کی وفاداری -

سید امیر علی صاحب نے اپنی انگریزی کتاب کے حاشیہ ص۲۲۶ مین ایک نئی
بات یہ بھی تحریر فرمائی ہے کہ "سب سے بڑی معیار بنی کی پاکبازی کی یہ
تھی کہ زید نے اپنے آقا کے ساتھ جانبازی مین کبھی کوتاہی نہ کی" اور حکیم صاحب
رقم طراز ہین کہ "اگر اس عقد مین کوئی امر معیوب اور قادح نبوت ہوتا تو یقیناً اول
منکر زید ہوتا" فصل الخطاب اول ص۱۷۱ ہم کہتے ہین کہ منکر ہوکر کسی قاضی کے آگے
فریاد کرتا - اور اگر انکار و بے وفائی نہین کی تو یہ زید کی تعریف کی بات ہے اور
محمد صاحب کا جرم اور بدتر ہوتا ہے - پر اگر زید کی جانبازی کا قصہ درست ہو -
تو ہم اسکا آپ سے زیادہ قابل اطمینان سبب بتائے دیتے ہین - آخر زید
غلام رہچکا تھا غلامی انسان کے دلپر بُرا اثر پیدا کرتی ہے - طبعی آزادی حمیت
و غیرت اس سے بالکل دور ہو جاتی ہے - اگر آقا اپنے غلام کی جورو چھین لے
یا اس کے بچون کو اس سے جُدا کردے تو وہ صبر کرتا ہے - حالت مجبوری مین یہ

حادثات اس کے دلپر کچھ بھی غیر معمولی اثر نہین پیدا کرتے - جب زینب باوجود اس واقعہ کے زید کو ایسی بزرگ معلوم ہوئی اور اسکو اسے اپنی مان بنانے ہوئے کچھ بھی ملال نہ ہوا تو زید کے محمد صاحب کی وہ حرکت جو چاہیئے کیسی ہی زشت و زبون کیون تھی - کیون کر بری معلوم ہو سکتی - جب خود قران مین اسی معاملہ کی بابت وارد ہوا "کام نہین کسی ایماندار مرد کا نہ عورت کا جب ٹھہرادے - اللہ اور اسکا رسول کچھ کام کہ انکو رہے اختیار اپنے کام کا اور جو کوئی بے حکم چلا اللہ کے اور اس کے رسول کے سو راہ بھولا صریح چوک کر" احزاب ع جہان خدا کے علم قدیم مین یہ ٹھہر چکا تھا - کہ زینب محمد کی جورو ہوگی - وہان یہ بھی ٹھہر چکا تھا - کہ بچارے زید کی جورو محمد لیلینگے - اب اللہ نے محمد صاحب کا نکاح زینب سے کر دیا - جبرئیل شاہد ہے - یہ قسمت کی بدی تھی - رضا بقضا - اسلام کے معنی ہی ہین بہ گردن نہادن"

دفعہ ہشتم - غیرت صحابہ کرام -

حکیم صاحب تعلّی کی لیتے ہین اور فرماتے ہین "بڑے بڑے غیور جری صحابہ جو یقیناً ہمیون اور باجگیرون سے بہت بڑھکر وقعت و غیرت مین تھے - جو اسلام کے رکن تھے - بہت جلد ہان اسی دم ٹوٹ پھوٹ جاتے اگر محمد صاحب کا یہ فعل معیوب و قادح نبوت ہوتا ۱۷۱و۱۷۲" اب ہمکو مجبوراً دکھلانا پڑا کہ حضرت محمد صاحب کے صحابہ کے دل مین غیرت کو بہت بڑی گنجایش نہ تھی - چنانچہ مدینہ مین جو عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن الربیع مین حضرت نے برادری قایم کی تھی - ایک دن سعد نے عبد الرحمن سے کہا "اے بھائی میرے پاس دولت بہت ہے - مین ایک حصہ مین تیرے ساتھ شریک ہونگا - اور دیکھ میری دو جوروئین ہین - انہین سے جسکو تو چاہے پسند کرلے اور مین اسکو طلاق دیدونگا کہ تو اسے جورو بنالے - چنانچہ سعد نے طلاق دیدی اور ان کے بھائی عبد الرحمن نے

اس سے نکاح کر لیا اور سعد کیساتھ رہا کیئے۔(اسکو میور صاحب نے بحوالہ کاتب الواقدی اپنی جلد ۲ صفحہ ۲۷۳ مین لکہا ہے) اور مفسر ابو السعود اپنی تفسیر جلد ہفتم صفحہ ۴۸ مین انصار اور مہاجرین کی رسم جورو بدلول کے صدر الاسلام مین جوازکا ذکر کرتا ہے اور اسکو حضرت داؤد کی سنت قرار دیتا ہے۔ہمارے زمانہ کے مولوی صاحبان زیادہ باغیرت ہین وہ اس قسم کی برادری مثل صحابہ کرام کے نباہنے کے لئے راضی نہ ہونگے۔اسی طرح روضۃ الاحباب جلد اول آخر کے قریب درباب جواز مزاح حق و ظرایف ولطایف صفحہ ۱۷۹ مین مرقوم ہے کہ "مرویست کہ ضحاک ابن سفیان کلابی مردے بود بغایت قبیح الوجہ آمد با پیغمبر صلعم بیایعہ کرد وعائشہ پیش حضرت نشستہ بود پیش از نزول آیت حجاب اگہ گفت پیش من دو زن ہستند احسن ازین حمیرا یعنی عائشہ یکے را ترک کنم تا تو او را بخواہی" زید کیطرح ضحاک یا سعد سے نہ غیرت مین زیادہ تھے۔اور نہ وفاداری محمد صاحب مین کم۔پس ملا باقر مجلسی کا یہ قول بہت درست ہے کہ "زید گمان کرد کہ حسن زینب حضرت را خوش آمدہ است" اور اس نے طلاق دیدیا۔بلکہ اپنی جورو خود محمد صاحب کو سونپ دی۔اس زمانہ مین ایسی باتین ہوا کرتی تہین تعجب نہین۔اب یہ باتین دیوثی کہی جاتی ہین۔اس سے مسلمان بھی تامل کرتے ہین ہم نے توکسی چھوٹے اور بڑے کی ایسی بے غیرتی نہین سنی۔یہ صحابہ کا حصہ تھا۔مولوی محمد حسین صاحب نے اپنے خطبہ مین حرمت خنزیر کے باب مین فرمایا تہا کہ منجملہ حیوانات کے ایک یہی بڑا بے غیرت ہے۔اور حیوانات اپنے مطلوب مادہ پر دوسرے حیوانات کا مقابلہ اور غیرت کرتے ہین اس غیرت سے خالی ہے تو صرف یہی ایک حیوان ہے۔یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اس جانور کا گوشت کہانیکے عادی ہین۔انہین وہ غیرت نہین ہوتی ایک کی جورو کو دوسرا ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر خلوت مین لیجائے تو وہ غیرت نہیں کرے (صفحہ ۳۲۵ اشاعت السنۃ نمبر ۱۱ جلد ۱۷-مولوی صاحب کے

شاید معلوم نہ تھا۔ کہ صحابہ کرام ایک دوسرے کو اپنی جورو کا ہاتھ خود پکڑ کر
خلوت مین بھیجدیتے تھے۔ شاید حکم حرمت خنزیر کے قبل کا یہ واقعہ ہو۔

دفعہ ششم ازالۃ الشکوک۔

(۱) مولوی فیروز الدین صاحب فرماتے ہین "رسول خدا پہلے ہی کنوار پنے
مین زینب کو بلامزاحمت اپنے نکاح مین لا سکتے تھے" اگر حضرت زینب کے
حسن کے خواستگار ہوتے ص۵۵ اسکا جواب ہم اس فصل کی دفعہ سیوم مین
دے چکے ہین۔ اور یہان پھر یاد دلاتے ہین کہ الزام صرف یہ ہے۔ کہ حضرت
شہوت پرستی کے لحاظ سے اپنی نفس پر قادر نہ تھے۔ جسوقت کوئی عورت
اُنکے دل مین بس گئی فوراً چاہے کچھ ہی کیون نہ ہو اس سے مل بیٹھتے زینب
اگر اسوقت اُنکے دل مین بس جاتی تو آج یہ نوبت نہ آتی اسوقت اُنکے دل مین
اپنے واسطے اُسکے لئے جگہ نہ تھی شفقت پدرانہ سے اپنے عزیز فرزند زید کو
دیکر اُسکو اپنی بہو بنانا اور زید کا مرتبہ بڑھانا منظور تھا۔ مگر اتفاقاً جو اسکو غسل کرتے
ایک نظر دیکھ پایا آتش شہوت افروختہ ہوئی اور تاب صبر باقی نہ رہی اور وہ
کیا جو کیا۔ اس طرح زینب کو دیکھنے کا آپکو اتفاق پہلے کبھی نہ پڑا تھا پس
پہلے نکاح نکرنے کا سبب بھی موجود تھا۔ اور بابعد نکاح کرنے کی اضطرابی کا بھی

(۲) حکیم صاحب نے ایک عذر یہ بیان کیا ہے کہ "قوم اور ملک اور رسوم کے
مخالف حضرت کو دو عظیم مشکلون کا سامہنا پڑا ایک تو خدا کے قول و فعل کے
مطابق تبنیت کا توڑنا اور دوسرا ایک مطلقہ عورت سے جس سے شادی
کرنا۔ عرب جاہلیت مین سخت قابل ملامت و نفرت اور ذلت تصور کرتے تھے
نکاح کرنا۔ مگر چونکہ عقلاً و رسماً و شرعاً یہ افعال معیوب نہ تھے۔ اور ضرور تھا کہ مصلح
وہادی خود نظیر بنے تاکہ تابعین کو تحریک و ترغیب ہو" فصل الخطاب ص۱۷۱
اول رسم تبنیت کا توڑنا۔ حضرت نے اس رسم کو خود اختیار کیا تھا۔ زید کو اپنا

بیٹا بنایا تھا۔ اُسکو اپنا وارث گردانا تھا جیسا بتایا گیا۔ زینب کا نکاح ۵ھ میں ہوا جس کے قبل ۱۸ سال تک آپ اس رسم کو اپنے زمانہ نبوت میں بھی برتتے رہے اور اس میں کوئی رسمی یا عقلی یا شرعی عیب نہ دیکھا۔ اگر یہ "خدا کے قول و فعل کے مطابق" نہ تہا۔ تو ۱۸ سال زمانہ نبوت میں حضرت کیا کرتے رہے تھے۔ اور کیون اس گمراہی میں مبتلا رہے۔ پھر اگر یکایک معلوم ہو گیا کہ وہ رسم معیوب ہے تو کیا صرف یہ کہدینا کہ خدا حکم کرتا ہے کہ متبنیٰ بیٹے اصلی بیٹے نہیں اور تبنیت اسلام میں شرعاً ناجائز ہے اس رسم کو مٹانے کے لئے کافی نہ تھی۔ کیا ضرور تھا۔ کہ تبنیت کو ناجائز ثابت کرنے کے لئے متبنیٰ کی جورو چھینی جاوے؟ دیکھو شراب اسلام میں ایک مدت تک حلال رہی مابعد حرمت شراب کا حکم ہوا شراب حرام ہوگئی۔ ڈسکوی صاحب فرماتے ہین "آنحضرت صلعم کا یہ فعل لوگون کے لئے عملی نمونہ اور نظیر ٹھہر کر عرب اور تمام دنیائے اسلام سے یہ واہی رسم ہمیشہ کے لئے اٹھ گئی" ص۱۱ و ۱۲ اور پھر یہ بھی کہتے ہین کہ "عربون مین یہ رسم پھیل رہی تھی کہ جو شخص اپنی عورت کو ماں کہہ بیٹھتا وہ اس کے حق میں بمنزلہ حقیقی ماں کے ہو جاتی اور ہمیشہ کے لئے اس سے جدا ہو جاتی اللہ تعالیٰ نے ان دونون رسمون کو (ظہار اور حرمت متبنیٰ) توڑ ڈالا" ص۱۲ اب سوچو تو کہ ظہار سے قدیم رسم جس سے وہ زوجہ جسکو ماں کہا جاتا تہا شوہر پر حرام ہو جاتی بلا کسی "عملی نمونہ اور نظیر" کے ٹوٹ گئی سکو ئی ضرورت نہ ہوئی کہ حضرت اپنی جورون مین سے کسی کو پہلے اماں کہین اور پہر اُس کو اپنے اوپر حلال گردان کر نمونہ بنتین حالانکہ خدیجہ کو جو آپ کو "نور دیدہ" کہا کرتی تہین (حیات القلوب ص۹۵) با آسانی تمام آپ ایسا کہہ سکتے تھے کیونکہ عمر کے اعتبار سے آپ لوگون کی عندیہ مین حضرت ان بڑی بی کے روبرو بالکل صاحبزادے تھے۔ تو پھر اگر حضرت اپنے متبنیٰ کی جورو لئے بغیر اُس

رسم کو مثل ظہار کے توڑ واڈالتے تو کیا خرابی برپا ہوتی - مولویو ذرہ ہوش کی باتین کرو - حکیمون اپنے دماغ کا علاج کرو - نئی روشنی والو عقل کے ناخن لو - اس واقعہ کے قبل جب آپ چاہتے تبنیت کو ناجایز قرار دیتے - مگر نہین آج ناجایز قرار دیتے ہین - جب متبنٰی کی جورو پر عاشق ہوئے اُسے سنے دیکہا -

دویم مطلقہ عورت سے نکاح کرنا کہ عرب جاہلیت مین اس کو حرام سمجہتے تہے آپ ثابت کرین - یہود مین بھی یہ فعل ناجائز نہ تھا - اور زینب کے نکاح کے قبل مسلمان مطلقہ عورتون سے نکاح کیا کرتے تھے - چنانچہ دفعہ ہشتم مین ہمنے دکھلا دیا کہ مہاجرین اور انصار عموماً اس واقعہ کے ۵ برس قبل بھی مطلقہ عورات سے بڑی آرزو کے ساتھ نکاح کرلیا کرتے تھے - اور حضرت کی زوجہ میمونہ کے ایک شوہر کا نام مسعود بن عمر تہا - اُس سے طلاق پاکر اُس نے دوسرا شوہر کیا تہا جسکی وفات پر وہ حضرت کی جورو بنی تھی - روضۃ الاحباب صـ۹۸ اور حضرت کی ایک اور جورو لیلی بنت حظیم کا ذکر ہے - کہ اُس نے حضرت سے طالب فسخ نکاح کیا - اور حضرت نے اُس کے نکاح کو فسخ کیا اس نے جاکر دوسرا شوہر کیا اور بچے جنے منہاج جلد دوسری صـ۹۸ اسی طرح حضرت کی جورو زینب ام المساکین نے اپنے ایک شوہر طفیل سے طلاق پاکر دوسرے شوہر عبیدہ سے نکاح کیا تہا - پس اس کی بھی مطلق ضرورت نہ تھی - کہ آپ نظیر بنین آپ سے پہلے لوگ اُس کی نظیر بنے ہوئے تھے ضرورت صرف اس کی تھی کہ حضرت متبنٰی کی جورو سے عشق لگا دین اور اُس کو طلاق دلوا کر جورو بنا ئین اور خدا پر بہتان باندہین اور بندون کو گمراہ کرین اور اپنے حامی مولویون کو نادم کرائین - مولوی صاحب ہم کو بتلا دین تو کہ حضرت کی اس سنت کے بعد کتنے لوگون نے اپنے متبنٰی

فرزندون کی جوروُن سے نکاح کیا اور عرب کو فایدہ پہونچایا ؟ -
ڈسلوی صاحب کے اُستاد حضرت کی صفائی مین یہ بھی فرماتے ہین اور یہ اُنہین کے حصہ کا ہے کہ "اگر کچھ دال مین کالا معاذ اللہ ہوتا تو یہ حال آپ کی کتاب قران مجید مین کیون مذکور کیا جاتا - کوئی بھی ایسی خفیہ بات کو یون اشتہار دیا کرتا ہے - دشمنون کے مذاق پر پوشیدہ یا بغیر تصریح ہی کارروائی معاذ اللہ ہوسکتی تھی - قران شریف مین بہرنمط اُس کے ذکر سے کچھ فایدہ نہ تھا پھر کون اس قصہ کو ہمیشہ یاد رکھتا چند روز مین صورت قصہ کی بدل جاتی " صہ۵۶
اجی حضرت اونٹ کی چوری نہورے نہورے! زید محمد صاحب کا ۲۲ برس کا فرزند ابن محمد - اس کی جورو پری تمثال پر غسل کی بے ستری مین آپ کا عاشق ہونا - زید کا طلاق دنیا - اور محمد صاحب کا جورو بنانا ع نہان کیئے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا - یہ دال مین کالا نہین بلکہ دال مین بھینسا تہا کیا حضرت کے امکان قدرت مین تہا - کہ اسپر راکھہ ڈال دیتے اس معالہ کا دشمنون کے مذاق پر پوشیدہ یا بغیر تصریح رہنا " یارون کی کوشش سے باہر تھا - اور ایوان نبوت مسمار ہوا جاتا تھا بجز اس کے کوئی چارہ نہ تھا - کہ حضرت خدا پر بہتان باندہین اور اپنی بریت قران سے چاہین اور جاہل گنوارون کی مت مارین پس قران مین یہ معالہ آیا اور اُس وقت حضرت کی نبوت کی قلعی نہ کہلی - پس قران شریف مین بہرنمط اُس کے ذکر سے یہ کچھ فایدہ تھا " اگر قران مین یہ قصہ یون نہ آتا تو یہ تو سچ ہے کہ "کون اس قصہ کو ہمیشہ یاد رکھتا " مگر پھر یہ بھی سچ ہے کہ حضرت کی نبوت طاق نسیان مین رکھی ہوئی ملتی اور آج مولوی صاحبان کا وجود نہ ہوتا - اس قصہ کی مثال یون ہے کہ آپ عشق زینب کو جسم نبوت پر ایک دُنبل تصور فرما دین - قران مین اسکا وجود ایک نشتر ہے جس سے مواد خارج کرکے ایک دوامی داغ لگا دیا - اگر

نشتر نہ لگتا تو مریض مدت کا مرچکتا اس داغ نے بچالیا مگر دیدۂ بصیرت چاہیے
مولوی صاحب بتائیں تو کہ بجز اس کے اور کون کارروائی ہوسکتی تھی"۔ کیا یہ
کہ حضرت زینب کو چھپے چھپے اپنے پاس رکھتے اور وہ ہمیشہ زید کی جورو کہلاتی
اور کسی کو خفیہ کارروائی کی خبر نہ ہوتی۔ ہان ہم مانتے ہین کہ یہ ممکن تہا۔ کہ
حضرت زید کو راضی کر لیتے اُسکا راضی ہونا دشوار نہ تھا۔ مگر عائشہ اور حفصہ سے
کیسے بچ سکتے جنہون نے ایک دم مین ماریہ لونڈی کا حلال (جو آگے آویگا)
فاش کر دیا تھا۔ وہ اس تعلق کو بلا تامل مشتہر کر دیتین اور حضرت کی دقتین
اور بڑہ جاتین۔ حضرت نے جو تجویز سوچی وہ تمام تجویزون سے بہتر
تھی اور اُسکی مصلحت ہم نے دکھلا دی۔ ابتو مولوی بھی ہماری داد دینگے

دفعہ دہم مطاعن۔ اس نکاح سے حضرت پر یہ الزام لگتے ہین

(۱) اُنہون نے جس رسم کو مانکر زید کو اپنا بیٹا بنایا تھا۔ اور جس رسم کو
ایک مدت تک مانتے رہے تھے۔ اور جسمین کوئی خرابی نہ تھی اسکو محض
اپنی غرض نفسانیہ کی وجہ سے توڑا تاکہ آنپر سے الزام دفع ہو۔ حالانکہ اسکا
ایک جز اپنی غرض کے لئے ہمیشہ مانا کئے یعنی اُنکی جورو ان مسلمانون کی مائین
ہین۔ پر یہان ڈسکوری صاحب کے منہ مین زبان نہین کہ فرماوین "صرف
منہ سے کہہ دینا باہمی ناطہ رشتہ مین کوئی قادح امر نہین ہوسکتا باہمی رشتہ
ناطہ کے وقت نسب اور حقیقت کا اعتبار ہوگا۔ اور عقل بھی یہی چاہتی ہے"
جب محمد صاحب فرماتے ہین ازواجہ امہاتہم نہ معلوم اس وقت آپکی
عقل کہان چرنے چلی جاتی ہے۔

(۲) ایک عورت شوہر دار جسکا شوہر مثل فرزند کے آپ سے علاقہ محبت
رکھتا تھا۔ اس سے حضرت نے عشق لگایا۔

(۳) حضرت چاہتے تھے کہ زید زینب کو طلاق دے مگر دل کے خلاف

دکھانے کو زبان سے منع کرتے تھے۔

(۴) زید وفادار کی سادہ لوحی اور ناسمجھی سے ناواجب فایدہ اُٹھایا اور اُس سے وہ کرایا جو کوئی نہ کرتا۔

(۵) ان تمام باتون کو حضرت نے خدا کے حکم سے منسوب کیا اور خدا پر الزام لگایا کہ اُس نے اُنکو حکم دیا کہ زینب سے اسطرح نکاح کر لین اور خود نکاح خدا نے کر دیا۔ ایسی ناپاک باتون کو خدا سے منسوب کرکے سخت کفر کیا۔

ششم جویریہ کے حالات:۔ ایک زوجہ آپ کی "جویریہ بنت حارث تھین جویریہ کو ایک مسلمان نے لڑائی بنی مصطلق مین گرفتار کر لیا تھا۔ اوس سے اُس نے اقرار کر لیا تھا کہ کچھہ روپیہ لے کر مجھے ازاد کر دینا جویریہ نے آنحضرت سے اتنا روپیہ طلب کیا۔ آپ نے اُسکو مرحمت فرمایا اس عنایت کا معاوضہ اور اپنے رہا ہو جانیکا شکریہ جویریہ نے یہ ادا کیا کہ آپ سے عقد کر لیا جو ہین مسلمان تھے اُس عقد کا حال سنا کہنے لگے۔ اب بنی مصطلق پیغمبر خدا کے اعزا مین داخل ہین پس اُن سے اسی طرح پیش آنا چاہیے۔۔۔ چنانچہ قریب سو اسیرون کے مع عیال و اطفال رہا کر دیے" صفحہ ۲۱۰ اس کے حالات سید صاحب نے بڑے تصرف کیساتھہ بیان کئے ہین جسمین صرف حضرت کی فیاضی اور کرم دکھلانا منظور ہے مگر حضرت اس کو آزاد کر لینے کے قبل اس پر عاشق ہو چکے تھے۔ اور اسی واسطے آزاد کرایا تہا۔ کہ جورو بنائین کیونکہ "یہ عورت نہایت شیرین اور ملیح اور صاحب حسن وجمال اس درجہ مین تھی کہ جو اُسے دیکھتا فریفتہ ہوتا۔ عمر اس کی ۲۰ سال کی تھی" منہاج صفحہ ۶۶۹-۷۰ اسکو دیکھکر حضرت ضبط کیسے کر سکتے تھے بہی فریفتہ ہو گئے چنانچہ خود حضرت کی پیاری بی بی عایشہ سے منقول ہے کہ "رسول خدا ایک چشمہ آب پر میرے ساتھہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ ایک جویریہ پیدا ہوئی آتش غیرت میرے درمیان پڑی کہ مبادا

حضرت طرف اُس کے رغبت کرین اور سلک ازواج مین اپنے اُسے داخل
ایضاً یہ عورت بھی سن چکی ہوگی کہ اُسکے متاع حسن و جمال کا خریدار اس مار
مین کون ہے اور کون سب سے زیادہ قدر کرے گا چنانچہ وہ حضرت
کے پاس آئی اور بیان کیا کہ مین اسیر ہون - اور جسطرح علی خداے سے بیٹے
چھپے نہین ارتی حضرت بھی نام للہ عورت رہا نہین کرے - آپ کی
غرض اور ہے عشق مین مبتلا ہو چکے تھے اپنے دل کو آزاد کرتے ہین فرمایا
تیری مراد حاصل کرتا ہون ۔۔۔۔۔ اور تجھے اپنے حبالہ نکاح مین لاؤن"
ص۸۷ مگر ایک بات یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ عورت حارث سپہ سالار بنی مصطلق
کی دختر تھی اسکا باپ اسکا فدیہ دینے والا تھا - چنانچہ واقدی مین لکھا ہے
کہ وہ واسطے فدیہ دینے اپنی لڑکی کے آیا تھا - اور نکاح کرنا حضرت کا جویریہ
سے ناگوار ہوا مگر اُس کے قرابت دارون مین سے ایک نے عقد تزویج جویریہ
کا حضرت علیہ السلام سے کر دیا تھا - تب حارث نے اس بات پر اُس شخص کو سخت
ملامت کی" واقدی ص۲۰۳ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو بھی حارث کے آنیکا
اندیشہ تھا اور کہ وہ نکاح سے مانع ہوگا - فدیہ دے کر چھڑا لیجاوے گا اسوجہ
سے حضرت نے جلدی کی جھٹ سے نکاح کی ٹھہرائی اور جویریہ کے رشتہ
دارون کو اسیری سے رہائی کا وعدہ بشرط نکاح دے کر اُن کو نکاح کرنے
پر راضی کر لیا جس کو حارث نے نفرین کی نگاہ سے دیکھا - اور یہان سے
جویریہ کے لوگون کی رہائی کا سبب عیان ہے پس بنی مصطلق کے اسیرونکا
رہا ہونا یہ کوئی بڑی فیاضی نہ تھی اول تو یہ اُنکے خدمات کا صلہ تھا - یا نہ سہی
حضرت نے اپنی معشوقہ کا دل خوش کرنے کو یہ کیا ہوگا - اور اسمین کچھ اپنی
کا نقصان سے کیا کھویا - مال مفت دل بے رحم - مسلمانون نے اپنے سپہ سالار
محمد کی خوشنودی کے لئے یہ کیا اور ایسا ہوتا ہی ہے - مگر نہین اسمین

سی بڑا بھید تھا۔ حضرت کا سراسر فائدہ تہا۔ کیونکہ جویریہ کا صداق یعنی کابین مہر آزادی بنی مصطلق کے اسیرون کی گردانا۔ واقدی بھی لکھتا ہی کہ "رسول خدا صلعم نے جویریہ بنت الحارث سے نکاح کیا اور مہر اسکا یہ مقرر کیا کہ بعضے جو قوم جویریہ سے اسیر تھے۔ اُنکو رہا کر دیا اور یہ امر بعد آنے حارث کے ہوا" ۱۱۳ اور یہ شرط اول اس وجہ سے ہوئی کہ رشتہ دار اسکے نکاح مین عذر نہ کریں ورنہ باپ جویریہ کا سخت مخالفت پر تھا۔ دوئم مہر کے تاوان سے نجات پاوین سوئم عورت کا دل خوش کرکے اُس سے اپنا جی ٹھنڈا کرین۔ بہرحال نکاح تو کیا ہی تھا کچہ مہر بھی چاہئے۔ ایسی شیرین و ملیح حسین وجمیل نوعروس سپہ سالار بنی مصطلق کی بیٹی کا کچہ مہر ہونا وہ آزادی اسیران تہا۔ تعریف اس مین جویریہ کی ہے کہ اس نے اپنا مہر ایسا قبول کیا جسمین سبھا نہین چھوٹ گئین اور اُسکو اس سے کچہ حاصل نہ ہوا۔ محمد صاحب نے کیا کیا ؟ جورو بنا لیا اور بس۔ یہی اُنکی فیاضی ہے یہی اُنکی حاتمی !!!۔

وہم صفیہ کے حالات "مجاہدین مین سے ایک صاحب نے جنگ خیبر مین ایک یہودیا صفیہ نامے کو بھی گرفتار کر لیا تھا۔ اُسکو بھی آنحضرت نے اپنے جود و کرم کو کام فرما کر رہا کر دیا اور خود اُسکی خواہش سے اور اسکی رضا و رغبت سے اُس کے ساتھ نکاح کرکے اُسکو شرف زوجیت بخشا" ۱۱۴

"اسکی خواہش سے اور اسکی رضا و رغبت سے" اسکی کیا ضرورت تھی جو آپ تاکید کرتے ہین۔ ہم کو شبہہ ہوتا ہے شاید وہ جبراً جورو بنائی گئی۔ کل قرینہ اسی کا ہے تاریخ ہمارے ساتھ پڑھئے۔

دفعہ اول بیوہ ہونا۔ اصل حال یہ ہے کہ "صفیہ بنت حیی بن اخطب" بیوہ "پسر ابی عتیق تھی جسکا نام کنانہ تھا۔ وہ حضرت کے ہجو مین اشعار

کہتا تہا۔ اور وہ لوگون مین بڑا شاعر مشہور تہا۔ چنانچہ حضرت نے اُسپر چند اشخاص کو مقرر کرکے بہیجا تہا کہ انہون نے اُسکو قتل کیا تہا" واقدی صفحہ ١٥١-٣٤٣

دفعہ دویم۔ اسبکی جوانمردی قتل و تکذیب محمد

اُس کے باپ حیی بن اخطب کو بھی حضرت نے غزوہ بنی قریظہ کو اسیر ہونے کے ساتھ قتل کیا تہا۔ وہ واقعہ یون ہے کہ جسوقت حیی بن اخطب حاضر کیا گیا تھا۔ تو اُس سے رسول خدا صلعم نے فرمایا اے حیی کیا تجھکو خدا نے خوار نہین کیا" یہ بات قلبی تخی مقتل پر جلادیون طعنہ جگر ریش سناتا ہے اُس نے کہا "بڑی دلیری و تہور سے جو ایسے وقت مین قابل داد ہے "ہر ذی روح ذائقہ موت کا پانے والا ہے۔ اور میرے لئے بھی ایک وقت معین تھا کہ مین اُس سے تجاوز نہین کر سکتا" یہ قضا بقضا اسکو کہتے ہین حقیقی اسلام اسکا نام ہے۔ "اور تمہاری ضد و عداوت پر مین اپنی نفس کو ملامت نہین کرتا" یہ یہودی تہا۔ محمد صاحب کے بداخلاقیون اور خون ریزیون سے اُنکو دشمن خدا اور دشمن خلق خدا جانتا تہا۔ پس ضد و عداوت پر مستعد تھا۔ **اور مین آج وقت فراق دنیا کی گواہی دیتا ہون اس بات پر کہ تم کاذب ہو"** شاباش اے حیی! شاباش اے شہید راہ خدا!! شاباش اے اسرائیل کے پوت!!! دم واپسین کی شہادت ہے۔ اس شہادت پر حیی اپنے خون سے مہر لگاتا ہے۔ اگر چاہتا کلمہ کہکر اصحاب محمد مین داخل ہوجاتا۔ مگر نہین زبان اس کے دل کے مطابق ہے "اور بے شبہ مین تمہارا دشمن ہون پس حضرت علیہ السلام نے حکم اس کے قتل کا کیا" کچھ عبرت نہ حاصل کی ایسے صادق ناصح کا خون بہایا تاآنکہ وہ قریب احجار الزیت کے جو مدینہ مین بازار کی جگہ ہے مارا گیا" واقدی صفحہ ٢٩٥۔

برمزار ما غریبان نے چراغے نے گلے ٭ نے پر پروانہ باشد نہ صدائے بلبلے

صفیہ کے شوہر کو تو حضرت اُس طرح قتل کرا چکے تھے اس کے باپ کو
حضرت یوں سنگدلی سے آنکھوں کے سامنے قتل کراتے ہیں۔ جنکا خون
نکواسے مہر زمین سے پکارتا ہے!

دران لعل چو یا دم ہر اگذشت + تلخی و خوشی در تت در سا نم شد
مدانست ستمگر کہ جفا ہر ما کرد + بر گردن او بماند و بر ما بگذشت

دفعہ سیوم۔ اسلام صفیہ۔ صفیہ کو بیہ رسالت معلوم ہین۔ یہ دلایل نبوت
و آثار پیغمبری حضرت کے مشاہدہ کر چکی ہے۔ چنانچہ مورخ لکھتا ہے۔ کہ
جب حضرت کے پاس پہونچی "حق تعالے نے صفیہ کے دل پر رشد و ہدایت
القا کیا" حیف ہے۔ "تب انہون نے عرض کی یا رسول اللہ واللہ جب مین
مدینہ ہی مین تہی تو خواہش اسلام رکھتی تہی اور اسلام مجھکو خوش آتا تھا
بعد ازان مجھکو اسلام مین زیادہ رغبت ہوتی رہی" ہم کو یہ سب یقین
کرنا چاہئے۔ کیونکہ والتہ کے ساتھ ہے " اور یہودیون مین میرا کون
ہے نہ انہین میرا باپ ہے۔ نہ بھائی ہے کہ آپ نے میرے باپ اور
میرے چچا کے بیٹے اور میرے بھائی کو سب کو قتل کیا" مگر محمد صاحب
کو عبرت نہین ہوتی یہی باتین تو صفیہ کی رشد و ہدایت کا باعث ہوتی
ہین "پس ابتو اللہ اور رسول اور اسلام مجھکو محبوب تر ہین" ص ۲۱۵ سے
ایک آہ سے تو مر کے ہوا تھا جینا + پڑ گئی اور یہ کیسی میرے اللہ نئی
پرانی روشنی کے لوگ اس بات کی حقیقت سے زیادہ آگاہ تھے۔ چنانچہ جب
"ابو ایوب انصاری حضور مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے گئے تھے۔ تو اُنکے
خیال صفیہ سے حضرت کی نسبت اندیشہ ہوا کہ وہ سوتے مین اُن کو قتل
کرے گی۔ تب ابو ایوب حضرت کی نگہبانی کے لئے ساری رات در خیمہ پر
شب باش رہے۔" صبح کو حضرت نے ابو ایوب سے دریافت کیا۔ انہون
نے عرض کی کہ مجکو آپ پر صفیہ کی جانب سے خوف آیا کہ مبادا وہ آپکو
اپنے باپ کے عوض سوتے ہین قتل کرے اس لئے مین نے نگہبانی کی ہین

[illegible]

یہین شب بسر کی آنجناب علیہ السلام نے اُنکی تعریف و تحسین فرمائی"

دفعہ چہارم صفیہ کا حسن و جمال و حضرت کا عشق - یہ عورت بڑی حسینہ نوعروس ۱۷ برس کی تھی - جب صفیہ مدینہ مین پہونچی انصار کی نساؤن نے آوازہ اُسکی حسن و جمال کا سنا تھا واسطے تفرّج کے اُسکے پاس گئین" اور عایشہ بھی چھپ کر اپنی سوت کو دیکھنے کو گئی تھی - منہاج صفحہ

چنانچہ لکھا ہے" صفیہ خیبر کے اسیرون مین سے تھی - اور نوعروس ۱۷ برس کی پس ذکر کیا اُس کے حسن و جمال کا رسول خدا کے حضور پس پسند کیا اس جناب نے اسکو اپنے واسطے ... صفیہ اسیرون مین تھی اور دحیہ کلبی کے سہم مین آئین اور عرض کی لوگون نے حضرت سے کہ یا رسول اللہ وہ نہایت جمیلہ ہے اور سردار قبیلہ اور یہود کے شاہون سے ایک بادشاہ کی بیٹی ہے - ہارون پیغمبر کی اولاد مین سے مناسب یہ ہے کہ وہ مخصوص آپ سے ہون اور اصحاب کے درمیان مانند دحیہ کے بہت ہین - اور نیست مین صفیہ کی مانند کمیاب ... بعض روایتون مین آیا ہے کہ دحیہ کو حضرت نے صفیہ کے چچا کی بیٹی دی عوض مین صفیہ کے اور ایک روایت مین یون آیا ہے - کہ خرید فرمایا صفیہ کو دحیہ سے سات جاریہ دیکر"

منہاج صفحہ اور صفیہ کا یہ واقعہ تو بخاری مین ہے - پارہ دویم " جب قیدیون کو جمع کیا آیا دحیہ اور کہا اے نبی اللہ کے ان اسیرون مین سے مجھکو ایک لونڈی عطا کرو کہا لیلے پس اُس نے لیلی ایک لونڈی صفیہ بنت حیی پس ایک آدمی نبی کے پاس آیا اور کہا اے نبی اللہ کے تو نے دحیہ کو صفیہ بنت حیی سردار قریظہ اور نضیر کا دیدیا وہ سوا آپکے کسی کے لائق نہین - (اب تو منہ مین پانی بھر آیا) فرمایا بلاؤ اُسکو پس وہ لائی گئی - پہر جب نظر کی طرف اسکی (یعنی سر سے پاؤن تک تاڑا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے کہا دحیہ سے لیلے کوئی اور لونڈی بندیون مین سے پس آزاد کیا
نبی نے اس کو اور جورو بنا لیا اُسکو" پہر لکھا ہے کہ آزادی اسکی اسکا مہر تھا۔
دیکھو اس ۱۷ برس کی حسینہ وجمیلہ شاہزادی کو ایک حریف اڑائے لئے جاتا
تھا۔ حضرت نے تاڑا اور دحیہ کے ہاتہون سے بقول جنابؑ اپنے جود وکرم
کو کام فرما کر رہا کر دیا" واہ رے جود وکرم واہ!! حاتم کی گور پر لات مارنا اسی کو
کہتے ہین۔ بقول سعدی شیرازی۔ ؎

شنیدم گوسپندے را بزرگی۔ — رہانید از دہان ودست گرگے
شبانگاہ کارد بر حلقش بمالید۔ — روان گوسپند ازوی بنالید
کہ از چنگال گرگم در ربودی۔ — چو دیدم عاقبت گرگم تو بودی

ابوالفدا مین ہے۔ کہ "صفیہ سے رسول مقبول نے اپنا نکاح
کیا اور آزاد کر دینا اسکا مہر مقرر فرمایا" ص۱۳۳ بہر حال اسکو جورو بنایا اور اسکے
صلہ مین جو کچھ اُس سے کیا سلوک یا بدسلوک۔ اُس کے لئے ہم محمد صاحب
کی نبوت کے مشکور ہین۔ ہمکو یہ آزادی بالکل جویریہ کی آزادی معلوم ہوتی
ہے۔

دفعہ پنجم صفیہ سے جبراً صحبت۔ مگر آپکے سخن مین کہ حضرت نے
"خود اُسکی خواہش سے اور اُسکی رضا ورغبت سے اس کے ساتھ نکاح کیا"
اس مین کلام ہی قرینہ اس کے خلاف ہے کیونکہ روضۃ الاحباب جلد اول
ص۵۹۵ مین ہے " چون بمنزلے رسیدند کہ از اتبار میگفتند واز انجا تا خیبر
شش میل راہ است خواست کہ با دے زفاف کند صفیہ راضی نشد امتناع
نمود چنانچہ حضرت ازوی در غضب رفت وچون بمنزل صہبا رسیدند
با ام سلیم مادر انس گفت کارسازی وے بکنید کہ امشب با دی زفاف خواہم
کرد ام سلیم بموجب فرمودہ او را انجیہ بود موے سر وے شانہ کرد و او را

خوش بوے ساخت ام سلیم گوید صفیہ زنے بود نہایت جوان چنانچہ
درانوقت هنوز هفتده ساله بود وزینت وزیور ویرا می براز ید
باو گفتم چون پیغمبر صلعم پیش تو آید برخیزی و اقبال نمائی بروے و امتناع
نه نمائی صفیہ قبول نموده و دران منزل حضرت باوے زفاف نمود" یہ اچھی
ام سلیم تھی جوان جوان عورتون کو اس عورتین اور خوشبو پسند کرنے
والے نبی سے بناکر سنگار کراکر ملایا کرتی تھی ایسی عورتون کو کٹنی کہتے ہین
مگر بٹالہ کے مولوی کی زبردستی بھی قابل داد ہے آپ فرماتے ہین -
"آنحضرت صلعم نے حضرت صفیہ کے جمال باکمال کے شوق سے اُنکے
نکاح نہین کیا بلکہ صرف اُنکی درخواست سے" ص۱۸۷ "یہ ہوتا تو اونکے ہوتے
اسی سال دو بوڑھیا عورتون (ام حبیبہ رضہ و میمونہ رضہ) سے آپ کا نکاح ہرگز
نہ ہوتا" کہ کس درجہ حضرت صفیہ پر شیدا تھے - اور کیسی کیسی بے صبری
کرتے تھے اور ام سلیم کی مدد لیتے تھے - اور مطلق نہ خیال کرتے تھے کہ یہ
عورت جسکے عزیز و رشتہ دارونکا خون ابھی زمین پر سوکھا بھی نہین ذرہ
دم لینے پاوے کچھ تو ہم دکھلا چکے اور کچھ اور آگے دکھلاوین گے - ام حبیبہ
اور میمونہ کا حال آئندہ آوے گا - کہ کس غرض سے اُن سے نکاح کیا تھا -
دیکھو پہلی منزل تک تو یہ صفیہ حضرت سے راضی نہ ہوئی اور کہہ چکی تھی
آپ نے میرے باپ اور چچا کے بیٹے اور میرے بھائی سب کو قتل کیا"
بیچاری اپنے باپ اور بھائی کے شوہر کے قاتل سے راضی ہوتی کیسے اور
جب حضرت خیمہ مین اُس کے ساتھ رات بسر کرتے ہین تو ابوایوب پہرہ
لگاتے ہین مبادا وہ حضرت کو اپنے باپ کے عوض سوتے مین قتل کر ڈالے
اور اسی کو جناب فرماتے ہین وہ خود صفیہ کی خواہش سے اور آنکی رضا و رغبت
سے اُنکے ساتھ نکاح کیا" شاید رضا و رغبت کی تعریف الی آخرہ ...

ہین آپ بھی کرتے ہین ۱۲ اسکو زنا بالجبر کہتے ہین مگر آپ اُسکو جود وکرم کو کام فرمانا" کہیے جاوین یا کچھ اور کہین زبان آپکی ہے۔

پا نزدہم۔ میمونہ کا حال "میمونہ جنسے آپنے مکہ مین عقد کیا تہا آپکی عزیزہ تھین اور پچاس برس سے زیادہ انکا سن ہوچکا تہا اُنکا نکاح جو آپ کے ساتھ ہوا تو ایک فایدہ تو اس سے یہ ہوا کہ ایک غریب رشتہ دار کی گذران کیصورت نکل آئی دوسرا فایدہ یہ ہوا کہ دو مشہور ومعروف شخص اسلام کے شریک ہوگئے یعنی عبد اللہ ابن عباس اور خالد بن ولید" صلا۲

دفعہ اول میمونہ کے رشتہ دار۔ نکاح میمونہ سن سات ہجری مین ہوا اگر دراصل میمونہ کی عمر ۵۰ برس کی تھی تو حضرت اس وقت اچھی خاصی ساٹھ سو باہٹی تھے کیا بُرا جوڑا تہا۔ حضرت کی جورؤن مین انُ سے زیادہ عمر والی کوئی نہ تھی۔ مگر بڑہی یہ بھی نہ تھین اُنکے حسن وجمال اور کاٹھی اور طبیعت کا حال حضرت کے سخن سے عیان ہے چنانچہ محمد حسین اپنے خطبہ مین ص۳۳ نقل کرتے ہین "آپ نے اپنی ازواج مطہرات ام سلمہ اور میمونہ کو ایک نابینا سے پردہ نہ کرنے اور یہ عذر کرنے پر کہ وہ اندہا ہے یہ فرمایا کہ کیا تم بھی اندہیاں ہو کیا تم اس کو نہین دیکھتین" حضرت کو فتنہ کا اندیشہ تہا۔ میمونہ کی ماں کا نام ہند تھا۔ اسکی کئی بیٹیان تھین سب حسن وجمال کے لیئے مشہور۔ بیٹیان ۸ تھین مگر داماد ۹ ہوئے۔ ایک داماد اُس کے عباس تھے ایک جعفر بن ابی طالب ایک ابوبکر تھے۔ اور ایک حضرت بھی اس کے داماد تھے۔ کیونکہ اسُ کی ایک بیٹی اسما بنت عمیس جو مشہور صاحب حسن وجمال تھی یکے بعد دیگرے جعفر اور ابوبکر اور علی سے بیاہی گئی۔ اور ولید بن مغیرہ خالد کا باپ بھی اسکا ایک داماد تھا اور خالد میمونہ کا سگا بہانجہ تہا۔ منہاج جلد ۲ ص۳۵۳ یہ ہنو اس سے لکھا مبادہ

ہمارے سید صاحب کہتے ہین کہ میمونہ بیوہ مال وارث ور بے پدر مادری ہو رہی
پھرتی تھی اور حضرت نے جو دو کرم کو کام فرمایا" مولوی محمد حسین کہتے ہین
میمونہ کے نکاح سے بیوہ پروری کے علاوہ ایک عجیب ولطیف حکیمانہ پولیٹکل
پالیسی مدنظر تھی حضرت میمونہ مکہ والے مخالفون اور آن حضرت صلعم کے جانی
دشمنون کے اقربا سے تھین ۔ ۔ ۔ آن حضرت عمرۃ القضاء کے لئے مکہ مکرمہ
مین پہونچے۔ تو آپنے میمونہ کو نکاح کا پیام بھیجا حضرت عباس رض نے آن
حضرت صلعم سے انکا نکاح کردیا جب عمرہ سے فارغ ہوے اور تین روز
مدت قیام مکہ کی گذر گئے تو کفار مکہ اخراج کے خواہان ہوے میمونہ کے رشتہ دار
آن حضرت کے پاس آکر بولے ہم آپ کو عہد یاد دلاکر کہتے ہین کہ آپ مکہ
سے نکل جائین۔ اب تین دن عہد کے گذر گئے ہین۔ آن حضرت نے پولیٹکل
مصلحت کا بھرا ہوا۔ یہ کلمہ فرمایا کہ مین نے تمہاری قوم مین سے ایک عورت
سے یہان نکاح کیا ہے۔ مین اس سے زفاف چاہتا ہون۔ اس کلام معجز
نظام اور اس پالیسی پولیٹکل مصلحت کی بھری ہوئی نے اس وقت ان لوگون
پر اثر نہ کیا" صفحہ ۱۸۹ و ۱۹۰ یہ تو معلوم ہے کہ نہ یہ عورت محتاج تھی نہ بے والی
وارث۔ جمال کی رو سے یہ خاندان مشہور تھا۔ عمر کے لحاظ سے حضرت سے ۱۰
بارہ برس کم۔ پولیٹکل پالیسی بھی اس نکاح سے یہ منظور تھی کہ مکہ مین قیام کرنے
اور نقض عہد کرنے کا حیلہ ہاتھ لگے۔ پس ہم خرما و ہم ثواب کا مضمون تھا۔ اور
صفیہ کے بعد اس عورت سے نکاح کرنا بے محل نہ تھا۔ اور نہ پلاؤ قورمہ والی
تقریر آپ کو زیب دیتی ہے میمونہ کو جو کی سوکھی روٹی "کھنا بیجا تھا حضرت
کبھی کبھی یہ بیسنی روغنی روٹی بھی کھا لیتے تھے۔ کوئی نعمت کا محل نہین۔ رہی
یہ بات کہ عبداللہ اور خالد مسلمان ہو گئے تو یہ بھی امید کی جاتی ہے کہ میمونہ
کا بھانجہ یا بہنوئی حضرت کا بھانجہ یا ہم زلف بننے کے واسطے جو کچھ کرتے ہو

تھوڑا تھا ۔ اتو حضرت عرب کے بادشاہ تھے ۔ساٹون سرون کی کیا کمی تھی ۔

دفعہ دو یم ہبہ نفس ۔مگر ان بی بی کے نکاح کی کیفیت قابل شنیدہے اُنہون نے اپنا نفس حضرت کو بخش دیا تھا ۔ یہ نفس بخشی مسلمانون کو اب نصیب نہین یہ خاص حضرت کی ذات کی رعایت تھی ۔ بلا مہر جس عورت کو چاہین لے سکتے تھے ۔میمونہ نے اپنا نفس حضرت کو یون بخش دیا اور آیت ہبہ نفس اس پر نازل ہوئی تھی احزاب غ منہاج ۲ ص۲۷۹

ہبہ نفس قبل نزول آیت ہبہ کے لوگون کو کیسا معلوم پڑتا تھا ہم ازواج محمد صاحب کی شہادت اسپر پیش کرتے ہین "کلینی بسند حسن از امام محمد باقر روایت کردہ است کہ زنے از انصار بخدمت رسول آمد خود را مشاطگی کردہ جامہاے نیکو پوشیدہ دران وقت حضرت بخانہ حفصہ بود پس گفت یا رسول اللہ اگر ترا بمن حاجت است نفس خود را بتو می بخشم اگر قبول کنی مرا پس حضرت او را دعاے خیر کرد حفصہ ان زن را ملامت کرد و گفت چہ بسیار کم است حیاے تو و چہ بسیار جرات می نمائی و حرص بر مردان داری" حیات القلوب ص۴۹۵

اسی طرح کئی عورتون نے اپنا نفس رسول کو بخشا ۔ یہ میمونہ بی بی ایسی ہی تھین ۔ اور حفصہ نے جو کہا لاریب حق ہے سر مو خلاف نہین اگر اج کسی مسلمان کی بیٹی اپنا نفس کسی کو اسطرح بخش جاوے تو وہ وہی کہے گا جو حفصہ نے کہا تھا ۔

دفعہ سیوم ازواج حضرت کی بدگمانی ۔ہم ماریہ کا حال جس سے سید صاحب نے قطعی انکار کیا ہے آگے لکھین گے مگر یہان میمونہ کا حال کچھ اور لکھتے ہین تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جاوے کہ حضرت کی عورتین کیسا اُن کو بے اعتبار سمجھتی تھین اور کس کس ملت کی حرکتین عورتون کے بارہ

مین حضرت سے روز سرزد ہوتی تھین کہ انکا خیال حضرت کی نسبت ایسا ہوگیا تھا ۔ میمونہ سے مروی ہے کہ کہا ایک شب میری نوبت کی شبون سے رسول اللہ میرے پاس سے باہر گئے اُٹھی مین اور دروازہ کو مین نے بند کیا ایک لحظہ کے بعد پھر آئے دروازہ کو نہ کھولا مین نے حضرت نے مجھے قسم دی کہ دروازہ کھول ۔ مین نے کہا یا رسول اللہ میری نوبت کی شب دوسری بیبیون کے گھر مین جاتے ہو فرمایا ایسا نہین کیا مینے ۔ ولیکن قضائے حاجت کے واسطے مین گیا تھا " منہاج صـ ۲۶۳ پڑے پڑے چپکے سے چپکے آپ قضائے حاجت کیواسطے جاتے ہین ۔ اور یہ بھی سچ ہے اور میمونہ کا کہنا بھی ۔ حضرت نے اُمت کو بھی حکم دیدیا ہے کہ جورو کو خوش کرنے کی غرض سے جھوٹ بولنا مباح ہے ۔ ہم سے خدیجہ کے باب مین کہا جاتا ہے کہ حضرت نے اس کے ساتھ پاکبازی سے ایک مدت گذاری ہمین کیسے اعتبار آئے نہ معلوم کس کس طرح اور کب کب حضرت قضائے حاجت کر آئے ہون گے ۔ اور اس بیچاری کو خبر نہ ہوئی اور کیا عجب جو خبر بھی ہوئی ہو اور اس نے بقول شخصے از خوردان خطا از بزرگان عطا ٹال دیا ہو ۔

فصل ششم حالات مزید ۔

ہمارے سید صاحب نے اس قدر حضرت کی بیبیان گنائی ہین ۔ اور انکے حالات مین بھی وہ قطع برید کی کہ نہ حضرت کی شکل اصلی پہچانی جاتی ہے ۔ نہ انکی بیبیون کی ۔ اور خاتمہ مین آپ فرماتے ہین "حضرت نے جو نکاح کئے تھے انکی یہ حقیقت ہے " ہم بھی اپنے بیان کی طرف اشارہ کر کے بھی کہتے ہین ۔ مگر حضرت کی عشق بازی کی داستان طول ہے ۔ اور ہمارے سید صاحب کو اختصار موجب اختصار منظور تاہم کچھ حالات

مشتے نمونہ اورعورات کے جن کو نیم جورو ع وہ کونسے گلروہین جو ہم نے
نہین گہور سے کہنا چاہیئے مدارج النبوۃ سے نقل کرکے سناتے ہین تا کہ
ہمارے مخاطب کی پالسی حمایت شارع اسلام مین طشت ازبام ہو۔
حضرت کی نیم جوروین - اٹ بیٹی فحاک کلابیہ کی تھی جس نے دنیا کو اختیار
کیا "یہ حضرت کی جورو ہوئی تھی - آخر چھوڑ کر نکل گئی - اور چونکہ حضرت نے
اس قسم کی عورتون کی روک کے لئے کہ بہاگ نہ جاوین اپنی جورون کو
مسلمانون پر حرام کیا تھا - پس اس کو کسی نے نہ پوچھا کوئی اس سے
نکاح نہ کرسکا آخر انتہا درجہ کے افلاس مین مبتلا ہوئی خرما کی گھٹلیان
اور اونٹ کی منگنیان چن چن کر گذران کرتی تھی - منہاج ص۸۴۴
۲۔ اسماکندیہ ہے - کہ اس کو جونیہ کرکے کہا ہے "جب حضرت نے اُسے
بلایا اپنے نزدیک ابا لائی وہ عورت اور سرکشی کی" وہ جب لائی گئی جونیہ
اور اتاری گئی اس نخلستان مین . . . . اسے حضرت پاس اُس کے فرمایا
ہتیا کر اپنی ذات کو واسطے میرے کہا - اُس نے آیا آمادہ کرتی ہے ملکہ
اپنی ذات کو فرومایہ لوگون کے لئے" اُس عورت کا باپ نعمان پیشوا
اور سردار اہل کندہ کا تھا " یہ عورت عزت دار اور باعصمت معلوم ہوتی ہے
حضرت نے چاہا کہ اس سے صحبت کرین - عورت نے اپنا حسب ونسب
بیان کرکے اُنکو قایل کرنا چاہا اور گویا کہا کہ اے بڈھے نفس پرست کیا زیبا
ہے کہ مجھ سے ملکہ شریف نسب تجھ سے فرومایہ کو اپنی آبرو دے ڈالے حضرت
کو فرومایہ اس نے شاید اس قرینہ سے کہا ہوگا - کہ باوجود دعوے نبوت
پرائی بیٹیون اور شریف زادیونکو خراب کرنا چاہتا ہے - مگر حضرت پر یہ
زجر کچھ اثر پذیر نہ ہوا بلکہ مکرر از کیا حضرت نے اپنے دست شریف (کیا
موضوع لفظ ہے ! یہ تو تبت یدا پڑہنے کا محل ہے) کے تئین تا کہ

پکڑ لین اُس کے ہاتھ کو اور ساکن ہوئے وہ" شہوت سے حضرت اس وقت مغلوب ہیں اس کی نصیحت نہیں سنتی اپنی فرومائگی نہیں دیکھتے زبردستی کرتے ہیں۔ وہاں کوئی پولیس نہیں تعزیرات ہند نہیں جو بے کسوں کا چارہ ہے" بولی وہ اعوذ باللہ منک" اللہ کی پناہ تجھسے نفس سرکش بے حمیت درکہ ضلالت میں بھی اللہ کے نام سے کانپ جاتا ہے۔ اُس کی پاکدامنی وعصمت اُس کی زجر و توبیخ اور نام خدا نے حضرت کے دلکو ہلا دیا۔ شہوت کا غلبہ زائل ہوا۔ ایکے اور اُس کے نفس کی خباثت اور شرافت کی نامناسبت نے چونکا دیا" حضرت نے اُسے فرمایا پناہ ڈھونڈھی تونے پناہ گاہ عظیم سے پس باہر آئے حضرت" اپنا سامنہ لئے ہوئے۔ چند ساعت ضمیر کے ڈنک سے خستہ وپر آشوب اور عورت کی آبرو رہگئی۔ منہاج ۸۷۸۷۰۰۸۷۷

۳" ایک اور امرأۃ تھی ملکہ بنت کعب" روضۃ الاحباب میں لاتا ہے کہ جب حضرت نے خلوت کی اُس سے اور جب پوشش اس سے دور کی دیہ بے حیائی کے حالات حضرت نے خود ہی بیان کئے ہوں گے سپیدی ایک نظر پڑی اس سے متنفر ہوئے اور فرمایا کہ لباس اپنا پہن اور طرف اپنے اہل کے ملحق ہو" منہاج النبوۃ ۸۸۸

۴" شراف دحیہ کلبی کی بہن تزویج فرمایا حضرت نے اُسے پس موئی وہ پیش از دخول"

۵۔" لیلی بنت خطیم تزویج فرمایا اس کو اور تھی یہ عورت غیورۃ" اس عورت نے حضرت سے طلاق لے لی تھی۔ غیرت دار عورتیں حضرت کے پاس نہیں رہ سکتی تھیں۔ اُن عورتوں میں جو حضرت نے قبول کیں شاید ایک شروع میں باغیرت تھی۔ یعنی ام سلمہ مگر حضرت نے دعا جسکے

اس کی غیرت خدا سے دور کرا دی جسکا ذکر ہم اوپر کر چکے ہین - ایک یہ عورت بھی غیرت دار تھی شاید حضرت کی دعا اُس کے حق مین مستجاب نہین ہوئی اس لئے اسکو طلاق لینا پڑا - اسکا قصہ طلاق یون مرقوم ہے کہ "لیلی اپنی قوم کے پاس گئی اور انہون نے اسکو آگاہ کر دیا کہ تو ایک عورت سے غیور اور محمد بہت سے قبیلے رکھتا ہے تو غیرت سے جل گی اور باتین کریگی - اور وہ قہر مین آویگا - اور تجہپر بد دعا کرے گا - اور دعا اُسکی مستجاب ہے جا طلب فسخ نکاح کر" یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے اخلاق اپنی عورتونکے ساتھ کیسے تھے - چنانچہ اس عورت نے حضرت سے طلاق لیا مگر قسمت بُری نہ تھی اُس کو شوہر مل گیا - کوئی غیر مسلمان ہوگا - جسپر حضرت کی جورؤین حرام نہ تھین - منہاج النبوۃ ص۳۶۵

۶ - ایک عورت تھی مرہ بن عوف بن سعد" حضرت نے اُسکی خواستگاری کی تھی مگر اس کے باپ نے بہانہ کیا کہ وہ لڑکی برص رکھتی ہے آپکے لائق نہین - مسلمان کہتے ہین - چونکہ لڑکی بچانے کے لئے باپ جہوٹھ بولا حضرت کی کرامت سے لڑکی مبروص ہوگئی - منہاج النبوۃ ص۳۶۸

۷ - ایک عورت ام ہانی تھی جس سے زمانہ جاہلیت مین حضرت کی آنکھ لڑی تھی یہ آپکے چچا ابو طالب کی صاحبزادی تھی اور آپکے بھائی و جانی حضرت علی کی ہمشیرہ - مگر حضرت کو یہ نہ ملی چچا نے بیٹی کسی اور کو دیدی - بعد مدت یہ پھر قبضہ مین آئی تھی - جب گود مین اُس کے ننھے بچے تھے - حضرت سے اُس نے عذر کیا نکاح سے - حضرت نے منظور فرمایا - ذکر اس کا پہلے ہو چکا - واضح ہو کہ ہمنے مدارج النبوۃ سے ان سات عورتونکا ذکر کیا ہے اور یہ سات علاوہ اُن گیارہ یا پندرہ کے ہین - جو ازواج محمد مین داخل سمجھی جاتی ہین - اور یہ سات "اُن بیس ایک یا زیادہ" عورتون مین سے

ہین جنکو حضرت نے وقتاً فوقتاً علاوہ ازواج مطہرات کے تاڑ رکھا تھا۔ منہاج صـ۴۸۲

فصل ہفتم۔ حضرت کی لونڈیان

علاوہ ان کے حضرت کی لونڈیان ہین جنکا مطلق ذکر ہمارے سید صاحب نے نہین کیا۔ بلکہ یہ بھی کہدیا ہے کہ ہمارے فقہانے لونڈیان رکھنے کو جائز قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ فعل آنحضرت کے احکام کی اصل منشا کے خلاف ہے تاہم اسپر مخالفین اسلام نے نہایت سخت طعن کیا ہے" صـ۲۱۸ مگر مدارج النبوۃ والا نہیں مانتا وہ صحیح تاریخ جس کی تائید ہر سیرۃ محمدی سے بجز جناب کی کتاب کے ہوتی ہے۔ حضرت کی چار لونڈیان بھی گنتا ہے صـ۴۸۲ ہم یہان دو کے حال تحریر کرتے ہین۔ جن کے حالات سے آپنے خاص طور انکار کیا تھا۔

اول "ماریہ" بنت شمعون قبطی یہ کنیز سیید پوست صاحب جمال تھی مسلمان ہوئی تھی۔ حضرت ملک یمین کر کے اُسی تصرف مین لائے تھے۔ اور اس سے محبت رکھتے تھے ایسی کہ حضرت عایشہ صدیقہ اُس پر رشک کرتی تھین اور ابراہیم بن رسول اللہ اُس سے پیدا ہوا اور بھی مدینہ مین واسطے اس کے گھر تعمیر کیا گیا اب اُس جگہ کو مشربہ ام ابراہیم کہتے ہین" منہاج صـ۴۸۳ ایسی کنیز ماریہ جس کے عشق مین حضرت اس درجہ مبتلا تھے۔ کہ اُنکی محبوبہ عایشہ بھی رشک کرتی تھی حضرت نے ازواج محمد صاحب کے زمرہ مین اسکا ذکر تک نہین کیا۔ اور ہم کو دو ایک عورتین ضرورت سے زیادہ مذہبی کر کے دکھلائین۔ اور حضرت کی "جود و کرم" کا راگ الاپا۔ پس اب آپ کو کوئی چارہ نہین آپ اس سے انکار کر جائین۔ آپ بری روش اختیار کیے ہوئے ہین۔ مولانا حالی کا سخن کتنا راست آرہا ہے۔ "نہین ہو جو ٹھہ

کو پیچ کر دکھاتا۔ انہین سچون کو جھٹلانا پڑے گا۔

دفعہ اول تحریم ماریہ کا قصہ ۔ سید صاحب اپنی انگریزی کتاب مین فرماتے ہین۔ کہ "جو حکایت حفصہ اور محمد کے خانگی تنازع کی درباب ماریہ قبطیہ میور سپرنگر اور اوس برن نے کچھ مزا لیکے بیان کی ہے۔ از سرتا پا جھوٹھ محض اور از راہ بغض کے ہے۔ یہ روایت جس کو تمام معترز مفسرین قران باطل ٹھرا چکے ہین۔ فی الحقیقت بنی امیہ یا کسی عباسی عیاش کے زمانہ مین بر بنائے ضعیف ترین سند ایجاد کی گئی۔ اور ان عیسائی نکتہ چینون نے بنی کو متہم کرنے کی غرض سے بڑی حرص کے ساتھ اسکو قبول کیا ہے۔ آیت قران جو خیال کی گئی ہے۔ کہ اس واقع کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ دراصل ایک مختلف معاملہ سے علاقہ رکھتی ہے محمد نے بچپن مین جب وہ اپنے چچا کے گلے چراتے تھے۔ شہد کا شوق پیدا کر لیا تھا۔ جو اکثر زینب کے پاس سے آتا تھا۔ حفصہ اور عائشہ نے انکے شہد چھڑانی کی سازش کر لی اور وہ ان سے قسم لینے مین کامیاب ہوگئین کہ پھر کبھی شہد نہ چھوئین مگر جب قسم کھاچکے دل مین خیال آیا مین محض اپنی جورون کو خوش کرنے کی غرض سے ایک چیز کو حرام ٹھرائے لیتا ہون جس مین کوئی امر حرام نہین انکی ضمیر نے اس کمزوری کی بابت ان کو سخت ملامت کی اور تب یہ آیت نازل ہوئی اے بنی کیون حرام ٹھراتا ہے۔ جس جسے خدا نے حلال ٹھرایا چاہتا ہے۔ خوشنودی اپنی جورون کی۔ زمخشری" صفحہ ۳۳۴

ہمکو دکھلایا جاتا ہے کہ کبھی "ضمیر" بھی حضرت کو سخت ملامت کرتا تھا اور وہ بھی شہد کے ترک پر۔ ہم یہ انکار نہین کرتے کہ حضرت نے کبھی شہد کو اپنے اوپر قسماً حرام ٹھرا کر قسم نہین توڑی مگر ہان یہ بھی کہتے ہین۔ کہ وہ قصہ جو میور اور اسپرنگر اور اوس برن نے ماریہ قبطیہ کا بیان کیا ہے از سرتا

باحق ہے اور اس کو جھوٹھا کہنے والے جھوٹے ہین - ذرہ صبر کے ساتھ
تاریخ ہمسے پڑھو -

دفعہ دویم نص قرآن - رہی قرآن کی آیت کہ اس کا شان نزول کیا ہے کسی نے شہد کے واقعہ کو قیاس کیا کسی نے ماریہ قبطیہ کو یا کسی نے کسی اور واقعہ کو - کیونکہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنا حضرت کی زندگی کے واقعات مین بکثرت ہے - اس لیئے منہاج والا ان تمام قصون کو نقل کرکے کہتا ہے "قسم کی سرور عالم نے اور ان اقوال کے جمع ہونے مین کہا ہے کہ شاید یہ تمام امور اسباب ایلا ہوئے ہون" منہاج جلد ۲ ص ۹۵۲

پس بہرحال واقعہ سب سچ ہین اور تاریخ محمدی مورخین ومسلمین کی لکھی ہوئی اسپر شاہد ہے - آیت پر کوئی جھگڑا نہین - مگر مین قرآن کی وہ آیت پوری پوری نقل کیئے دیتا ہون کیونکہ حکیم نورالدین صاحب حکایت کرتے ہین کہ "پادری لوگ آیت تو نہین لکھتے صرف اعتراض کرتے ہین" اچھا صاحب اب کی آیت لین اور اس کے ساتھ اسکی تفسیر بھی - تاکہ آپکو معلوم ہو کہ ماریہ قبطیہ کی کیفیت سے وہ نہایت چسپان ہے - سورہ تحریم کا شروع یہ ہے "اے نبی تو کیون حرام کرے جو حلال کیا اللہ نے تجھپر چاہتا ہے - رضامندی اپنی عورتون کی اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ٹھہرا دیا - اللہ نے تمکو کھولڈالنا اپنی قسمون کا اور اللہ صاحب ہے تمہارا اور وہی ہے - سب جانتا حکمت والا اور جب چھپاکر کہی نبی نے اپنی کسی عورت سے ایک بات پھر جب اس نے خبر دی اس کو اور اللہ نے جتادیا نبی کو اور یہ جتائی نبی نے اس مین سے کچھہ اور ٹلادی کچھہ پھر جب وہ جتایا عورت کو بولی تجھکو کس نے بتایا کہا مجھکو بتایا اس خبر والے واقف نے اور اگر تم دونون توبہ کرتیان ہو تو جھک پڑے ہین دل تمہارے اور اگر دونون چڑھائی کرو

گیا ان اس پر تو اللہ ہے۔ اسکا رفیق اور جبرئیل اور نیک ایمان والے اور فرشتے اس پیچھے مددگار" اب کوئی حضرت سے پوچھے کہ ترک شہد پر عورتوں کی رضامندی کیسی؟ عورتوں کو شہد ترک کرا دینے سے غرض کیا انکو کیا ملتا تھا۔ "کیون حرام کرے جو حلال کیا اللہ نے تجھپر چاہتا ہے رضامندی اپنی عورتوں کی" پس یہ ماریہ کا قصہ ہے۔ عورتوں کو ایک سوت سے چھٹکارا پانے کی غرض تھی وہ چاہتی تھین۔ کہ حضرت پر اُسے حرام کرا دین ان کے خوش کرنے کو ایک پکڑے کے موقع پر حضرت نے اُسے حرام کر لیا تھا۔ اب پشیمان ہوئی اور حرام کو حلال کرتے ہین۔ اور پھر یہ جو وارد ہوا۔ "جب چھپا کے کہی نبی نے اپنی کسی عورت سے ایک بات" بھلا حرمت شہد سے اسکو کیا مناسبت وہ کیا راز تھا کہ جس کے فاش ہونے سے بھانڈا پھوٹ جانیکا ڈر تھا۔ یہ راز وہی تھا۔ کہ حفصہ نے حضرت کو ماریہ کے ساتھ چوری سے اپنی باری مین کچھہ ناکرونی کرتے پکڑا تھا۔ حضرت اس کو چھپاتے تھے۔ مگر فاش ہوگیا۔ اور پھر یہ جو وارد ہوا "اور اگر دونون چڑھائی کرو گیا ن اس پر تو اللہ رفیق ہے" اس کے کیا معنے۔ حرمت شہد کو یا اس کی علت کو عورتوں کی چڑھائی سے کیا تعلق حضرت چاہین شکون شہد پی لین جو بولن کو اس سے غرض نہین۔ حفصہ اور عائیشہ کو کیا شامت تھی کہ عسل کے دوبارہ حلال کر لینے سے وہ حضرت پر دہ یورش کرین۔ کہ انکو سوا ء اللہ و جبرئیل کے کوئی رفیق نہ ملے۔ حضرت یہ سب کچھہ وہی ہے کہ حفصہ و عائیشہ کو معلوم ہوگیا کہ حضرت اُنکی باری مین چھپ کر ماریہ قبطیہ سے صحبت کرتے تھے۔ انکو منع کر دیا کہ تم چپ رہو اب آج سے ماریہ مجھپر حرام ہے مگر۔ ع نہان کے ماند آن رازی کزو سازند محفلہا + عورتون کے دل مین بات نہ رہ سکی۔ اُنہون نے راز فاش کر دیا حضرت شرمندہ و خفیف ہوئے چوری کہل گئی سادھر ماریہ

کے عشق نے بھی زور کیا آپ نے قسم توڑ ڈالی۔ جوروں نے چڑھائی کی بری گت بنائی۔ بجز اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ آسمان سے آیت نازل کرائیں اور جوروں کو دھمکائیں۔

دفعہ سوم معتبر مفسرین - اب ہم آپکو "معتبر مفسرین قرآن" کی بھی سنائے دیتے ہیں۔ تفسیر کبیر امام فخرالدین رازی میں یہ قصہ موجود ہے۔ تفسیر کشاف علامہ زمخشری میں موجود ہے۔ تفسیر بیضاوی میں موجود ہے۔ تفسیر مدارک میں ہے۔ اور پھر مشہور و معروف تفسیر جلالین میں جو نہایت ہی معتبر اور مشہور تفسیروں میں شمار کی جاتی ہے اور درسی کتابوں میں شامل ہے اور بوجہ اختصار کے صحیح سے صحیح روایات پر حاوی ہے صرف اسی ماریہ کا قصہ نقل ہوا ہے اور صاحب تفسیر حسینی شہد والے قصہ کو بیان کرکے ماریہ کا قصہ اس وثوق کے ساتھ لکھتے ہیں "در روایت اشہر آن است در روز نوبت حفصہؓ و بخانہ وے رفتہ وے باجازت آن حضرت بدیدن پدر رفتہ بود ماریہ قبطیہ را طلبیدہ و بخدمت خود سرفراز ساخت حفصہ بران مطلع شدہ اظہار ملال کرد حضرت فرمود کہ اے حفصہ راضی نیستی کہ اورا برخود حرام گردانم گفت ہستم یارسول اللہ فرمود کہ این سخن نزد تو امانت است باید کہ باکس نگوئی او قبول کردہ چون حضرت از خانہ وے بیرون آمد فی الحال حفصہ این سخن را باعائشہ درمیان نہاد و مژدہ دادہ کہ بارے از قبطیہ خلاص یافتیم و چون آن حضرت بخانہ عائشہ آمد ازین حکایت بہ کنایت رمزے بازگفت و این سورہ نازل شد کہ چرا حرام میکنی انچہ خدای تعالے بر تو حلال ساختہ یعنی ماریہ و سوگند میخوری" اب یہ بھی یاد رہے کہ حسینی اس روایت کو "روایت اشہر" کہتا ہے۔ اور اسی کی بابت آپ فرماتے ہیں کہ "تمام معتبر مفسرین قرآن باطل ٹھہرا چکے ہیں" اور آپ طنزاً فرماتے ہیں

کہ "عیسائی نکتہ چینیوں نے نبی کو متہم کرنے کی غرض سے بڑی حرص کے ساتھ اس کو قبول کر لیا ہے" خیر یہ تو بچارے عیسائیوں کا قصور ہوا تو کیا اب آپ کے ناظرین اس سے یہ بھی سمجھیں کہ تفسیر کبیر و تفسیر کشاف و تفسیر بیضاوی و تفسیر مدارک و تفسیر جلالین و تفسیر حسینی کے معزز مصنفین نے بھی اسی غرض سے اس قصہ کو قبول کر کے "روایت اشہر" ٹھہرا دیا ہے۔ کیا عیسائیوں نے ان بزرگوں کو رشوت چٹا دی؟ یا یہ بھی کوئی میور صاحب کے آوردے خیال کئے جاتے ہیں؟

ہم اس بے باک مصنف سے پوچھتے ہیں کہ وہ کون سے معزز مفسرین ہیں جنہوں نے ماریہ کے قصہ کو جھوٹا اور کسی عباسی عیاش کی من گھڑت بتایا ہے۔؟ ہمارے سید صاحب نے ایک یہ غضب بھی کیا ہے کہ اپنے بیان کے آخر میں زمخشری کا حوالہ دیکر گویا یہ سمجھایا ہے کہ صاحب کشاف نے اس قصہ کو جھوٹا کہا ہے۔ اے ناظرین تم اس دھوکے میں نہ آنا زمخشری سورہ تحریم کی تفسیر کو پہلے قصہ ماریہ ہی سے شروع کرتا ہے۔ اور پھر دوسرا قصہ عسل کا بھی بیان کر کے دونوں قصوں کو صحیح اور اس آیت کا شان نزول ٹھہرا کر یہی لکھتا ہے "[لم تحرم ما احل اللہ لک] من ملک الیمین او من العسل" دیکھو کشاف مطبوعہ کلکتہ ۱۲۷۶ھ جلد ثانی صفحہ ۱۴۹۹

سید صاحب تم تو چپ رہتے تو اچھا ہوتا حضرت کی لائیف لکھکر تم کو کسقدر جھوٹ بولنا پڑا اور کسقدر خفیف ہونا پڑا دیکھو زمخشری بھی تم کو نا امید کرتا ہے

سید امیر علی صاحب نے تو ظلم ستم کیا کہ صرف معزز مفسرین کا انکار لکھکے بڑے بڑے معزز مفسرین کو گویا غیر معزز ٹھہرایا تھا۔ مگر حکیم نور الدین صاحب خالص سفید جھوٹ اور نرا کذب بولکر بھی نہیں شرمائے۔ وہ ماریہ و حفصہ کے قصہ کا انکار ان حکیمانہ بلکہ قادیانہ الفاظ میں فرماتے ہیں "عیب

پھر پادری صاحب اول تو قران سے نکال کر یہ اعتراض دکھا نہین سکتے
بلکہ کسی تفسیر سے - رہین تفاسیر سیل صاحب و ینڈویل دیہ راڈول کی خرابی ہے
نے تفاسیر قران لکھی ہین پھر کیا ان تفاسیر کے باعث اسلام یا قران یا صاحب
قران محل اعتراض ہو سکتا ہے" فصل الخطاب جلد اول ص۱۶۵ و ۱۶۴
کسی تفسیر سے" حکیم صاحب نے شاید قادیان مین بیٹھ کر یہ کچھ لکھا ہے - اب تو قران
سے بھی ہم نے وہ قصہ دکھا دیا اور تفاسیر سے بھی - اور ہم ایک بات آپ کو
اور بتا دین کہ سیل صاحب یا راڈول صاحبان نے قران کی کوئی تفسیر
نہین لکھی سیل صاحب نے اپنے قران کے ترجمہ پر جلالین و بیضاوی
و یحیی وغیرہ مفسرین کی عبارتین بطور حاشیہ چڑھا کر اس آیت کا شان نزول
دکھلایا ہے - اور ہم تو آپ کو سیل صاحب کی طرف رجوع کرنے کو نہین کہتے
آپ اپنی تفاسیر دیکھکر ہوش مین آوین اور جھوٹھ نہ بولین قران مین یہ بھی
لکھا ہے - لعنت اللہ علی الکاذبین - **لطیفہ** - حکیم صاحب اس قصہ کی
تکذیب مین حضرت کی نسبت فرماتے ہین "وہ ہمارے سچے اور پاک ہان
نہایت سچے اور نہایت پاک خاتم الانبیا" خوب وہ اچھے اور نہایت سچے" تو
آپ شرعی قسم توڑنی کی وجہ سے ہوئے اور پاک اور نہایت پاک" آپ
ماریہ کے ساتھ ظاہر ہونے کی وجہ سے جسپر حفصہ شاہد ہے - حکیم صاحب نے
براخفش کو بھلا دیا -

دفعہ چہارم اصل قصہ - اب اور سنئے آپ فرماتے ہین "فی الحقیقت
بنی امیہ یا کسی عباسی عیاش کے زمانہ مین بر بنا سے ضعیف ترین سند یہ
روایت ایجاد کی گئی ہے" - پس ہم کو ضرور ہوا کہ ہم آپکے دروغ بے فروغ
پر کسی سخت دشمن خاندان امیہ و عباسیہ کو شاہد لاوین آپنے ہم کو اپنی انگریزی
کتاب مین سمجھا یا کہ شیعان علی تابعان اہل بیت بنی امیہ اور خاندان عباسیہ کے

دشمن جانی ہیں۔ ملا باقر مجلسی عالم شیعہ حیات القلوب ص۶۷۶ میں سورت تحریم
کی آیات مذکورہ صدر کی بابت لکھتا ہے "علی بن ابراہیم بسند معتبر از حضرت
صادق روایت کردہ است کہ این آیات در وقتے نازل شد کہ عایشہ و
حفصہ مطلع شدند کہ حضرت رسول با ماریہ نزدیکی کردہ است و حضرت سو
گند یاد کرد کہ دیگر با ماریہ نزدیکی نکند پس حق تعالے این آیات را فرستاد
و امر کرد آنحضرت را کہ کفارہ قسم خود را بدہد و ترک مقاربت ماریہ ننماید"
حضرت صادق یعنی حضرت امام جعفر صادق جن کو آپنے بڑا متبحر عالم و
فقیہ مسلمہ جمہور مسلمین و استاد امام ابو حنیفہ بیان فرمایا ہے ص۸۰۵ و ص۸۱۵
(انگریزی) اور جنکا زمانہ درمیان ۸۳ھ و ۱۴۸ھ کے ہوا "بسند معتبر از
حضرت صادق" علی بن ابراہیم نے یہ روایت بیان کی ہے۔ اور افسوس ہے
فضیلت و تقوے و ورع امام صادق پر اگر اُن کو افتراء بنی اُمیہ یا کسی عیاش
خاندان عباسیہ کی روایت اور صحیح روایت میں تمیز نہو سکی۔ تو کیا اب ہم آپکا
سخن مان لین کہ "تمام معزز مفسرین قران نے اس روایت کو باطل ٹھہرایا
ہے"۔ ہاں ہم ملا باقر مجلسی کی سنین جو کہتا ہے "شیخ طبرسی و جمع از مفسران عامہ
روایت کردہ اند کہ روزے حضرت رسول در خانہ حفصہ بود و حفصہ رخصت
طلبید کہ بخانہ پدر خود برود چون مرخص شد و بیرون رفت حضرت
ماریہ را طلبید و با دخلوت کرد و چون حفصہ برگشت در خانہ را بستہ دید پس
صبر کرد تا حضرت در را کشود و از روے مبارکش عرق میریخت" ص۶۷۶ اور
ص۶۷۷ مین لکھتا ہے "چون حفصہ برین امر مطلع شد غضبناک گردید و
گفت یا رسول اللہ در روز نوبت من در فراش من با کنیزے مقاربت میکنی"
اگر کچھ بھی شرم دار ہوتا تو چلو بھر پانی مین ڈوب مرتا۔ رسول خدا کو حفصہ اخلاق
و اداب شوہر کی کا سبق دے رہی ہے "پس آن حضرت شرمندہ شد"

(غنیمت ہے مگر یہ شرم جلد دفع ہو جائیگی۔ اور آپ اس سے زیادہ بے
شرمی کرین گے۔ اپنی قسم توڑین گے۔ اور عورت بیچاری کو ڈانٹینگے)۔
"فرمود کہ این سخن را بگذار کہ ماریہ را بر خود حرام گردانیدم و دیگر ہرگز با او
مقاربت نخواہم کرد" اپنا عیب چھپانے کے لئے اپنی ننگ ڈھانکنے کے لئے
حضرت نے عورت کو یون ٹالا قسم کہائی عورت کو ٹھنٹا کیا۔ کہان ہین۔
جسٹس امیر علی و محمد صاحب کی داد دین "اسوقت اُن کی ضمیر نے اُس
کمزوری کی بابت کوئی سخت ملامت" حضرت کو نکی۔ آخر عشق غالب آیا
شرم دفع ہوئی۔ حضرت نے قسم توڑ ی۔ اور قران بھی یاد نہ رکھا "نہ توڑو
قسمین پکی کئے پیچھے" نحل ع۔ افسوس حضرت نے خدا پر بہتان باندہا اور
اسپر وہ آیت صادق آئی "ہم نے اسکو دین اپنی آئتین پھر اُن کو چھوڑ
نکلا تو وہ ہوا گمراہون مین" اعراف ع ۲۲ حضرت نے آخر خوب سوچ سمجھکر
اپنے گناہ کو ہلکا کرنے کے واسطے قران مین کہا تھا "اُس سے ظالم کون
جو جھوٹھ باندھے اللہ پر یا کہے مجھکو وحی آئی اور اسکو وحی کچھ نہین آئی"
انعام ع حضرت نے اپنے ظلم کا اعتراف کیا اس عاقلانہ پھیر لئے ہین
اور ع گنہگار اندیشہ ناک از خدا ہو گئے۔ مگر بقول شخصے ع ہم تو مرشد تھے
تم ولی نکلے۔ سید امیر علی صاحب نے ماریہ اور حفصہ کے اس قصہ سے انکار
کیا تھا۔ مگر نور الدین صاحب نے ضمنًا ماریہ کے وجود سے بھی انکار کر دیا۔ اور
یہ خوب کیا۔ نہ رہا بانس نہ بجیگی بانسری (؟) — رہا ہی نہین رکھتا مرغا کہان رہے گا۔ چنانچہ آپ فرماتے
ہین "بلکہ محققین نے ماریہ کے وجود پر بھی انکار کیا ہے" صفحہ ۱۶۱ اور محققین
ایسے ہی ہونا چاہیئے۔ براے نوازش آپ ہمکو اُن محققین کا نام تو بتائیں
تا کہ معلوم ہو کہ آیا وہ سواے آپکے کوئی اور بھی ہین۔ ہم نے تو اجتک بجز
آپکے اور کسی محقق کا نام نہین سنا۔ مگر آپ بھی یا یہ تحقیق سے گر سے ہوئے

معلوم ہوتے ہین اور ان "محققین" کے زمرہ مین شامل ہونے کے لایق
نہین لکھو بلکہ باوجود انکار وجود ماریہ آپنے فرمایا ہے "یہ ماریہ وہ تھی۔ جسکی
حقیقی بہن حسان کے گہر مین تھی۔ یہ ماریہ وہ ہے جسکے ساتھ شہباز کھچری
آئے جسے سلمان دلدل کہتے ہین (خواب اماریہ کے ساتھ کھچری کی آمد
یاک نہ شد دو شد)۔ . . ماریہ ہمارے خاتم الانبیا کی ام ولد اور سریہ لی
لی تھین" ص۱۹۱۔ واہ رے محققو! کس برتہ پر وجود ماریہ پر انکار کیا ہے؟
غیر ماریہ کا یہ مختصر حال ہم نے بیان کیا اور آپکے دروغ بے فروغ کو چراغ
دکھلایا اور ثابت کردیا کہ یہ قصہ امیہ یا کسی عباسی عیاش کے زمانہ مین ایجاد
نہین ہوا بلکہ فی الحقیقت عیاشی کے مرد میدان بن کر خود آپکے "سچے
اور پاک ہان نہایت سچے اور پاک خاتم الانبیا" نے اس قصہ کو زینت بخشی
اب آپ دوسری لونڈی کے بھی حالات سنئے۔

دوم "ریحانہ بنت زید۔ بنی نظیر کے اسیرون سے یا بنی قریظہ کے
وطی فرماتے تھے۔ حضرت اس سے ملک یمین کرکے . . . . . وفات پائی
اسّی سالے حضرت کی وفات کے آگے حجة الوداع سے پھرتے وقت اور
دفن کی گئی بقیع کے درمیان" منہاج ص۸۸۳ یہ تو معلوم ہوچکا کہ سید صاحب
کو حضرت کی لونڈیون کے وجود سے بالکل انکار ہے۔ بلکہ لونڈیون کا
رکھنا ہی "آنحضرت کے احکام کی اصل منشا کے خلاف ہے" تاہم آپ ایک
جگہہ نہوا جھوٹھ بولنے سے چوک گئی۔ چنانچہ بنی قریظہ کے اسیرون کی کیفیت
مین آپ فرماتے ہین "منقول ہے دگر یا شد ہے) کہ بقیة السیف یہود جب
مسلمانون پر تقسیم کئے گئے تو ایک زن یہودیہ ریحانہ نام آنحضرت کے حصہ
مین آئی۔ بعض نے لکھا ہے۔ کہ وہ پہلے ہی سے آپکے لئے مخصوص کردی
گئی تھی" یہ تکلف کے کلمات مین انکی حقیقت آگے ظاہر ہوگی پھر آپ فرماتے ہین کہ

"عیسائی مورخ تو ہمیشہ اس فکر مین رہتے ہین کہ ذرہ سا حیلہ بھی ملجائے
تو پیغمبر اسلام پہ اعتراض کر بیٹھین چنانچہ اس روایت پر انہون نے بہت
گرفت کی ہے" مجھکو یقین کامل ہے کہ ہرگز کسی عیسائی مورخ نے آپ سا
طرز اختیار نہ کیا ہوگا - مگر ہان اپنا روپیہ کھوٹا پر کہنے والے کو الزام ہے آپکا کام
ہے - آپ فرماتے ہین "ریحانہ کا حضرت کے حصہ مین آنا چونکہ اُس زمانہ کے
دستورات مسئلہ جنگ کے سراسر موافق تھا لہذا مورخین نصاریٰ کے اعتراض
اس بنا پر محض بے بنیاد ہین" اس بات مین ہمنے آپ سے صرف ایک سچی
معذرت سنی ہے - وہ یہی ہے - ہم تیار ہین کہ آپ کا سخن مان لین بلکہ
اس سے زیادہ - حضرت نے جو جھوٹھ بولے - حضرت نے جو فریب دے -
حضرت نے جو ناحق بیگناہون کے خون کئے - حضرت نے جو حرامکاریان
کین - یہ سب "اس زمانہ کے دستورات" کے سراسر موافق تھا - لہذا ہم
اس زمانہ کے حضرت پر اعتراض کرنا نہین چاہتے - مگر حضرت نے خدا
سے کلام کرنے کا دعوے کیا - جبرئیل سے وحی حاصل کرنے کا دعوے
کیا - اپنے تمام افعال کا کرانے والا حضرت نے خدا کو ٹھہرایا زید اپنے
فرزند متبنیٰ کی جورو چھینی خدا نے چھنوائی - ماریہ اور حفصہ کی باری مین چوری
سے صحبت کی خدا نے کرائی - اس پر اعتراض ہے - ورنہ دراصل حضرت
کے اخلاق اُن کے ہمعصرون کے اخلاق سے کچھ بہت اچھے نہین تھے
اور نہ ہو سکتے تھے - اعتراض آپ پر ہے - جو آپ اُنکو اس زمانہ کے
کوئی تعلیم یافتہ سید صاحب ثابت کرنے چلے ہین - پر جسطرح حضرت نے
تھوڑی دیر کے لئے اپنے اوپر ماریہ کو حرام کر لیا تھا - اور مابعد پھر قسم توڑ کر
اُسے حلال کر لیا - آپنے بھی تھوڑی دیر نیم سچ بولا اور جھٹ سے مکر گئے اور
کہنے لگے "میرے نزدیک ریحانہ کی ازواج پیغمبر مین داخل ہونے کی روایت

مصنوعی ہے علی الخصوص جب یہ دیکھا جاوے کہ اس سانحہ کے بعد پھر اسکا
ذکر کہین تواریخ مین نہین ہے۔حالانکہ دیگر ازواج مطہرات کا احوال
مشرح ومفصل تواریخ مین لکھا ہے' ص۱۰۷ یہ ایک طرح بالکل سچ ہے
اور ایک طرح بالکل جھوٹھ۔ ریحانہ حضرت کی لونڈی تھی۔پس اس کا
ذکر آپ ازواج مین کیون ڈھونڈھتے ہین پھر لونڈی کا اگر کہین
آپ کو مفصل ذکر نہ ملے بجز اس کے کہ وہ اسیر تھی لونڈی ہوئی حضرت
نے اس سے صحبت کی وہ مر گئی اور فلان مقام پہ دفن ہوئی۔تو کیا تعجب
یہ لونڈی تھی مورخین کو حضرت کی اور ازواج جو زیادہ معزز تھین۔
انکے حالات بھی تو قلمبند کرنے تھے۔مگر نہین آپ یہ یقین دلایا چاہتے
ہین کہ حضرت کے پاس کوئی عورت ریحانہ نام نہین رہی اور نہ اُن کے
تصرف مین آئی۔ہم آپ کو تواریخ دکھلادین تاکہ آپ نہ بھٹکین۔ابو الفدا
جنگ بنی قریظہ کے آخر مین لکھا ہے کہ " بعد ازان رسول خدا نے جتنی
عورتین اور لونڈیان بنی قریظہ کی گرفتار آئین تھین اور جتنا مال غنیمت
وہان سے آیا تھا۔سب مین سے پانچوان حصہ نکالکر صحابہ کو تقسیم کردیا۔
اور اپنے واسطے (ناظرین یہ الفاظ سنہین) ایک عورت مسماۃ ریحانہ
بیٹی عمرو کی چھانٹ کر پسند کرلی (شاباش) یہ عورت تا وفات پیغمبر
خدا کے اُنکے ملک مین رہی " شاید " چھانٹ کر پسند کرے " سے ہمارا مخاطب
یہ سمجھنا چاہے کہ یہ بڈہی تھی۔بیوہ بھی تھی۔محتاج تھی۔اور کوئی مسلمان اسکو
قبول بھی نکرتا تھا۔حضرت نے اس کو پرورش کرنے کے لئے۔۔۔۔۔
۔۔۔۔ لے لیا تھا۔مگر حضرت " چھانٹ کر پسند " ع پسلی پھڑک
اٹھی نگہہ انتخاب کی۔

فصل ہشتم عیاشی اور معجزہ نبوت۔اب ہم بس کرتے ہین گو حضرت

کی عیاشی کا اعمالنامہ کوتاہ نہین - یہ سب ایسی شرم کی باتین ہین جن کو مسلمانون نے بڑے ادب پر بڑے فخر کے ساتھ بیان کیا ہے - مگر اس زمانہ مین ہم اپنی قلم سے یہ نقل کفر بھی نہ کرتے - اگر یہ واقعات اس پیشوا دین کی زندگی کے جزو اعظم نہ ہوتے - اگر ان واقعات سے اس کے پیرو معزز اور حق گو مؤرخین ومصنفین کو جھٹلانے اور اس نبی کی عیب پوشی کرکے اس کو ضرورت اور حقیقت سے زیادہ پاکباز ٹھہرانے کی غرض سے قطعًا انکار نہ کرتے تو ہم بھی اس ناگفتہ بہ بے شرمی کے کارخانہ کو نہ کھولتے بلکہ اسپر مُٹھی خاک ڈالنے کو راضی ہوتے - پر ہم مجبور ہین مخالف کو جواب دینا فرض ہے حضرت کی سیرت لکھنے والے ایماندارون نے حضرت کی جورؤن کے حال مفصل تحریر کئے ہین - اور اُنکے ساتھ حضرت کی وہ تعلقات بھی جن کو بجز زوجہ شوہر کے کسی کو نہ جاننا چاہیئے - خود زبانی اُنکے ازواج مطہرات کے بیان کئے ہین - مسلمانون نے حضرت کی عیاشی کو بھی بلفقدان دیگر معجزات ایک معجزہ نبوت سمجھا ہوا ہے - اور وہ معذور ہین - کیونکہ خود حضرت نے اُنکو یہ دھوکھا دیا بلکہ یہ سمجھا دیا کہ اُن کو آسمان سے قوت باہ وامساک کے نسخے ہاتھ لگے ہین - اور حضرت کے اس نمونہ نے اُنکی اُمت کے اخلاق کہان تک برباد کردئے ہین - مین بعض ثقہ دراز ریش مولویون کو شاہد لاتا ہون چنانچہ ترجمہ مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۲۲۷ مین ہے "ابن سعد نے طاؤس اور مجاہد سے روایت کیا ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چالیس آدمیون کی قوت جماع مین دی گئی تھی - - - - - اور صفوان بن مسلم نے مرفوعًا آیا ہے کہ جبرئیل میرے پاس ایک دیگ پکی ہوئی لائے پس مین نے اُس دیگ مین سے کھایا پس چالیس مردون کی قوت مجھ کو جماع مین دی گئی" حضرت جبرئیل کو بجز قوت باہ وامساک کی ادویہ

بنانے کے اور تو کوئی کام رہا نہین - تا ہم بھی جبرائیل ہین جن کو یہود اپنا دشمن کہتے تھے اور جو حضرت پر وحی لاتے تھے۔ یہین سے طب نبوی مین معجون باقمی کی ایجاد ہوئی - اسلام پر اسکا اثر یہ ہوا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نکاح کرو۔ کیونکہ بہتر اس امت مین سے وہ شخص ہے جسکی بیبیان بہت ہین ..... اور بالاتفاق اہل عرب کی خوشی اور فخر اور فضیلت مردون مین جماع کی قوت مین ایک امر مقرر ہے اور اسپر اس سے زیادہ اور دلیل کیا ہو گی کہ سید انبیا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اسکام کے کرنے والے تھے اور نکاح کا حکم کہ چار عورتون کے ساتھ نکاح کرنیکا ہے آپ کو اس سے زیادہ مباح ہوا ..... اور آنحضرت نے فرمایا مین صبر کرتا ہون کھانے اور پینے سے اور نہین کرتا ہون عورتون سے .. اور حضرت کو جو جماع کی قوت تھی وہ بھی معجزہ مین داخل ہے۔ کیونکہ ایک شب مین وہ سب بیبیون سے مباشرت فرماتے تھے" ص۲۷ تا ص۲۹ کو ہمارے مخاطب کا کلام کیسا صادق آیا "فعل کا اثر ہمیشہ قول سے زیادہ ہوتا ہے - (اور یہان قول سے زیادہ فعل در اصل بھی تھا) لھذا جب بادشاہون کے متعدد محلات ہوئے تب رعایا اُن کی تقلید سے کب چوکتی تھی" ص۲۰۲ اور یہان تقلید نہین - بلکہ سنت نبوی ہے" اسپر اس سے زیادہ دلیل کیا ہوگی - کہ سید انبیا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اس کام کے کرنے والے تھے -" پس اب قرآن وحدیث وسنت نبوی اور کلام اصحاب وتفاسیر معتبرہ کو چھوڑ کر ہم اس انگریزی خوان نیم خرد امی حامی اسلام کا قول کیسے مانین جو کہتا ہے - کہ بہرکیف حکم تعداد ازدواج کو از قسم رواہی سمجھنا چاہئے -

مولوی محمد حسین صاحب بھی اس کثرت جماع کے معجزہ کی طرف اشارہ

تو کرتے ہین۔ مگر اس کے بیان سے شرماتے ہین۔ آپ داؤد سلیمان
کی کثرت ازواجی کی مذکورہ کے بعد رقمطراز ہین کہ "ایسا ہی آنحضرت صلعم
کو سمجھنا چاہیئے انبیا ؑمین یہ قوت بطور خرق عادت پائی گئی ہے جسکا
عقلی سر ہم اس خوف سے بیان نہین کرتے کہ مخاطبین کے عقول اسکے
فہم سے ابھی قاصر ہین" صفحہ ۱۹۵ داؤد اور سلیمان کی کثرت ازواجی اونکی اپنی
شریعت کے خلاف نہ تھی جسکا مذکور آگے آوے گا۔ حضرت کی کثرت
ازواجی شرع اسلام کے خلاف تھی پھر بادشاہون کا بہت سے عورتون
کو فراہم کرنا یہ قدیم ہدرواج کے موافق تھا لوگ اس کو شان بادشاہی
سمجھتے تھے۔ اور اسلامی سلاطین اب تک سمجھتے ہین۔ ہم اس کو معیوب
جانتے ہین اور داود اور سلیمان کی حمایت اشارہ مین کہتے شرماتے ہین
اور ہم کو جرءت نہین کہ ہم اس عیاشی کو معجزہ یا خرق عادت کہین آگے
جو آپ نے یہ کفر بکا ہے کہ آنحضرت نے عالم شباب سے لیکر پچاس سال
تک صرف حضرت خدیجہ پر قناعت اختیار کی اور حضرت مسیح سے فی الجملہ مماثلت
ثابت کی اور اونکی وفات کے بعد مردانہ قوت کی طرف توجہ فرمائی اور
حضرت داؤد سے مشابہت ظاہر کی اور کہ آنحضرت اوصاف انبیا کے جامع
تھے صفحہ ۱۹۵ و ۱۹۶۔ اسکا جواب یہ ہے کہ آنحضرت ابتدائی عمر سے مثل یاری
ہی سے الے تھے۔ اور اپنے گھر مین شکار کھیلنا شروع کر دیا تھا ام ہانی کا قصہ
ہم آپ کو سنا چکے اور اس کے بعد آپ خدیجہ کی چاکری کرنے لگے۔ اور
بچے جننا شروع کر دے اس ایام مین آپ کو شبہ ہوا کہ آپ کاہن ہو گئے
اسی ایام مین آپ خودکشی کے درپے ہوئے اور پھر آپ حضرت مسیح
کی مشابہت کا دعوے کرتے ہین۔ رہی داؤد کی مشابہت کیسی شرم
کی بات ہے کہ کوئی خدا کی نافرمانی کرے اور آدم کا مثل بنی قتل کرے

اور موسے کی نظیر ہے جھوٹھ بولے اور ابراہیم کا مقلد ہے اگر اس معنی مین حضرت اوصاف انبیاء سابقین کے جامع تھے" تو یہ خوب ہے آپ بھول گئے کہ قران مین حضرت یحیی کے محامد بیان ہوئے ہین۔ کہ وہ حصور یعنی عورتون سے پرہیز کرنے والے ہونگے ال عمران ع حضرت اُنکے اوصاف کے جامع کیون نہ بن سکے۔ مکرر اور مشابہت مسیح را چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

فصل نہم حضرت کی کثرت ازواجی کی معذرت

مین لوگون نے بہت کچھ کہا ہے مگر وہ کل عذرات بدتر از گناہ ہین اور معترضین کی کلفت بمصداق ع زند جامۂ ناپاک گازرن بر سنگ ہے چنانچہ سید صاحب فرماتے ہین۔

دفعہ اوّل "شاید بعض عقد آپنے اولاد ذکور کی خواہش سے کئے ہون" اولاد ذکور کی خواہش کوئی شرعی خواہش نہین حضرت ہندو نہ تھے کہ فرزند نرینہ کا وجود اپنی نجات اُخروی کے لئے لازمی سمجھتے۔ اور پھر آپ یہ بھی تسلیم نہین کرتے کہ حضرت اپنے لئے کوئی بادشاہت پیدا کر رہے تھے تخت نشینی کے واسطے فرزند چاہتے تھے۔ اگر یہ ہوتا تو اس کے لئے بھی فرزند لازمی نہ تھا پھر قران مین کفار عرب کی رسم کی مذمت آئی ہے۔ کہ وہ لوگ مثل ہندون کے لڑکون کو مبارک اور لڑکیون کو منحوس جانتے تھے۔ حضرت اسوقت ہرگز بے اولاد نہ تھے۔ آپ کی بیٹی فاطمہ زندہ تھی علی آپکا داماد موجود تھا نواسے موجود تھے۔ اگر اب بھی آپکو فرزند کی حرص تھی۔ تو آپ بوالہوس تھے۔ بے اولادی کیحالت مین شاید آپکا عذر کسی درجہ تک مسموع ہوتا۔

مولوی محمد حسین کہتے ہین "اولاد خصوصاً نرینہ جسکو پہلے انبیا نے بھی چاہا ہے۔ اور ہر ایک انسان بالطبع اس کی خواہش رکھتا ہے ان نکاحون سے آپکو مطلوب تھی"۔ اور آپ ہمکو یاد دلاتے ہین کہ "حضرت ذکریا نے اپنے لئے خدا

سے فرزند نرینہ کی دعا کی تھی" صفحہ ۱۹۱ ہمارا اعتراض یہ ہے کہ ان تمام حرص و ہوا کو پورا کرنے کے لیے حضرت نے موافق شرع اسلام چار جورؤن پر اکتفا کیون نہ کیا۔ کوئی نیک مرد اولاد ذکور کی آرزو مین مرتکب منہیات نہ ہوگا۔ جب شریعت چار کی موجود تھی تو چار سے زیادہ کرکے اولاد کی خواہش کرنا کیا معنی۔ کیا دنیا مین حرامزادون کی کثرت متصور ہے۔ آپ بتائین کہ کس نبی نے اولاد ذکور کی خواہش مین اپنے شریعت کا عدول جائیز رکھا۔ سچ ہے کہ ذکریا نے فرزند کی خواہش کی۔ مگر کس حالت مین جبکہ وہ بڑھا ہو گیا تھا۔ اور اس کی عورت بانجہ ثابت ہوئی وہ بالکل لاولد تھا بیٹی یا نواسے نہ رکھتا تھا۔ اس کی خواہش حق بجانب تھی۔ مگر اس آرزو کو پورا کرنے کے لیے ذکریا نے کثرت ازدواجی کے ذریعہ نہ چاہے تمام العمر خدا پر شاکر رہا۔ اور خدا نے اوس کی آرزو پوری کی تو اسکی ایک ہی بیوی کو جو اس کی جوانی کی رفیق تھی باردار کیا اور برکت دی۔ اگر حضرت مثل زکریا کے خدا پر شاکر رہتے اور عدل سے فرزند چاہتے تو بہتر ہوتا۔ مگر حضرت کو اسکی ضرورت نہ تھی آپ بے اولاد نہ تھے۔ اور اگر آرزو کی تھی تو اپنی شریعت کے اندر رہتے اس سے تجاوز کیون کیا۔ اس کا جواب نہ سید صاحب سے بن آتا ہے نہ مولوی صاحب سے۔ اسکا جواب یہی ہے کہ حضرت شہوت پرست تھے عیش اڑاتے تھے۔

دفعہ دوم دوسرا عذر سید صاحب یون کرتے ہین "واقعات کو بحیثیت کذائی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان نکاحون سے عمدہ نتائج پیدا ہوئے یعنی انہین کی بدولت قبائل عرب مین باہمی جنگ و جدل موقوف ہوا اور گونہ موافقت اور اتحاد پیدا ہوا" صفحہ ۲۱۱ کتنا لغو سخن ہے سراسر خلاف واقع بتائے کس قبیلہ سے اور کب اور کہو کر کسی ایک نکاح کی وجہ سے صلح و آشتی کی بنیاد پڑی ہو "باہمی جنگ و جدل موقوف ہونا" آپ کس خواب

خرگوش میں ہیں۔ خانہ جنگیاں پیدا ہوئیں حضرت کا ناک میں دم آگیا۔ سوتیا ڈاہ نے تمام امور تہ و بالا کر دئے تھے۔ خاندان کو مٹا دیا حفصہ و عائشہ نے اولاد حضرت کو تمام حقوق سے محروم کرا دیا۔ جنگ جمل کے حالات تو خود آپنے انگریزی کتاب میں تسطیر فرمائے۔ حضرت کی جوروں کے بالیدن (خلافت) دخل کو دبا کر اور آل محمد کو محروم کر کے معرکہ کربلا کی بنیاد ڈالی تھی۔ اور وہ جنگ و جدل اور شور و شغب برپا کرایا جس کی نظیر صفحہ تاریخ جہان پر نہیں مل سکتی۔ الغرض سچ تو یہ ہے کہ ان نکاحوں نے حضرت کے ایوان نبوت کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اور حضرت کو جوروئیں جمع کرنے والا عورتوں کے عشق میں مبتلا صحبت اور جماع سے عدیم الفرصت ثابت کر دیا ہے۔ ان نکاحوں کی کثرت و حقیقت نے عائشہ پر سے الزام زنا ہٹانے کے لئے سورہ نور کو نازل کرایا طلحہ و زبیر کے ہاتھ میں عثمان حکومت دیدی۔ علی کو خراب کیا۔ فاطمہ کو غمزدہ گور میں اُتارا حسن و حسین اور اسکی اولاد کا خون بہایا۔ اور کیا کیا۔ کیا چھپا نہیں کہ آپ نہ دیکھیں۔ اگر کوئی حضرت سے پوچھتا تو وہ آپ فرما دیتے ع شامت اعمال ما صورت نادر گرفت۔

گر حضرت اپنی زندگی میں اپنے کئے کی کافی پاداش پا چکے ہیں چنانچہ مدارج والا لکھتا ہے ص۴۶۲ جلد ۲ "حضرت نے ازواج سے بہت آزار کھینچے اور ملول ہوئے پھر سوگند کی کہ ایک مہینہ تک انکے پاس نہ جاویں اور سزا دیویں تاکہ وے اپنے کئے سے پشیمان ہوں" آخر حضرت خود اپنے کئے سے پشیمان ہوئے ایک ماہ پورا بھی نہ ہوا تھا کہ آپ جوروں سے ملنے کو آئے۔ نوجوان عائشہ نے اس بے صبری پر طعنہ مارا ہے تو کہا "یا رسول اللہ آپنے قسم کی تھی کہ ایک ماہ تک ہمارے پاس نہ آؤگے اور حال یہ کہ میں نے شمار کئے کہ ۲۹ روز سے زیادہ نہیں ہوتا" فرمایا

ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ مہینہ ۲۹ روز سے زیادہ نہیں ہوتا" منہاج صفحہ ۵۴ ہم
حضرت کی تاویل کی داد دیتے ہین حضرت نے سچ فرمایا تھا بین عورتون
سے صبر نہیں کر سکتا۔ حضرت اس عایشہ کی نسبت ہمیشہ بدظن رہے انکو
ڈر تھا۔ کہ کہین عایشہ مجھکو چھوڑ نہ دے چنانچہ جب آیت تخییر سنائی تو آپ کو
غم عایشہ کی وصلت کا اور فراق دامنگیر حال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ عایشہ دنیا کو اور
اور زینت دنیا کو اختیار کرے" منہاج صفحہ ۵۵ ہمکو امید کرنا چاہئیے۔ کہ بہر حال مسلمان
بیٹیین ممالک مغربی و شمالی کی امہات مومنین سے زیادہ وفادار اور تابعدار
شوہر کی ہوتی ہین۔ اور انکے شوہر انسے تہمت آزار نہیں کھینچتے" شکر ہے
اگر وہ جیسی ماں ویسی بیٹی کی مصداق نہیں اور انہون نے حضرت کے
ازواج کے اخلاق نہیں سیکھے۔ ہم اس طوفان بدتمیزی کے افسانہ سوز
کو کہان تک بیان کرین۔

دفعہ سیوم۔ ہمارا مخاطب یہ بھی کہتا ہے کہ حضرت نے "غریب و نادار
و بیوہ زنون کو جو کوئی ذریعہ معاش نہ رکھتی تہین۔ . . . . اپنے حرم محترم مین
داخل کرکے انکی پرورش اور دستگیری کی" اس کی تردید تو سابق مین کما
حقہ ہو چکی۔ مگر یہ قول بھی غضب کا ہے قول کیا کشت زعفران ہے اور صرف
آپ ہی کا حصہ ہے "اس زمانہ اور اس قوم کے حالات کے موافق صرف
یہی طریقہ ان بیچاریون کی پرورش کا تھا" بیوہ پروری کا طریقہ اس زمانہ
مین جورو بنانا تھا! "صرف یہی طریقہ تہا" اسے حضرت۔ زینب بنت جحش
کی بابت جو لکہا ہے کہ "وہ پالنے والی یتیمون اور بیوہ عورتون کی تھی"
منہاج صفحہ ۶۶ تو کیا اس سے ہم یہ سمجھین کہ حضرت کی جورو زینب رانڈ بیوا [illegible]
کو اپنی جورو بنالیتی تھی؟ مدینہ کی طریقہ یہین بیوہ پروری کا تھا۔ ا۔ ا۔ اگر [illegible]
ہوتا تو حضرت اہل عرب سے کیون فرماتے ہین۔ کہ "بیوہ محتاج [illegible]

ہین ساعی کا ثواب مجاہد کے ثواب کے برابر ہے" مشارق الانوار حدیث نمبری ۱۲۹۳ - ہمارے مولوی بٹالوی کو اس بیوہ پروری کے عذر نے بہت ستایا ہے - چنانچہ مخالفین کا یہ اعتراض نقل کرتے ہین - "اغراض نکاح تو اور ہی ہین - جنکا بیان تمہارے کلام مین ہو چکا (یعنی تسلین و عفت نفس اور اولاد صالح کی طلب صفحہ ۱۲۷) آنحضرت کو ان نکاحون سے صرف یتیم و بیوہ پروری اور دوست یا دشمن نوازی منظور تھی - تو یون بھی ہو سکتی تھی کہ ان لوگون کی تنخواہ مقرر کر دیتے یا اور سبیل سے احسان کرتے ان عورتون کو نکاح مین کیون پھنسا لیا اگر اتنا ہی مقصود تھا" صفحہ ۱۹۱ اسکا جواب مولوی صاحب سے کچھ نہین بن آتا - بجز اس کے کہ "اولاد خصوصاً نرینہ ... ان نکاحون سے آپ کو مطلوب تھی" پس بیوہ پروری کا خیال تو دھرا رہ گیا - یہ عورتین ضرور اس قسم کی ہونگی جن سے اولاد کی توقع کی جا سکتی تھی پس بڑھاپے کو رونا بے سود ہے - اور اولاد کی تمنا کے بارہ مین آئندہ عرض کیا جاوے گا -

مگر بیوہ پروری پر حضرت کے دوسرے وکیل حکیم نور الدین صاحب کو ایک بانکی برہان سوجھی ہے اور انھون نے جج صاحب اور نیز مولوی صاحب کو مات کر دیا - آپ فرماتے ہین "ان ایام مین چند بیوہ عورتون کی پرورش - اگر بدون نکاح حضور متکفل ہوتے تو پادری اور الزام پر کمر باندھتے" فصل الخطاب جلد اول صفحہ ۲۹ یعنی حضرت نے پادریون کے ڈر کے مارے بہت سے نکاح کر لئے! بھئی یہ بھی ایک ہی ہوئی - میرا گمان تو ہے کہ محمد صاحب ڈر کسی کا نہین تھا - جورون کے والہ مین وہ تو خدا سے بھی نہیں ڈرے - مگر ہان انکے وکیل "پادریون کے اعتراضات کو دیکھکر حیران ہین اور مضطر و پریشان" ایضاً صفحہ ۲ اور یہ کچھ بے ہوشی سی کی ہانک رہے ہین

بہر کیف سید صاحب کو بھی معلوم ہو گیا اور حکیم صاحب کو بھی کہ بیوہ پروری کا حیلہ کیسا باطل تھا۔ کیونکہ اگر حضرت کو بیوہ پروری کا خیال ہوتا اور اس فیاضی کے آگے عرب مین کوئی پیچیدگی حائل ہوتی تو حضرت ان رانڈون سے اپنی اُمت کی بال بچہ دار رنڈون کی دستگیری فرمانا زیادہ مناسب سمجھتے۔ مگر ہم تو کبھی یہ صلاے کرم نہین سنتے کہ بخشیدم اگرچہ مصلحت ندیدم۔

دفعہ چہارم۔ بعض مولویون نے حضرت کی کثرت ازواجی کی معذرت مین ایک یہ امر بھی پیش کیا ہے کہ جب اسلام مذہب پھیلنے لگا۔ اور بہت سے مرد وعورتین مسلمان ہو گئین تو ضرور ہوا کہ اسلام کی باتین سکھلانیوالے بھی زائد ہون مردون کے لئے مرد اور عورتون کے لئے عورتین تاکہ تبلیغ احکام الٰہی اچھی طرح انجام پاوے ظاہر ہے کہ جسطرح عورت سے عورت ہر ایک امر کہہ سکتی ہے اور دریافت کر سکتی ہے۔ مرد سے ہرگز نہین کر سکتی اس لئے ضرور تھا۔ کہ آپ کی ہم صحبت عورتین بھی ہو جاوین تاکہ وہ عورتون کو احکام شرعی پہونچائین۔ اور یہ امر ممکن نہ تھا۔ بغیر اس کے کہ آنحضرت متعدد نکاح کرین۔ کیونکہ شریعت محمدیہ مین غیر عورت کا ہم صحبت رہنا جائز نہین۔ البتہ شریعت عیسوی مین غیر عورتون سے خلا ملا درست ہے۔ اور شاید اسوجہ سے عیسایون کی عورتین بے تکلف اور بے روک ٹوک غیر مرد کے پاس خلوت وجلوت مین جاتی ہین ... مگر اس کی وجہ سے جو کچھہ فتنہ متصور ہے وہ ظاہر ہے" مولوی محمد علی کانپوری کے تلبیات صفحہ ۲۱ و ۲۳ اسے کاش کہ اس معذرت کا کوئی ایک جملہ بھی تو صحیح ہوتا۔ ہم کہتے ہین۔ کیا کوئی استثنا کسی مسلمان کے لئے اس حکم شریعت مین کہ چار عورات سے زیادہ کوئی شخص ایک وقت مین نکاح نہ کرے روا رکھی گئی ہے۔ یا چاہئے کیسی ہی ضرورت در پیش ہو

کوئی مسلمان ہم سے زیادہ نکاح نہین کرسکتا۔ پس اب شریعت اسلام نے محمد صاحب کے اس فعل کو (اس کے لیئے چاہے وہ آپکی معذرت والی ضرورت تسلیم ہی کی جائے) حرام ٹھہرایا پس کیا محمد صاحب تبلیغ اسلام سے حلال فعل کے لئے ہم سے زیادہ جوروئین رکھنے کے حرام فعل کو جایز رکھین گے۔ اور اگر جایز رکھین تو کیونکر حرام کار نہ کہلائین گے۔

۲۔ عورتون کی تبلیغ کے لیئے کیا مسلمان شوہر کافی نہ تھے۔ کیا وہ اب کافی نہین؟ ہم آپ کو بلکہ محمد صاحب کو ایک بہتر صلاح دین۔ محمد صاحب مردون کو تبلیغ اسلام کرین مرد اپنی جورؤن کو اپنی ماؤن کو اپنی بہنون کو اپنی بھانجیون کو اپنی بہو بیٹیون کو تبلیغ اسلام کرین۔

۳۔ پردہ کی رسم عرب مین ویسی نہ تھی جیسی مسلمان اب ہند مین کرتے ہین۔ عورتین مسجدون مین مردون کے ساتھ نماز کرتی تھین احکام شرعی پوچھنے کیواسطے فقیہون کے پاس آتی تھین۔ خود حضرت کی جورو پردہ کرتی ہوئی فوج کی سرداری کرتی تھی جنگ جمل مین احکام نافذ کرتی تھی۔

۴۔ پردہ کی رسم ابتدا زمانہ محمد صاحب مین نہین ہوئی بلکہ جب حضرت ۱۸ برس تک نبوت کا دعوے کرچکے اور ایک عمر تبلیغ اسلام مین بسر کرچکے تب حکم پردہ نافذ کیا۔ جبکہ آپ ایک ساتھ چھ جورؤن کے خصم بن چکے تھے اور وہ بھی جبکہ آپ زینب کو غسل کرتے ہوئے ننگا دیکھکر اُسپر عاشق ہوچکے تھے۔ اور المریقیس علے نفسہ اس ڈر کے مارے کہ شاید سب مسلمان ایسا ہی کرین اپنے تشفہ مین اپنی عورات کی بابت پردہ کی آیت اتاری چنانچہ زینب کے قصہ مین مدارج والا لکھتاہے "کہ شریعت حجاب بھی اس قصہ مین واقع ہوئی" صفحہ ۹۶ اور فیض الباری والا لکھتاہے کہ اُمت کی عورتون کے پردہ کا حکم حدیث صحیح صریح سے ثابت نہین ہوا" صفحہ ۹۹ مطبوعہ لاہور۔

۵۔ حضرت عورتون سے ایسی شرم کی باتین بیان کرکے تبلیغ اسلام کرتے
اور عورتین ایسی ایسی بیحیائی کے باتین اُنسے دریافت کرتی تھین کہ مجھ کو حیرت ہے
کہ یا الٰہی وہ کون سا حکم شریعت اسلام کا تھا کہ کوئی عورت بے جھجک حضرت سے
خود نہ پوچھ سکتی تھی۔ اور جسکے بتانے مین حضرت کو سر مو تامل ہوتا۔ چنانچہ پارہ
اوّل صحیح بخاری مین باب الحیاء فی العلم مین ہے کہ اُم سلیم آئی رسول اللہ پاس
سو اُس نے کہا یا رسول اللہ مقرر خدا حق بات سے شرماتا نہین کیا عورت پر
غسل واجب ہے جو ... ہو پس فرمایا حضرت نے۔ اگر ... دیکھے" (اسوقت اُس
عورت منہ کھولے ہوئے حضرت سے ہمکلام تھی اب حضرت نے ایک شرعی
کیطرف اشارہ کیا کہ عورت شرما گئی) "پس ام سلیم نے اپنا منہ ڈھانک لیا اور کہا
یا رسول اللہ کیا عورت بھی ... ہوتی ہے فرمایا ہان" (اور شاید منہ ڈھانکنے پر
خفا ہوئے فرمایا) "خاک آلودہ ہو تیرا دھنا ہاتھ" (جسمین چادر منہ پر لے آئی تھی)
"پس کس لیے ہمشکل ہوتا ہے اس سے بچہ اسکا" حضرت تو اس بے حجابی کی باتون
سے بھی حجاب کرنیسے خفا ہوتے ہین۔ اور آپ پردہ داری کرتے ہین۔ شاید اس
بے حیائی کی گفتگو کی نظیر سیاہ اور بیحیائی کی گفتگو ہو ذرہ سمجھئے تو یہ مسلمان عورت
اور مسلمانون کے نبی کیسے بے تکلف و بے روک ٹوک خلوت وجلوت کر رہے ہین
اور آپ عیسائی عورتون پر طعن کرتے ہین ؟ شرم! یہ تو ایک غیر عورت نے
حضرت سے مسئلہ شرعی پوچھا اب مین ایک اور نظیر اس بات کی دیتا ہون کہ
حضرت کی زوجہ ایک غیر مرد سے کس طرح مسئلہ شرعی بیان کرتی ہے۔ اسی
پارہ صحیح بخاری کے آخر مین ہے۔ کہ "سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ مین
عائشہ سے ... کا حال پوچھا جو کپڑے پر لگ جاوے کہا مین دھوتی تھی ... کپڑے
سے نبی کے پس نماز کو جاتے اور کپڑے مین تری رہتی تھی"

[illegible] مروم ... وہ ہتا تا ہے۔ جو عورت ہی خوب جانتی ہے اور [illegible]

کا حال ایسا تا تی ہے کہ مرد شرما جاوے - اسی طرح صحیح بخاری پارہ ثانی
میں "عایشہ سے روایت ہے کہ جب حضرت کی جوروں میں سے کسی کو حیض
آتا اور حضرت اس کے ساتھ اسی حالت میں مباشرت کرنا چاہتے (آگے بڑی بی
شرمی کے عمل کا مذکور ہے - ہم ترک کرتے ہیں) جو چاہے کتاب پڑھ لے
فیض الباری ترجمہ اردو بخاری مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۲۳ آخر کچھ بے شرمی کی انتہا
بھی ہے ؟ حیض میں مباشرت اور ام المومنین کا اسکو یوں علانیہ بیان
کرتا اور امام بخاری کا اس سے مسایل اخذ کرنا برین ریش فش!

۵ اگر ان مسایل کے سیکھنے کے لئے عورتیں ضرور تھیں تو لا کلام ضرور تھا کہ
حضرت کی ہم صحبت عورتیں بھی ہو جاویں تا کہ عورتوں کو احکام شرعی پہنچاویں
اور یہ امر ممکن نہ تھا بغیر اس کے کہ آپ حضرت متعدد نکاح کریں! بیشک کیونکہ
ان مسایل کے بتانے کے لئے پورا تہیٹر ہونا چاہیئے تھا - مگر اب تک ہم نہ
سمجھے کہ کیا صرف بی بی عایشہ کافی نہ تھیں کہ تمام عورتوں کو بتا دیں کہ حضرت
کس طرح صحبت کرتے تھے کون کون حرکات عمل میں لاتے تھے کپڑا کیسے صاف
کرتے تھے - ایام میں کس طرح مباشرت کرتے تھے - کیا ضرور تھا کہ ان گندگی
کی مسایل کی تبلیغ کے لئے چار سے زیادہ عورتیں حضرت کی ہم صحبت ہوں پس
یہ کہنا عذر بدتر از گناہ ہے -

۶ آپ کو یہ بھی معلوم ہو کہ مثل مردوں کے حضرت عورتوں کو بھی وعظ سنایا کرتے
تھے چنانچہ پارہ اول صحیح بخاری میں ہے کہ "ابن عباس سے روایت ہے
کہ حضرت نبی بلال کے ساتھ نکلے اور گمان کیا کہ عورتوں نے وعظ نہیں سنا سو
حضرت نے انکو وعظ سنایا" اور دوسری حدیث اسی جگہ یوں مرقوم ہے "ابی
سعید خدری سے روایت ہے کہ عورتوں نے نبی سے کہا کہ آپکے پاس مرد ہم پر
غالب آگئے پس آپ ایک دن خاص ہمارے واسطے مقرر فرمائیے - سو حضرت نے

عورتون سے ایک دن کا وعدہ کیا جس مین ان سے ملاقات کی۔ اور وعظ سنایا انکو اور حکم دیا ان کو" پس جناب مولوی صاحب آپ تبلیغ اسلام کے لئے حضرت کو متعدد نکاح کرنے پر مجبور نہ کرین وہ تبلیغ اسلام بغیر نکاح کے کر رہے ہین۔ ہا نکاح بغیر تبلیغ اسلام کے۔

دفعہ پنجم۔ ایک اور معذرت ہمارے مخاطب نے حضرت کی کثرت ازواجی پر پیش کی ہے وہ کتاب انگریزی مین اس طرح مرقوم ہے" کثرت ازواجی کی حد کی تلقین مدینہ مین چند سال بعد ہجرت کے ہوئی۔ . . . . تمام نکاح حضرت کے قبل نزول آیت حد کثرت ازواجی عمل مین آچکے تھے اور اس کے ساتھ دوسری آیت نازل ہوئی جس سے تمام حقوق حضرت کے ساقط ہو گئے۔ او ہر گو کہ تابعین چار تک نکاح کرنے کے مجاز تھے۔ اور اختیار طلاق کی وجہ سے نئے نکاح بھی کر سکتے تھے۔ حضرت نہ تو اپنی کسی زوجہ کو طلاق دے سکتے تھے۔ اور نہ کسی نئی کو نکاح مین لا سکتے تھے" صفحہ ۳۴۳ جھوٹ ہو تو ایسا ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند + آیت حد نکاح سورہ نساء مین وارد ہوئی ہے۔ اور سورہ نساء کو مکی سورہ بھی کہا گیا ہے۔ دیکھو اتقان جلد اول شروع۔ حضرت نے جوروُن کی بھر مار مدینہ مین جاکر بعد ہجرت کی۔ پس اس بیرونی شہادت سے آیت حد نکاح کا وجود قبل کثرت ازواجی آپ کے پیمبر کے ثابت ہے مگر ہم آپکو اسکی تائید مین اندرونی شہادت قران بھی سنا دین۔ کیونکہ قران سے معلوم ہوتا ہے کہ "کثرت ازواجی کی حد" کی آیت بہت پہلے سے سنائی جا چکی تھی۔ اور جسوقت حضرت عورتون پر عورتین کرتے جاتے تھے۔ اُسوقت اُنکو معلوم تہا۔ کہ شریعت اسلام مین صرف چار عورتین حلال ہین۔ چنانچہ سورہ احزاب مین جس مین زینب کے ساتھ حضرت کے نکاح کی کیفیت مندرج ہے۔ حضرت کو وہ عورتین گنائی گئی ہین۔ جن کو وہ جورو بنا سکتے تھے۔ یعنی وہ عورتین جن کو نکاح کے

پھیر دیئے جاوین یا لونڈیان یا چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کی بیٹیان جنہون
نے ہجرت کی یا کوئی عورت مسلمان جو اپنی جان بخشدے "نری تجھی کو سوائے
سب مسلمانون کے" اور اسی شریعت کے ساتھ کہا جاتا ہے "ہم کو معلوم ہے جو
ہمنے ٹھہرا دیا مسلمانون پر انکی عورتون مین اور انکے ہاتھ کے مال مین تا نرہے
تجھپر تنگی" ع پس جو مسلمانون پر ٹھہرایا کہ چار جوروان اور لونڈیان حلال وہ
ان واقعات سے بہت قبل ہے اور فراخی صرف حضرت کو دی جاتی ہے
"سوائے سب مسلمانون کے تا نرہے محمد پر تنگی"

سنہ ۴ ہجری تک حضرت ۴ جوروان کر چکے تھے۔ سنہ ۵ مین حضرت نے پانچوین
جورو کی زینب زوجہ زید۔ اسکا قصہ سورہ احزاب مین وارد ہوا۔ اس قصہ کے سلسلہ
مین حضرت کو فراخی دی گئی اور بتلایا گیا۔ کہ "ہمکو معلوم ہے جو ٹھہرا دیا مسلمانون
پر" جس سے اظہر ہے کہ آیت عدد کثرت ابتدا مین ہو چکی ہے اور حضرت کی کثرت
ازدواجی اس آیت کے بعد۔ چنانچہ زینب کے نکاح کے بعد حضرت نے جویریہ۔
ام حبیبہ۔ حفصہ۔ میمونہ۔ ماریہ وغیرہ وغیرہ کو جوروان بنایا پس حضرت کا جوروان
کرنا قبل آیت عدد کے بتانا محض جھوٹ بولنا ہے۔ آیت عدد قبل ہے اور جوروان کرنا
بعد مین اور اسی غرض سے کہ "محمد پر تنگی نہ رہے" اب وہ آیت جسپر آپ استدلال
کرتے ہین یہ ہے "حلال نہین تجھکو عورتین اس پیچھے اور نہ یہ کہ انکے بدلے اور
کیجئے عورتین اگرچہ خوش لگے تجھکو انکی صورت مگر مال ہو تیرے ہاتھ کا" احزاب ع ۶
"اس پیچھے" ابی بن کعب وغیرہ نے اس کے معنی یہ بتائے ہین کہ اس کا اشارہ ان
چار قسم کی عورتون کیطرف ہے جنکا ذکر اوپر ہوا جو محمد صاحب کو حلال تھین یعنی
"حلال نہین تجھکو عورتین سوائے ان اقسام مذکورہ کے" اور بسند ترمذی ابن
عباس سے بھی یہی مروی ہے۔ لایحل لک من بعد الاجناس الاربعة۔ جلالین
کمالین حاشیہ اور فتح الرحمن شاہ ولی اللہ صاحب مین بھی یہی وارد ہوا ہے پس

اس سے حضرت کے لیے کوئی حد معین نہیں ہوئی بلکہ قسم عورات معین ہوئی
ہے یعنی اُن چار قسمون مین اختیار ہے چاہے حضرت ہزار کرلین یا بارہ سو چنانچہ
شاہ عبدالقادر بھی اپنے فایدہ مین لکھتے ہین "یعنی جتنی قسمین کہدین اُس سے
زیادہ حلال نہین ... حضرت عائشہ نے فرمایا یہ منع آخر کو موقوف ہوا سب عورتین
حلال ہوگئین" پس کیو حضرت کی شہوت رانی کے لئے یہ آیت کیسے روک
ٹھہر سکتی ہے۔ اس مین تو حد مقرر نہین اور جو حد اقسام عورات کی مقرر معلوم
ہوتی ہے وہ بھی موقوف و منسوخ ہوئی یا یون کہین کہ اس حد کو بھی حضرت
نے مثل قسم تحریم ماریہ کے توڑا۔!

پھر اگر ہم آپ کے اس جھوٹے بہانے کو کچھ دیر کے لیے تسلیم کرلین کہ درحقیقت
حضرت اپنی ۹ یا ۱۰ جوروان قبل آیت حد کرچکے تھے۔ تو بھی حضرت کی صفائی نہیں
ہوسکتی۔ کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ حضرت وہ زیادہ نکاح جو بقول جناب کے
آیت کے قبل کرچکے اپنے اوپر حلال کرسکتے ہین۔ اگر اُس آیت کی پابندی کسی طرح
فرض تھی تو زاید نکاحون کا مابعد فسخ کرنا لازم تھا جس طرح کہ اگر کوئی شخص قبل
اسلام ان سے ... - - - - نکاح کرچکا ہوتا تو اسلام مین آنے سے اسیر
مان . . . ., ., ; . کا رکھنا حرام ہوجاتا اور نکاح فسخ ہوتا اور جس طرح یہ حدیث
ہے کہ اگر کوئی دس جورون کا شوہر مسلمان ہوجائے۔ تو اُس کو چھ جورون کو
طلاق دینا چاہیئے۔ جامع ترمذی مترجم کتاب النکاح صـ۳۲۷ نولکشوری۔ پس
حضرت کو لازم تھا کہ اگر وہ شریعت حد نکاح کے قبل ایک فعل کرچکے تھے تو بعد
کی شریعت کے اعلان پر اُس کی پابندی مثل ہر مسلمان کے کرتے۔

آپ کا یہ کہنا بیجا ہے کہ اس آیت حد نکاح کے ساتھ ہی دوسری آیت بھی نازل
ہوئی جیسا ہم دکھا چکے۔ پر تھوڑی دیر کے لئے ہم یہ بھی مان لیتے ہین ...
... اگر ... آیت حد نکاح ... تمام مسلمانون کو انکی زاید جوروان ...

تبھی تو حضرت نے دراصل اپنے واسطے اس آیت کے حیلہ سے وہ جایز رکھا جس کے وہ مستحق نہ تھے - کیونکہ اپنی جوروں کو جدا کرنا انپر شاق گذرا اپنی رعایت کی گو دوسروں کی رعایت نہ کر سکے - اب رہی اپنے اوپر طلاق کو ناجایز کرنے کی صورت تو پہلے تو آپ اپنی جوروں کو مسلمانوں پر حرام کر چکے تھے - اور اُن کو ڈرا چکے تھے - کہ کوئی تم سے شادی نہ کریگا جو مجھ کو چھوڑ دوگی - آخر ایک جورو نکل گئی پس آپنے اپنے اوپر طلاق ہی ناجایز کر لیا - تا کہ کوئی جورو نکل نہ جاوے کیونکہ انکی جوروان اُنکو ڈرایا کرتی تھین - کہ ہم چاہین تو نکل جاوین "کلینی بسند ہائے معتبر بحیار روایت کردہ است از امام محمد باقر و امام جعفر صادق کہ گفت بعضے از زنان محمد گمان میکند کہ اگر مارا طلاق بگوید ما کفو خود را نخواہیم یافت از قوم خود کہ مارا تسنر و بیح نماید و بروایت دیگر زینب گفت کہ تو عدالت نمی کنی میان ما با آنکہ پیغمبر خدائی و حفصہ گفت کہ اگر مارا طلاق بگوید ہمتائے خود را خواہیم یافت از قوم خود کہ مارا تسنر و بیح نماید و بروایت دیگر این ہر دو سخن را زینب گفت" حیات القلوب باب ۵۲ صفحہ ۲۳ بلکہ حضرت کو نکل جانے کا بڑا اندیشہ خود اپنی پیاری بی بی عایشہ کی نسبت بھی رہا کرتا تھا - چنانچہ جب آپنے آیت تخییر سنائی "تب حضرت کو بھی غم عایشہ کی وصلت کا اور فراق دامنگیر حال ہوا کہ ایسا نہو عائشہ دنیا کو اور زینت دنیا کو اختیار کرے" یعنی میرے پاس سے نکل جاوے - منہاج جلد ۲ صفحہ ۵۱ دوسری بات یہ ہے - کہ اگر حضرت کو کوئی ضرورت درپیش آتی تو وہ اس آیت کی اصلاً پروا نہ کرتے بلکہ حرف غلط کیطرح مٹا دیتے - یہ سب خود غرضی پر مبنی تھا - کیونکہ اگر اس آیت سے مطلق منع طلاق وغیرہ نکلتا ہے تو اس واقعہ کے بعد ماریہ کے ساتھ پکڑے جانے پر آپنے اپنی ازواج کو دھمکایا کیسے تھا" ابھی اگر نبی طلاق دے تم سب کو اسکا رب بدلے دیوے عورتین تم سے بہتر تحریم ع یہان طلاق دینے کا اختیار بھی ثابت ہے وہ اگر نبی چاہے" - اور دوسری عورتین کرنے کا اختیار بھی خدا جانے یہ

مولوی قران کو کس طرح پڑھتے ہین - حضرت اپنے عمل سے جا بجا بار بار آسمانی
کو توڑتے ہین - جسکو وہ کلام خدا بتاتے ہین - مگر خیر ہم مولویون کو - انہی کے بیان
ہین انکی خاطر ایک دم کو ملے لیتے ہین کہ حضرت پر جوروُن کی تعداد محدود ہوگئی
تھی اور یہ بھی کہ وہ کسی جورو کو طلاق نہ دیوین - تو بھی آپ گوش ہوش سے سنیئے
کہ اس آیت مین ممانعت ہے تو جوروُن کی نہ مطلق عورتون کی کیونکہ آخر فقرہ
مین "جو مال ہے تیرے ہاتھ کا" اس قید سے مستثنیٰ ہے پس حضرت نے در اصل اپنے
اوپر آسانی کی کہ عیاشی بھی کرتے جاوین - نت نئی عورتون سے صحبت کرین کیونکہ
یہ وقت عروج اسلام کا ہے ہزارہا لونڈیان ایک سے ایک بڑھکر حور تمثال حضرت
کے ہاتھ آتی ہین - اور جورو مین کرنے کی سردردی بھی نہ اٹھاوین - چنانچہ مدارک
سے معلوم ہوتا ہے اس آیت کی تفسیر مین - کہ اس آیت کے بعد ماریہ لونڈی
سے حضرت ملے -

محمد علی صاحب نے بھی اپنی تلبیسات مین اس آیت سے استدلال کیا ہے اور حضرت
کی گویا مصیبتین بیان کرکے روئے ہین - مگر ہمنے دکھلایا کہ کیسی کچھ آسانی حضرت
نے اپنے نفس پر روا رکھی ہے - مگر ایک بات اور ہے کہ یہ آیت جیسا ہم کہہ چکے ہر طرح
بیت سے حضرت کے لئے کوئی معنی نہین رکھتی انکے اعمال اسکے خلاف ہر طرح سے
ہین - چنانچہ ملاؤن نے اسکو قران سے ہی منسوخ بتایا ہے اور حدیث سے بھی
مدارک مین ام سلمہ و عایشہ کی حدیث کا حوالہ ہے - اور آیت ماسبق سے بھی
اسکی منسوخ ہوتی ہے - یہ بھی مدارک ہی سے ظاہر ہے - مگر ہم اس پر ایک اور
شہادت خود ہندوستان کی لاتے ہین - صاحب تفسیر حقانی اپنے مقدمہ صفحہ ۱۳۰ مین
بیان فرماتے ہین "آیات قرانیہ اور احادیث نبویہ مین بھی تناسخ واقع ہوتا
ہے - یا نہین ؟ جمہور کہتے ہین واقع ہوتا ہے - اور اس کی دو قسم ہین اول
نسخ الکتاب بالسنۃ جیسا کہ یہ آیت لا یحل لک النساء الآیہ حدیث عایشہ

منسوخ ہے کہ آنحضرت صلعم نے انکو خبر دی ہے کہ خدا نے اُنکو جسقدر عورتین
چاہین مباح کر دین رواہ عبد الرزاق و النسائی و احمد و الترمذی و الحاکم۔ اقول
فیہ نظر کس لیئے کہ اس آیت کی ناسخ اس سے پہلی آیت ہے "پس معلوم ہوا کہ ہمارے
یار ایک آیت منسوخ سے استدلال کرکے حضرت کی پردہ پوشی کرتے ہین چنانچہ
صاحب تفسیر حقانی نے ان لوگون کی نسبت خوب فرمایا ہے (حاشیہ) "بعض حنفیہ شان
آنحضرت علیہ السلام کے لیئے نکاح محدود نہ ہونے کو عیب سمجھتے ہین اور اس حدیث
کو بہیرایۂ خیر خواہی اسلام بلا قاعدہ محدثین جھوٹھی بتاتے ہین" ہم اُن حنفیہ کہ
شان کو کیا کہین جب ایک ٹکے کی چوٹ پڑ جانے والا مسلمان "تفسیر فتح
المنان" مین اُنکی یون خبر لیتا ہے پس معلوم ہوا کہ اس آیت نے حضرت کو بچایا
نہین بلکہ اور بگاڑا کیونکہ حضرت نے عین اسکے خلاف عمل کیا۔

دفعہ ششم سنت انبیاء سابقین۔ ایک معذرت اور باقی رہی جاتی ہے۔ محمد علی
صاحب فرماتے ہین "جب انبیاء سابقین نے موافق رضا خدائے تعالی کے یہ فعل
کیا تو حضرت سرور انبیاء محمد مصطفیٰ بھی اسی زمرہ مین ہین۔ اُنکی لیئے کوئی نئی
اجازت کی ضرورت نہین ہے۔ وہی انبیاء سابقین کی اجازت کافی ہے جب
نبیون کا کرنا منصب نبوت کے خلاف اور قابل طعن ہوجاویگا" ص۱۷۵ پیغام محمدی۔ اور
مولوی محمد حسین بھی حضرت کو اسی برتے پر مثل داؤد و سلیمان کہتے ہین۔ محمد صاحب
کو انبیاء سابقین کے زمرہ مین تسلیم کون کرتا ہے۔ کہ آپ اُس تسلیم کی بنا پر استدلال
لیتے ہین انبیاء سابقین کے زمرہ مین حضرت کو بٹھانا یہ آپکی زبردستی ہے اور بل
اکی۔ ہان نہ مان مین تیرا مہمان۔ مگر جواب سنیئے۔

اعتراض یہ ہے کہ کسی نبی یا غیر نبی کو شریعت کے لحاظ سے عاصی و خاطی ثابت
ہوگا۔ آپ خود فرماتے ہین کہ "اس مین شک نہین کہ تعدد ازواج کو غیر محدود
چھوڑ دینا جیسا کہ شریعت موسوی مین کیا گیا حد اعتدال سے خارج ہے" ص۱۷۳

(۱) الٰہی مروجہ کے خلاف نہ کرنا چاہیئے اگر کریگا تو اس شریعت

پس آپ کو معلوم ہے کہ شریعت موسوی مین تعدد ازواج کو غیر محدود چھوڑ دیا گیا
پس اگر کسی نبی یا غیر نبی نے اُس شریعت کی متابعت مین غیر محدود جوروان کین
تو وہ اُس شریعت کے اعتبار سے پاک ہے۔ ہان اگر برخلاف اسکی اُس شریعت کے خلاف کوئی
فعل کیا جاوے جو اُسے اُس شریعت کے قبل وہ فعل مستحسن ہی کیون نہ رہا ہو
کرنیوالا گنہگار ہے جیسے شریعت موسوی کے قبل دو بہنون کا ایک وقت نکاح *
نے شریعت موسوی مین دو بہنون کا رکھنا حرام ہوا۔ پس اگر کوئی شخص اب دو
بہنین نکاح مین لاوے حرام کرتا ہے۔ ایسا ہی غیر محدود ازواج کا رکھنا شریعت
موسوی مین حلال تھا۔ مگر اب آپ فرماتے ہین کہ "شریعت محمدیہ نے ایسا نافع
اور عمدہ حکم دیا کہ پہلی شریعت اور اُسوقت کے رواج نے جو بلا حصر و تعیین جواز تعدد
کا فتوے دے رکھا تھا۔ اول تو اُسے چار مین محدود کر دیا۔ مگر اس جواز مین بھی
دل کی ایک سخت قید لگا دی" ص ۱۷۳ تو اب آپ بتائین کہ محمد صاحب نے جنہون نے
شریعت موسوی کی اصلاح مین دم مار کر بقول جناب "ایسا نافع اور عمدہ حکم دیا" اپنی
شریعت کے خلاف "ایسے نافع اور عمدہ حکم" کو کیون عدول کیا۔ انبیاء سابقین
نے موسوی شریعت پر ہو کر غیر محدود تعدد ازواج کو جائز رکھا۔ شریعت اسلام نے
اُسکو جائز نہین رکھا اور تعدد کو محدود کیا حتی کہ اگر کوئی مسلمان پانچ جوروان
ایک ساتھ رکھے تو وہ زنا کار کہلاوے اور انبیاء سابقین کی سنت یا شریعت
موسوی کا جواز اُسکی حمایت مین دم نہ مار سکے۔ حضرت نے ایسے "نافع اور عمدہ حکم" کا
شریعت محمدیہ سے خلاف کر کے کس طرح ۱۵ یا ۱۶ یا ۲۰ یا زیادہ جوروین کرین
اعتراض ہے سو یہ ہے آپ سمجھین نہین۔ یا تو محمد صاحب کو تعداد ازواج مین
شریعت موسوی کا پابند بنائین اور تعدد کے محدود کرنے کو ناجائز ٹھہرائین اور
اُسے "نافع اور عمدہ" حکم نہ فرما دین۔ یا محمد صاحب کو شریعت اسلام اور قرآن کا
عدول کرنے والا [illegible] نفس اور شہوت پرست مانین اور ہم جانتے ہین کہ کیون [illegible]

* میں حلال تھا حضرت یعقوب نے خود ایسا نکاح کیا

کا کرنا منصب نبوت کے خلاف نہین ہوسکتا مگر نو بیبیون کا کرنا منصب نبوت کے خلاف ہے" بلکہ منصب معمولی شرافت اور دینداری اسلام کے خلاف بھی - یہ آپ کے عذرات تھے - سچ ہے ع پائی چوبین سخت بے تمکین بود -

سید امیر علی صاحب اعلی اعتراضون سے بچنے کے لئے فرماتے ہین - کہ "غالباً یہ کہا جائیگا کہ آنحضرت کو نہ چاہئے تہا - کہ کسی ضرورت سے خواہ کیسی ہی شدید ہو تعدد ازدواج کی رسم قبیح کو خود عمل مین لاتے یا اسکو مباح کردیتے" صـ۳۱۳ یقیناً یہ ہرگز نہ کہا جائیگا - حضرت نے خوب کیا جو تعدد ازدواج کو عمل مین لاکر - ہم اسکنے کوئی بہتر اسپہ نہین رکھتے ہین - مگر ہان اگر اس رسم قبیح کو "مباح" کیا تھا تو اپنے لئے صرف اسقدر مباح رکھتے جو اورون کے لئے مباح رکھا تھا - اس سے تجاوز کرنے سے صرف یہ کہا جائیگا کہ "آنحضرت کو نہ چاہئے تھا کہ کسی ضرورت سے خواہ وہ کیسی ہی شدید ہو تعدد ازدواج کی رسم قبیح کو "اپنے لئے اس حد سے زیادہ روا رکھتے جو انہون نے اپنی شرع مین آپ مباح قرار دی تھی - جب کسی امتی کے لئے کسی ضرورت کی خواہ وہ کیسی ہی شدید ہو رعایت نہ رکھی تھی تو اپنے نفس کے لئے رعایت رکھنا کیا معنی تھا - اور یہی آپ سمجھ گئے ہین اور اب معلوم ہوگیا - کہ بعض مورخین عیسائی نے آنحضرت پہ طعن کیا کہ آنحضرت نے تعدد ازدواج کرکے اپنی نفس سے وہ رعایت کی جسکے مستحق آپ شرع شریف کے موجب نہ تھے" صـ۳۱۶ ہمارے ذی علم و شہرہ آفاق مسلمان جج نے لاکھ سر مارا کہ اس طعن کو مٹادے مگر اس طعن کا ایک ایک حرف ہزار زور کے ساتھ حضرت پر اور چسپان ہوگیا اور اسکا ایک ذرہ بھی ہمارے مخاطب کے اٹھانے سے نہ اوٹھ سکا -

فصل دہم متعۃ النسا -

عبادات کی نسبت صرف اسیقدر ... روائی اسلام کی نسبت ... اگر ... ہی

ہوتی تو صبر کیا جاتا۔ حضرت کی شریعت مین متعہ بھی حلال ہے۔ متعہ صریح رنڈی
بازی ہے خرچی دیکر کسی عورت سے رات دو رات تعلق پیدا کرنا اور چلتے
پھرتے نظر آنا نہین۔ بلکہ وہ صدہا روگ رنڈی بازی مین متعہ کرنے والونسے
زیادہ وفاداری و آدمیت برتتے ہین۔ مولوی محمد علی کہتے ہین کہ "متعہ کا جواز
تو قران مجید سے ثابت نہین ہوتا بلکہ کئی مقام سے اسکا حرام ہونا اظہر من
الشمس ہے۔ اب اگر احادیث سے اسکا ثبوت ہوتا ہو تو عیسایون کو اسپر اعتراض
کرنا ہرگز نہین پہونچتا" اور پھر یہ کہ "کیا متعہ کا ثبوت قران مجید سے ہوتا ہے ہرگز
نہین کیا ایسی آیتین قران مجید مین نہین ہین جن سے صاف صاف متعہ کی
حرمت ثابت ہوتی ہے بیشک ہین دیکھو ارغام الشیاطین وغیرہ" پیغام محمدی
ص ۱۷۵ و ۱۷۶ بیشک متعہ کا ثبوت قران سے ہوتا ہے اور ایسی کوئی آیت قران مین
نہین ہے جس سے صاف صاف متعہ کی حرمت ثابت ہوتی ہو۔ دیکھو ضربت حیدریہ
وغیرہ مسئلہ متعہ کے اثبات مین نص قران موجود ہے۔ فما استمتعتم بہ منھن فاتو
ھن اجورھن فریضۃً پھر جو کام مین لائے تم ان عورتون کو دیدو انکا اجورہ
جو مقرر ہوا۔ النساء ع ضربت حیدریہ مین نہایت قاطع دلایل سے ثابت
کردیا ہے کہ یہ آیت متعہ پر نص ہے۔ اور سنی علماء کو بھی اس امر جیسا شیعون نے
ثابت کیا ہے انکار نہین ہوسکا چنانچہ تفسیر ثعلبی مین منقول ہے کہ عمران
بن حصین کہتا ہے کہ نازل ہوئی آیت المتعہ بیچ کتاب اللہ تعالے کے نہین
نازل ہوئی بعد اس کے کوئی آیت جو منسوخ کرے اسکو پس امر کیا ہم کو
رسول اللہ صلعم نے اسکا متعہ کیا ہم نے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور وہ مر گئے اور نہین منع کیا ہم کو اس سے اور کہا ایک شخص نے اپنی رائے
سے جو چاہا" (یہ اشارہ ہے عمر کے حکم منع متعہ کی طرف) اور تبیان الحقایق
شرح کنز الدقایق مین کتاب النکاح محرمات مین مذکور ہے کہ ابن عباس

علت متعہ مین اس آیت سے استدلال کرتے تھے -

اور یہ تو سب کو معلوم ہے کہ ہدایہ مین امام مالک کی نسبت منسوب کیا گیا کہ وہ متعہ کے جواز کا قایل ہے پس اس کو انکار نہین ہوسکتا کہ قران [illegible] متعہ موجود ہے سنی ناحق اس کو منسوخ بتاتے ہین کوئی [illegible] ہونیکا نہین ہے شیعون نے بڑے بڑے قطعی دلائل [illegible] ثابت کر دیا ہے کہ اسلام مین خود بحکم محمد صاحب متعہ حلال تھا - اور [illegible] حلال ہے - چنانچہ جملہ امامیہ اسپر کاربند ہین پس آپکا یہ کہنا کہ متعہ کا [illegible] قران سے نہین ثابت مردود ہے - اور یہ حیلہ کہ چونکہ احادیث مین اسکا ثبوت ہے اس لیئے عیسائیون کو اسپر اعتراض کرنا ہرگز نہین پہونچتا ابلہ فریبی ہے - ہم اسلام پر اعتراض کرتے ہین اور اسلام کی بنیاد تم خود قران اور احادیث دونون کو تسلیم کرتے ہو پس اگر قران مین مسئلہ متعہ کا ثبوت نہوتا - بلکہ صرف حدیث مین ہوتا تو بھی اسلام ہمارے اعتراض سے محفوظ نہین رہ سکتا ہے - مگر اب تو قران کی نص صریح ہے اور کوئی امر منافی متعہ قران مین نہین اور احادیث بھی موجود ہین جو قطعی ہین - اور اسپر مسلمانان طبقہ اولے و ثانی کے عمل بھی موجود تھے جنپر تواریخ شاہد ہے پس متعہ سے انکار کرنا اور اسلام کو ماننا ممکن نہین سنیون نے اب متعہ کو باوجود تسلیم سند حدیث حرام ٹھہرایا ہے - اور کچھ اسی بنا پر جس بنا پر ہمارے سید صاحب کثرت ازدواجی سے بیزار ہین اور اس کو اب زناکاری کا تعلق فرماتے ہین - دراصل متعہ نہایت ہی بے حیائی بداخلاقی و عیاشی کا مسئلہ ہے عورتون کو [illegible] کام مین لانا ہے مگر قران کی آیت مذکورہ صاف صاف اسکی موید ہے سنی اس متعہ کو یہ نہین کہتے کہ اسلام مین حلال نہ تھا - بلکہ صرف یہ کہ حضرت نے آخر زمانہ مین اسکو حرام ٹھہرا دیا - حضرت کے وقت مین وہ حرام نہ تھا - بھی تمہارے حضرت بھی بڑے حضرت تھے - چنانچہ مترجم موطا امام مالک نکاح المتعہ

درست تھا پہر ہمیشہ کے واسطے حرام ہوا پہر عمرہ قضا میں

فایدہ مین یون قمطراز ہے کہ "اوایل اسلام مین درست ہوا پہر فتح مکہ کے روز حرام ہوا پہر جنگ اوطاس مین درست ہوا پہر حرام ہوا پہر تبوک مین درست ہوا پہر حجۃ الوداع مین حرام ہوا اس بار بار کی حرمت اور حلت سے لوگون کو شبہ باقی رہا بعض لوگ متعہ کرتے تھے بعض نہین کرتے تھے۔ یہان تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہولی۔ اور حضرت ابو بکر کی خلافت مین ایسا ہی رہا اور حضرت عمر کی اوایل خلافت مین بھی یہی حال رہا بعد اس کے حضرت عمر نے اُسکی حرمت بر سر منبر بیان کی جب لوگون نے متعہ کرنا چھوڑ دیا مگر بعض صحابہ اُس کے جواز کے قایل رہے جیسے جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو سعید اور معاویہ اور اسماء بنت ابی بکر اور عبد اللہ بن عباس اور عمر بن حریث اور سلمہ بن الاکوع اور ایک جماعت تابعین مین سے بھی جواز کی قایل ہولی ہے۔ (ملخص زرقانی)" کشف الغطا مطبوعہ مطبع مرتضوی دہلی سنہ ۱۲۹۶ء جلد ثانی صفحہ ۳۴۱ غزوہ خیبر سنہ ۷ ہجری مین واقع ہوا یعنی دعوے نبوت سے ۲۰ برس بعد حضرت اس کے ۳ برس بعد مر گئے۔ فتح مکہ سنہ ۸ ہجری مین ہولی غزوہ تبوک سنہ ۹ ہجری مین ہوا اور آخری حرمت متعہ عوبہ حجۃ الوداع مین ہولی جو آخری سال حضرت کی عمر کا تھا پس کم سے کم ۲۰ برس زمانہ نبوت محمد صاحب مین متعہ کا حلال رہنا خود مخالفین متعہ کے اقوال سے ثابت ہے اور یہ سال سوا سال قبل وفات حضرت متعہ کے حرام ہونیکا شبہ تاریخی قرینہ سے باطل ہے کیونکہ سنی اس سے بھی انکار نہین کرتے کہ حضرت عمر نے پہلا حکم دیا تہا۔ کہ جو شخص متعہ کریگا مین اسکو رجم کرونگا مگر خلیفہ اول ابو بکر کے زمانہ مین متعہ ہوتا رہا۔ اور اس عمر کے فیصلہ کو خود اس کے بیٹے نے خلاف شرع کہا۔ چنانچہ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفا مین عمر کو اول من حرم المتعہ قول شخص جس نے متعہ کو حرام ٹھہرایا سمجھتے ہین پس خلیفہ اول ابو بکر کے

زمانہ مین متعہ حرام ہوا- اگر محمد صاحب اپنی حیات مین متعہ کو حرام کر گئے تھے تو خلیفہ اول کے عہد مین حلال کیسے ہوگیا تھا کہ حرمت کا حکم عمر کو دینا پڑا حقیقت یون ہے کہ متعہ حرام کبھی نہین ہوا آیت متعہ قران مین موجود ہے- اسکا ناسخ کوئی حکم قران مین نہین- اور اگر قران مین کوئی آیت حرمت متعہ پر ہوتی تو ہرگز اختلاف صحابہ کے لئے گنجایش نہ تھی- اور اگر قران مین صریح آیت متعہ وارد نہوتی تو عبداللہ بن مسعود سا قران دان متعہ پر اصرار کیونکر کرسکتا- چنانچہ صحابہ کے عمل کی یہ کیفیت ہے جیسا جابر سے اوپر منقول ہوا وہ کہتا تھا کہ ہمنے متعہ کیا عہد رسول اللہ صلعم مین اور عہد ابو بکر اور نصف خلافت عمر مین پھر منع کیا اس نے لوگون کو اس سے یہ ایک بڑا مسئلہ ہے جسکے طرح طرح کے اثبات شیعہ مقابلہ مین سنیون کے دیکھکر اور سنیون سے کوئی جواب نہ بن پڑا جو شخص چاہے طرفین کی کتب مناظرہ اس باب مین دیکھ لے-

پس اہل سنت کا متعہ کو حرام ٹھیرانا قران وسنت سے درگذر کرنا ہے شیعی حق پر ہین ورنہ اسکی حرمت ایسی ہی ہے جیسی کہ کثرت ازواجی کی جسکو ہمارے سید صاحب مخالف منشاء قران وتعلیم محمدی سمجھکر "زناکاری کا تعلق" فرماتے ہین-

فصل یازدہم

تقویم پارینہ

اب کہ ہمنے حضرت کے ازدواج کے حالات مفصل پر تحقیق کے ساتھ نظر ڈالی اور انکے ساتھ حضرت کی بیحیائی کے تعلقات دیکھے ہم یہ کہے بغیر نہین رہ سکتے اگر وہ بمصداق الحق مر انکے تابعین کو کیسا ہی ناگوار کیون نہ معلوم ہو کہ حضرت شہوت پرست وعیاش پرلے درجہ کے تھے-

خدیجہ کی وفات کے دو ماہ بعد ہی حضرت نے دو عورتون سے یعنی سودہ اور عایشہ سے نکاح کرلیا اور انہی جوروون کا روزنامچہ جس سے مسلمان انکار نہین کرسکتے ہم ہدیہ ناظرین

کرتے ہین -

سنہ	حضرت کی عمر شریف	نام ازواج مطہرات	مختصر کیفیت ازواج مطہرات کی
۱۰ نبوی	۵۱ سال -	سودہ	حضرت سودہ کو جبتک عائشہ تیار نہ ہوئی مثل پتل کے رکھتے رہے مابعد کبرسنی کے باعث حضرت نے انکو بالکل پنشن دیدی تھی اور انکی جگہ عائشہ کو قبول فرمایا - اور محمد حسین بٹالوی کے قول پلاؤ اور جو کی سوکھی روٹی کی داد دی -
		عائشہ	اسوقت انکی عمر کل سات سال کی تھی پہلے ہی سے حضرت نے انکو اپنے واسطے رکھ چھوڑا -
سنہ ۱	۵۳	ایضاً	دو برس بعد جب عائشہ ۹ برس کی ہوئین حضرت نے الکے زفاف فرمایا یہ حضرت کی بڑی چہیتی بی بی تھین کیونکہ کنواری صرف یہی تھین یعنی منکوحہ عورتون مین - ماریہ لونڈی بھی کنواری تھی بعد عائشہ کے حضرت اسپر بھی دلدادہ تھے - اور یون تو تمام جوان عورتون کو چاہتے تھے -
سنہ ۳	۵۵	حفصہ	یہ بڑی قبول صورت پری تمثال عورت ۱۷ سال کی نوجوان تھی -
ایضاً	ایضاً	ام المساکین	یہ بہت جلد فوت ہوگئی -
سنہ ۴	۵۶	ام سلمہ	کوئی ۲۷ سال کی عمر والی عورت تھی -
سنہ ۵	۵۷	زینب بنت جحش	یہ زید حضرت کے فرزند متبنیٰ کی جورو تھی مگر بڑی حسین

سنہ	حضرت کی عمر شریف	نام ازواج مطہرات	مختصر کیفیت ازواج مطہرات کی
			ماہ پارہ عابدہ فریب تھی آخر حضرت نے اسکو اپنی جورو بنا لیا۔
سنہ ۶	۵۷	ریحانہ	حضرت نے اسکو بہت سی عورتون مین سے چھانٹ کر اپنی جورو بنایا۔
سنہ ۶	۵۸	جویریہ	از حد حسین عمر اسکی ۲۰ سال تھی۔
سنہ ۷	۵۹	ماریہ قبطی	گورے رنگ والی بڑی صاحب جمال تھی حضرت اسپر فدا تھے حتیٰ کہ عایشہ رشک کھاتی تھی آپکو تحفہ مین ملی تھی اور کنواری تھی۔
سنہ ۷	۵۹	صفیہ	از حد حسین تھی نوعمر وس ۱۷ سال کی۔
ایضاً	ایضاً	ام حبیبہ	اسکو حضرت نے اپنے واسطے حبش سے بلوایا تھا اُسکی عمر تیس سال تھی حضرت اسکو ایک ملکی غرض سے بھی نکاح مین لائے تھے۔
ایضاً	ایضاً	میمونہ	انھون نے حضرت کو اپنا نفس بخش دیا تھا ع برگ سبز است تحفہ درویش۔ اور حضرت نے جود و کرم کا کام فرما کر کہ ع گر قبول افتد زہی عز و شرف۔ قبول فرمالیا اور اس مین ایک بڑی غرض یہ بھی تھی کہ آپ اسکے رشتہ دارون کا جو مخالفت کرتے تھے ٹھنڈا کرنا چاہتے تھے۔

اب حضرت کے جوروئین فراہم کرنیکے آگے بجز موت کے کوئی روک باقی نہ رہی تھی۔ آخر حضرت ہجرت کے دس برس بعد مر گئے اور مرتے مرتے نکاح کر گئے چنانچہ حیات القلوب والا کسی شنیاء دختر صلت کا ذکر کرتا ہے "کہ حضرت اورا تزویج نمود و پیش از ان کہ او بخدمت حضرت بیاورند حضرت از دار فانی رحلت نمود" صفحہ ۶۰۲ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بستر مرگ ہی پر جبکہ وہ بستر مرگ نہ ہلاتے تھے حضرت نے یہ نکاح کیا تھا مگر نوبت صحبت کی نہ آنے پائی۔ یہ انتہائی بوالہوسی ہے!

یہ روزنامچہ ہی مکمل نہیں کیونکہ اس میں حضرت کی چار لونڈیوں میں سے دو کا تذکرہ نہیں کیا گیا صاف عیاں ہے کہ علاوہ بی بی خدیجہ کے جنکا انتقال قبل ہو گیا تھا حضرت کے پاس کم سے کم کوئی چودہ جوروئین تھیں اور حضرت نے یہ نکاح وغیرہ بعد وفات خدیجہ شروع کئے تھے خدیجہ سنہ ۱۰ دعوے نبوت میں مری اور اس کے بعد حضرت ۱۳ برس اور جیئے۔ اگر حضرت اس ۱۳ برس کے زمانہ میں صرف ۱۳ عورتین کرتے تو وہ شیخ سعدی کے اس لطیفہ کے مصداق ہوتے "زنے نو کن اے دوست ہر نو بہار - کہ تقویم پاری نیاید بکار"۔ مگر حضرت نے برس کا ۱ عدد کر دیا۔

ہمارے مخاطب اول تو حضرت کے حرم سرا کی تعداد میں قطع برید کرتے رہے پھر حضرت کی جوروؤں کو بڈھی سے بڈھی ثابت کرتے رہے اور یہی کہتے گئے کہ بیکس بیواؤں کی پرورش کرنیکے لئے حضرت جوروئین رکھے تھے گویا حرم سرا کیا ایک محتاج خانہ تھا۔ مگر ہم نے دکھلایا کہ حضرت شہوت رانی و عیاشی کرتے تھے۔ ہر عمر کی ایک عورت حضرت رکھتے تھے۔ یہاں ۷ سے ۹ برس تک کی باکرہ بھی ہے ۱۷ برس کی نوعروس بھی۔ دو تین ۲۰ سال والی بھی۔ ۲۷ سال والی بھی۔ ۳۰ والی بھی۔ ۳۵ والی بھی۔ ۴۰ والی بھی۔ اور پچاس والی بھی۔ تاکہ ہوس کم نہو اور تجربہ زیادہ ہو فرنگی محل چینی محل حبشی محل والوں نے حضرت ہی کو اپنا استاد مانا ہوگا۔ یہ سوجھ بوجھ۔ مرحبا سید مکی مدنی العربی ہی کو تھی۔ اور عورتوں کا انتخاب حضرت یون کرتے تھے۔ چنانچہ حیات القلوب والے نے لکھا ہے "کلینی بسند معتبر روایت کردہ است کہ چون

حضرت رسول ارادہ خواستگاری زنے می نمود زنے را فرستاد کہ نظر کند بسوی
او وی فرمود کہ بوکن گردنش را اگر گردنش خوش بوست ہمہ بدنش خوش بوست و نظر کن
پاہیش را ملاحظہ کن کہ اگر آنجا پر گوشت است ہمہ جائے تن او پر گوشت است" ۵ عورتون
کی پرکھ تو شاید کسی رئیس اودہ کو بھی نہ معلوم تھی۔ اے سید صاحب شرم کیجئے اور الہ دیجئے کہ کیا
مانئے حضرت عیاش تھی پر گوشت عورتون کو تلاش کرا کرا اور جبرائیل کے لائے ہوئے ہریسہ
اور حبوب امساک کہا کہا کر یا شہد اور کیکر کا رس پی پی کر جسکا پتا مولانا عماد الدین نے دیباچہ تاریخ
محمدی (ص ۲۳۲) رات بھر عیاشی کیا کرتے تھے۔ جیسا خود محمد حسین قبول کرتے ہین کہ حضرت
ایک ہی ساعت مین رات یا دن کے بھی ازواج سے ہمبستر ہوتے" ص ۱۹۲ پس بیوہ پروری کا
خیال تو جانے دیجئے محمد حسین کہتے ہین کہ "مخالف بھی تجویز نہین کر سکتا کہ آپکا تکثر و تعدد
نکاح شہوت پرستی و نفس پروری کی غرض سے تھا۔۔ آپ نفسانی اغراض رکھتے اور اُن اغراض
سے عیش چاہتے تو عالم شباب مین رسم و رواج قوم کے مطابق بہت سی عورتین نکاح مین لاسکتے
تھے جو بھی جوان اور باکرہ جو نفسانی اغراض کا اصل محل مین" ص ۱۷۱ و ۱۷۲ اسکا جواب ہم دیچکے کہ
عالم شباب مین زندگی عشق ثمن ثمین تھا حضرت کو ایک جورو ڈھونڈے نہ مل سکتی تھی۔ اور
جب خدیجہ سی آپنے نکاح کیا تو آپ اسکی زندگی بھر اس کے حلقہ بگوش طوعاً و کرہاً رہے کان ہلانے
کا بھی کوئی ظاہری موقع نہ تھا۔ پھر مولوی صاحب فرماتے ہین اگر کوئی اس بات کو نہ مانے۔ اور مانے
کیسے۔ تو وہ یہی خیال کرے کہ اس تکثر و تعدد ازواج پر باعث آپکو نفسانی اغراض ہوتے تو
جسوقت آپ صاحب سلطنت اور ملک عرب مین و شام کے مالک و متصرف ہو گئے۔ اور اس تعداد
نکاح کے مرتکب ہوئے تھے۔ اسی وقت آپ جوان باکرہ عورتون سے نکاح کرتے" مولویصاحب کو نہین
معلوم کہ جیون ہی حضرت نے اپنے آپکو صاحب سلطنت دیکھا ملک الموت نے رگ جان کو کاٹا
حضرت کو جینے کی مہلت ہی نہ ملی اور کوئی نئی کلی دل کی نہ کھلی ع امید بستہ بر آمد ولے
چہ فائدہ زان۔ امید نیست کہ عمر گذشتہ باز آید مگر آپ ہماری تقویم کا مطالعہ کرین اور
حضرت کی حرم سرا کا تماشہ دیکھین۔ حفصہ جوان بھی ہے۔ اور خوبصورت۔ زینب حسن

جمال کی موہنی مورت صفیہ نو عروس ۱۷ سال جویریہ نئی عمر پری تمثال پہچانہ کو
حضرت نے چھانٹ کر پسند کر لیا ہے اور عائشہ کی کم سنی نے آپکو اپنا پابند -
عروش ماریہ شہرہ آفاق ہے - جدائی اسکی حضرت کو شاق ہے مگر آپکو جوان اور باکرہ
عورتون کا پتہ نہین لگتا - عائشہ بھی باکرہ ہے - ماریہ بھی باکرہ ہے - اور کیا چاہیئے - دوسری
عورتین جوانی کا نمونہ ہین اگر باکرہ نہین تو کیا مضایقہ جہانگیر ایک غیر باکرہ بیوہ عورت کی
طلب مین کیون دیوانہ تھا - اور پھر یہ حضرت کی ازواج کس رنگ ڈھنگ کی نہین
ہم بتاتے ہین ملکہ آپ کو اپنا کہا یاد دلاتے ہین سورہ احزاب ع۴ مین خدا کو آپ سے
کہنا پڑا " اے نبی کی بیویو تم اور عورتون کی طرح نہین تم خدا سے ڈرنے والی ہو
تو اجنبی مرد سے لچک اور پیار کی بات نہ کرو اس سے بیمار دل والے طمع کرینگے - دستور
کے موافق بات کیا کرو - گھر مین پڑی رہو - نادانی کے زمانہ کیطرح اپنی زینت اجنبی
مردون کو نہ دکھاؤ " (خطبہ ص۳۲۵) ان عورتون کو آپ بڑھیا ناحق کہتے ہین حضرت
کو انکی جوانی کا اسقدر جو اندیشہ تھا -

اور یہ جو آپنے ارشاد فرمایا کہ "عقلی و طبعی قاعدہ ہے کہ جس عورت کا جمال و شباب کسی مرد
کو محبوب و معشوق ہوتا ہے وہ اسکے ہوتے دوسری عورت کا جو جمال و شباب مین اس سے
کمتر ہو ہرگز طالب و راغب نہین ہوتا" ص۱۷۸ اسکی تصدیق بھی سودہ اور عائشہ کے حالات
مین ہم دکھلا چکے جو عیاش بہت سی نمایشی عورتین جمع کر رکھتے ہین وہ بھی کسی ایک
پر دلدادہ رہتے ہین ہماری حضرت علیہ السلام بھی بنت ابوبکر پر گرویدہ تھے - کیونکہ یہ
بھی باکرہ تھین - اور کمسن بھی بعد انکے یعنی دوسرے درجہ پر آپ سفید پوست ماریہ پر
شیدا تھے یہ بھی عائشہ کی مثیل تھی - اس کے بعد جویریہ پر پھر صفیہ پر پھر حفصہ پر علی ہذا
القیاس ہر جوان پر سودہ عمر مین بڑی تھی حضرت نے اسکو پنشن عطا فرمائی میمونہ اور
ام حبیبہ وغیرہ جو عمر مین کچھ زیادہ تھین - حضرت کے دل مین کم جگہ پاتی تھین - مگر یہ عورتین
بھی بڑھی نہ تھین - بلکہ جنکو آپ بڑھیا سمجھتے ہین اسپر بھی جناب کا یہ سخن چسپان ہوتا ہے

کہ ”بت جن کو زینت و سنگار سے بوڑھیا بھی جوان معلوم ہوتی ہے اور وہ شدت کے حریصون کی محل طمع ہو جاتی ہے“ خطبہ صفحہ ۳۲۹ اس سے حضرت بیمار دل لوگون سے اندیشہ نال تھی۔ اور ان ازواج کو ارشاد تھا کہ اون سے لچک اور پیار کی بات نہ کرو۔ اور نہ ان کو اپنی زینت دکھلاؤ، مولوی صاحب کس کس بات کا انکار کروگے حضرت اپنی کرنی کرتوت کے کافی سے زیادہ ثبوت اپنی تاریخ مین لکھا گئے ہین۔

فصل دوازدہم طلاق

ہم نے ابتدا مین بیان کیا کہ طلاق و کثرت ازدواجی لازم و ملزوم ہین بلکہ ہمیشہ ہمدوش چلنے والے۔ ایک برائی کی اصلاح دوسری برائی سے ہوتی ہے۔ اس لئے شرع عیسوی نے کثرت ازدواجی کو حرام ٹھہرا کر طلاق کو حرام ٹھہرایا۔ اور صرف ایک حالت مین یعنی زنا کی حالت مین اسکو جائز رکھا۔ عہد عتیق مین کثرت ازدواجی حلال و مباح تھی طلاق بھی حلال و مباح تھا۔ اور خداوند مسیح نے طلاق کو انسان کی سخت دلی کا نتیجہ بتلایا۔ اسلام مین جب کثرت ازدواجی حلال و مشروع بلکہ ایک مستحسن امر ٹھہرا تو اس حال مین کوئی الزام اسلام پر عاید نہین ہو سکتا کہ اسنے طلاق کو کیون جائز رکھا مگر یہ امر کہ در اصل طلاق ایک برائی ہے اور خداوند کو ناپسند پیغمبر اسلام کے ناموافق اقوال بھی اسکی تائید [illegible] کے عیسوی شریعت سے طلاق کی تصدیق کرتے ہین۔ چنانچہ سید صاحب ایک حدیث نقل کرتے ہین کہ آنحضرت نے فرمایا خدا نے کوئی چیز دنیا مین ایسی نہین پیدا کی جسکو وہ طلاق سے زیادہ ناپسند کرتا ہو۔ صفحہ ۲۱۶ اور مولوی محمد علی صاحب بھی ایک حدیث سناتے ہیں۔ کہ ”حلال چیزون مین خدا کو زیادہ غصہ مین لانے والی طلاق ہے“ صفحہ ۱۶۴ پیغام محمدی پس یہان سے اظہر ہے کہ طلاق خدا کو ناپسند اور اسکی مرضی کے خلاف بلکہ اسکو غصہ مین لانے والی ہے *۔ مباح قرار دیکر خدا کے غضب کو بھڑکا دے۔ مگر اس اسلامی طلاق کو اسلام کے حامی بہت رنگ دیکر پیش کرتے ہین سید صاحب فرماتے ہین آنحضرت طلاق کے مفہوم و معنی کو بہت ناپسند فرماتے تھے۔ اور اس کے وجود فا بجی

* ہم اب یہ جرأت اسلام ہی کو ہو سکتی تھی کہ وہ ایسے امر کو جسکو انکا پیغمبر صحیح خدا کی ناپسند اور اسکو غصہ میں لانیوالا جانتا تھا۔

یعنی عقل کو قاطع بنیان تمدن جانتے تھے۔ (شکر ہے) مگر باین ہمہ ایک حکیمانہ قانون طلاق منضبط کرکے آپنے اُن ضرورتون کا تدارک کامل فرمایا جو تمام اوقات مین اور سب خاندانون مین اسوقت تک ضرور پیش آینگے جبتک کے انسان جامہ بشریت پہنے رہیگا" صـ۲۱ محمد علی صاحب فرماتے ہین کہ شریعت محمدیہ نے اسبات مین ایسے احکام نافذ کئے جس سے شریعت کا پابند بجز حالت ضرورت اور مجبوری کے کسی طرح بیوی کو علیحدہ نہین کرسکتا" صـ۱۶۴ اور پھر بزرگ مولوی صفدر علی صاحب کے اس قول کی کہ قران و حدیث لوگون کو یہ سکھاتے ہین کہ جب تمہاری خواہش ہوا کرے جوروُن کو طلاق دیدیا کرو" تردید کرتے ہین۔ پیغام محمدی صـ۱۶۵ مین ایک عملی دلیل سے اس امر کو ثابت کرکے دیتا ہون کہ دراصل قران و حدیث کا منشا وہی ہے جو مولوی صفدر علی صاحب نے بیان کیا۔ بلا کسی وجہ کے بھی جب چاہے مرد جورو کو طلاق دیدے اور دوسری جورو کرے۔ اسلام کے اماموں نے ایسا کیا پیغمبر اسلام کے پیارون نے ایسا کیا وہ جو بہشت کے سردار سمجھے جاتے ہین انہون نے ایسا کیا۔ جو پیشوا امت محمدیہ مین ہین انہون نے ایسا کیا۔ جو اسلام اور قران اور حدیث اور سنت نبی کے منادی ہین۔ انہون نے ایسا کیا۔ اور خوب ضرور سے کیا بڑے مزے سے کیا۔ پوری طرح شریعت کا پابند ہوکر کیا اور کوئی اصول شریعت محمدیہ انکو اس بے اعتدالی فطرتی سے روکنیوالا نہ تھا اور نہ کسی نے انکو بے ایمان مسلمان کہا نہ شریعت کا توڑنے والا۔

سید امیر علی صاحب نے بڑی دلبری سے فرمایا ہے کہ حضرت علی اور انکے صاحب زادون نے کیسی عالی ہمتی ظاہر فرمائی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ حرمت نسوان کا ایک غیر مکتوب قانون مسلمانون مین علیحدہ مقرر ہو گیا" صـ۲۳ مین حضرت علی کے صاحبزادون مین سے ایک کے نظیراً پیش کرتا ہون تاکہ حرمت نسوان کا غیر مکتوب قانون ظاہر ہو جاوے۔

حضرت امام حسن - محمد صاحب نے انکو جوانان بہشت کا سردار فرمایا ہے "آپ سینہ سے لیکر سر تک رسول خدا سے مشابہ تھے" اور جسمانی مشابہت کے موافق آپکو اخلاقی مشابہت بھی تھی۔ مراۃ الکائنات مین ہے کہ تمام تواریخون مین مذکور رہے کہ حضرت امام حسن

بڑے کثرت سے نکاح کرنے والے اور طلاق دینے والے تھے حتی کہ اپنی والد کے حین حیات انہون نے ۹۰ یا ۱۱۰ نکاح کئے اور باوجود حسن خلاق کے اور اسی وجہ سے انہین نے ہر ایک کو طلاق دیدیا۔ فاطمہ کا نکاح حضرت علی کے ساتھ سنہ ۲ھ مین ہوا اور حضرت علی سنہ ۴۰ھ مین مقتول ہوئے پیدائش امام حسن سنہ ۳ھ کی ہے اور اگر فرض کیا جاوے کہ انہون نے شروع سن سے عیاشی کرنا شروع کی تھی اور اس سن کو ابتدائی زمانہ ۱۷ برس کا فرض کرین جو سنہ ۲۰ھ مین ہوتا ہے تو انکے والد کی وفات تک ۲۰ برس باقی رہتے ہین تو اس حساب سے ۲۰ برس مین حضرت نے (۹۰ یا ۱۱۰ کا اوسط قریب) ۱۰۰ جوروئین کین۔ مگر کبھی چار سے زیادہ ایک آن مین نہین رکھین بپابندی شرع محمدیہ پس صاف ظاہر ہے کہ حضرت امام حسن بحساب ۵ جوروئین فی سال طلاق دیتے تھے یعنی ہر ڈھائی ماہ مین ایک نئی جورو کرتے تھے اور پرانی کو طلاق دیتے تھے۔ بعد وفات علی امام حسن ۹ برس اور جئے کیونکہ سنہ ۴۹ھ مین انکو انکی جورو نے زہر دیکر مار ڈالا[1]۔ اس ۹ برس کے عرصہ مین ۹ × ۵ = ۴۵ نکاح اور طلاق حضرت نے اور کئے ہونگے۔ یا نکئے ہون قبل ہی آسودہ ہو گئے ہون مگر اس مین شک نہین کہ وہ سوا سو جوروئین جنکا ذکر اوپر کیا گیا علاوہ ان بے شمار لونڈیون کے ہین جو کسی حساب مین نہین آسکتی۔ مگر ناظرین انکا بھی خیال رکھین اب آپ فرماوین یا امام عیاش

[1] حاشیہ تاریخ الائمہ مصنفہ سید ویر حسین خان صاحب بہادر قائم مقام سب جج مطبوعہ لکھنؤ رفاہ عام ۱۳۰۸ھ مین کتاب کنز المصائب سے منقول ہے کہ معاویہ نے ایک پارچہ زہر آلودہ زوجہ امام حسن مسماۃ جعدہ بنت اشعث کو اس ہدایت سے بھیجا کہ جب امام حسن تیرے پاس آوین تو بعد انکے فراغ خلوت اس رومال زہر آلودہ سے آپکے جسم اطہر کو پاک کرنا کہ زہر اسکا جسم امام حسن مین اثر کرے گا۔ اور پھر جان بر نہ ہو وین گے۔ چنانچہ اس ملعونہ نے ایسا کیا اور بوجہ اس صدمہ کے ۴۰ روز تک آپ تکلیف مین رہے " جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کے جان بھی عیاشی کے قربان کی اور خدا جانے کسی مرض مین مبتلا کر مرے جس کے لئے اس قسم کے تصوف کی ضرورت پیدا ہوئی۔

بلا کسی وجہ کے محض حظ نفس کی غرض سے نکاح پر نکاح کرتا جاتا ہے اور طلاق پر
طلاق دیتا ہے اور آپ نہیں کہہ سکتے کہ اُس نے شریعت محمدیہ کا عدول کیا یا وہ اسکے اعتبار سے
گنہگار و عیاش ٹھہرا۔ اور اگر آج کوئی مسلمان اس امام کیطرح نکاح و طلاق کو روا رکھے تو
کون اسکو برا کہہ سکتا ہے حضرت علی زندہ ہیں۔ امیر المومنین ہیں انکی آنکھوں کے سامنے نساب
زادہ بلند اقبال یہ کر رہے ہیں اور کوئی حکم شرع اُنکے عمل کے خلاف وہ نہیں پاتے
بلکہ صحابہ بھی کہتے ہیں "بہتر اس اُمت میں سے وہ شخص ہے جسکی بیبیاں بہت ہیں" منہاج
ص۲۷ اور بہت جورواں بھی ہوں جب بہت طلاق ہوں اور بہت طلاق ویسی ہی ہوں
جیسے امام حسن نے دئے۔

ہم اس حیوانی حرکت کو کیا کہیں اور اس کے مرتکب کو کس موضوع نام سے یاد کریں اگر مسلمان
انصاف کریں تو خود سمجھ سکتے ہیں چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب اس شخص کی نسبت
جو چار جوروں سے بھی آسودہ نہیں ہوتا اور زیادہ عورتیں چاہتا ہے یہ ارشاد فرماتے ہیں
"اگر کوئی ایسا چھپا رستم نکل آئے جو چار قوی اور توانا عورتوں کا کام تمام کرکے بھی خود ناکام رہے
تو اسکی حاجت روائی کے لئے پانچویں یا چھٹی عورت کی اجازت دینے کی نسبت کم مضرت اور
سہل العمل یہ ترکیب ہے کہ وہ پہلی چار اسامیوں کو پنشن و یکے بعد دیگرے یا یکبارگی ریٹائر کردے
اور انکی جگہ چار امیدوار لی کرے انکو بھی وہ چھپا رستم ہرا دے تو انکو چھوڑ کر چار اور کرلے وعلی ہذا
القیاس۔ ایسے شخص مفروض الوجود والصفات کو چار کی موجودگی میں پانچویں کی اجازت دیگا
تو دینداروں بدمعاشوں و عیاشوں کو ایک حیلہ و بہانہ ہاتھ آجائیگا۔ وہ اس بہانہ سے بہت سی
عورتوں کو گھیر لیں گے۔ اور مخلوق خدا کے حق تلفی کریں گے دیندار انکو اُنکے دعوے کی
بموجب کہا اور حقیقت میں وہ بدمعاش ہیں" ص۱۹۶ مولوی صاحب کو ہرگز نہیں یاد تھا کہ
ایسا شخص "مفروض الوجود والصفات" نہیں ہے بلکہ خود امام حسن صاحب ہیں اور وہ آپکی صلاح
پر کاربند رہے اگر یہ معلوم ہوتا تو آپ ایسے لوگوں کو "دیندار بدمعاش و عیاش" نہ فرماتے
بہرحال ان دیندار بدمعاشوں کی سرپرست شریعت اسلام ہے۔ مگر یا اُنہم حنیف کہ

یہ مولوی صاحبان صفدر علی صاحب کو یہ نہین کہنے دیتے کہ قرآن و حدیث لوگون
کو یہ سکھلاتے ہین کہ جب تمھاری خواہش ہوا کرے جورؤن کو طلاق دیدیا کرو۔ ان
مولویون کو امام حسن جھٹلا دین جو فعل سردار جوانان بہشت و امیر المومنین کے خلاف
شریعت ٹھہرا رہے ہین اور نہین سمجھتے ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی +

فصل سیزدہم

عورات کی حیثیت -

اس بیباک مصنف نے اس بارہ مین جو جو غلط بیانیان اور منہ زوریان کین ہین
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس نے عورات کی حیثیت اسلام مین یہودیت اور عیسایت سے
افضل ظاہر کرنا چاہی ہے۔ کوئی کلام نہین کہ اسلام کی حمایت نے ہمارے مخاطب
کی آنکھون پر پردہ ڈالدیا ہے۔ اور اُسکی زبان کو بے لگام کردیا۔ اب اس کو سفید
کو سیاہ اور کھرے کو کھوٹا کہنے مین سر مو تامل نہین رہا۔ وائے بر بے انصافی او۔ ہم کو
وہ یہ سناتا ہے اور مہذب دنیا کو اپنے اوپر ہنساتا ہے "دین مسیحی نے ×عورتون کی تحقیر
اور اُنکی برائیان اور اُنکی کینہ پروری اور کینہ جوئی پر بہت کچھ لکھا تھا" ص ۲۱۹ اگر اس
قول مین ہم بجائے دین مسیحی کے اسلام اور بجائے قدما و علما دین مسیحی کے محمد اور صحابہ نقل
کرین تو یہ لفظاً درست ہوتا۔ دین مسیحی نے ! ہم للکارکے اُس سے اور اُس کے ہم خیالون سے
کہتے ہین۔ انجیل مقدس سے کوئی ایک کلمہ تو نکالدو جسمین عورتون کو ملعون اور مطعون
کیا گیا ہے۔ یا تم ہمسے سن لو کہ قرآن و حدیث عورتون کو کس طرح ذلیل کرتے ہین
کثرت ازدواجی سے اُنکے دلون کو جلاتے ہین۔ اُنکی غیرت کو کھوتے اُنکی زندگی کو
وبال کرتے ہین طلاق وغیرہ سے جیسا کہ حضرت امام حسن کا عمل تھا۔ عورتون کو مردون
کے شہوت رانی کا ایک آلہ بناکر اُن کو دکھلاتے ہین کہ نساءکم حرث لکم

× [illegible]

فاتوا حرثکم انی شئتم۔ یعنی عورتیں تمہاری کھیتی ہے۔ پس جاو کھیتی میں جہاں سے چاہو۔ شارع اسلام نہ کوئی اور جنکی شریعت پر آپ ناز کرتے ہیں عورت کو "صورت شیطان" فرماتے ہیں لہ۔ اور کہ نہیں چھوڑا میں نے اپنے بعد کوئی فتنہ جو زیادہ ضرر پہونچانے والا ہو۔ مردوں پر عورتوں سے" ۲ہ پھر حضرت عورت کو "شوم نحس" فرماتے ہیں اور اسکی شومی کی گھوڑی کی شومی میں نظیر ڈھونڈتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں "نماز کو قطع کرتے ہیں کتا اور عورت اور گدھا" ۳ہ دیکھئے عورت کو کتے اور گدھے کے بیچ میں بٹھلا ہی نہیں شرماتے۔ انکی پلیدی کو قاطع نماز فرماتے ہیں۔ اور انتہا اس کی یہ ہے کہ جب حضرت نے دوزخ اور بہشت کی سیر فرمائی تو دوزخیوں میں عورتوں کی کثرت دیکھی ۴ہ اور فرمایا کہ "اکثرہن جنت میں عورتیں سب سے کم ہونگی" ۵ہ بلکہ حق یوں ہے کہ نہ صرف حضرت عورت کو "صورت شیطان" سمجھتے تھے۔ بلکہ مکاری اور فریب کے لحاظ سے وہ عورت کو شیطان سے بڑھی بلکہ شیطان کی خالہ جانتے تھے چنانچہ سورہ نساء میں آیا ہے۔ ان کید الشیطان کان ضعیفا البتہ شیطان کا فریب ضعیف ہے مگر سورہ یوسف ع میں وارد ہوا ہے کہ ان کیدکن عظیم اے عورتو تمہارا فریب عظیم ہے۔ اور ایک فریب کے واقعہ پر جس سے انکی عورتوں نے ایکعورت کو حضرت کے ہاتھ نہ لگنے دیا حضرت نے اپنی ازواج مطہرات کو اسکا مصداق بنایا تھا۔ دیکھو منہاج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۹۷۔ مخاطب نے گریبان میں سر نہیں ڈالتا اور بغیر سند دین مسیحی کو بدنام کرتا ہے۔ اور بقول شخصے کہ گندلات وکاہ بر آوردن قدما میں سے ٹرٹولین کے قول کو نقل کرتا ہے اور نہیں جانتا یا نہیں سمجھتا کہ دین مسیحی کی بنیاد انجیل مقدس ہے نہ کہ اقوال ٹرٹولین وکریسا سٹم جنکو مترجم غلطی سے "ایمہ کلیسا" لکھتا ہے۔ آپ فرماتے

لہ حدیث مسلم اور مشارق الانوار نمبر ۳ ۔ ۲ہ مسلم اور بخاری ایضا نمبر ۹۱ ، ۳ہ مسلم اور بخاری ایضا نمبر ۱۲۹۵ ۔ ۴ہ مسلم ایضا نمبر ۱۶۱۳ ۔ ۵ہ مسلم وبخاری ایضا نمبر ۱۲۶ ۔ ۶ہ مسلم ایضا نمبر ۲۳ ۔

ہین" چنانچہ ٹرٹولین نے ایک رسالہ قبائح نسوان مین تصنیف کیا تھا اور ٹرٹولین
جسکو عیسائی لوگ ولی سمجھتے ہین بقول لیکی صاحب مورخ کے متقدمین علماء نصاریٰ کی
عموماً بیان کر دی ہے کہ عورت ایک ایسی بلا ہے جس سے گریز ممکن نہین ہے اور ایک
قدرتی مغوی ہے ایک مرغوب آفت اور ایک خانگی فتنہ اور ایک مہلک سحر اور ایک رنگین
بلا ہے" پھر بھی یہ حضرت سے کم رہے جنکو مسلمان لوگ سید الانبیاء سید الانام اور کیا کچھ نہین
سمجھتے یہ حضرت ہی کا حصہ تھا کہ عورت کو شوم و نحس کہتے اور گدھے کی طرح پلید سب سے
بڑھ کر فتنہ شیطان کی خالہ شیطان سے بڑھکر مکار شیطان کی صورت اور جسمی اور گویا کہ
رنگین بلا کے کالی بلا فرماوین - آپ اپنے قول کو نقل فرماکر یون رطب اللسان ہوتے ہین "سبحان
اللہ یہ کلمات عورت کی شان مین ایک عیسائی ولی نے اس زمانہ مین فرمائے ہین جبکہ مادر
حضرت مسیح کی عبادت فرائض دینی مین داخل سمجھی جاتی تھی" ہم کہتے ہین العیاذ باللہ وہ
کلمات عورت کی شان مین مسلمانون کے خاتم النبین نے اس زمانہ مین فرمائے تھے جبکہ
بی بی فاطمہ کو خاتون جنت بنانے کی کوشش ہو رہی تھی پھر بھی آپ کہتے ہین "شارع اسلام
نے عورتون کی عزت کرنیکا حکم قطعی فرمایا ہے" اے حضرت کہان غالباً آپ بھول جناب
کی غلطی مین دیدہ و دانستہ مبتلا ہونا چاہتے ہین - انہون نے سورہ نساء کے پہلے رکوع مین
مین ایک جملہ کا ترجمہ یہ کر دیا ہے (Respect the women) عورتون کی عزت کرو - اصل مضمون
یہ ہے واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام جسکا بہت درست ترجمہ نواب محمد حسین علی
خانصاحب نے اردو ترجمہ القرآن مین کیا ہے "ڈرو اس خدا سے کہ نام سے اسکے آپس مین
مانگ جانچ لیتے ہو اور قطع رحم سے" حسینی مین بھی یہی ہے "بپرہیزید از قطع رحم"
اور عبدالقادر کے ترجمہ مین ہے "خبردار رہو ناتوان سے" اور اس کے فائدہ مین ہے
یعنی بدسلوکی مت کرو آپس مین" پس حضرت قرآن مین سے عورتون کی عزت کیسے
تو ایسی اڑگئی جیسے گدھے کے سر سے سینگ - اور شارع اسلام نے جو عورتون کے
فضائل احادیث مین بیان فرمائے ہین - اس سے بیچارے ٹرٹولین کی سمر

اب ہم آپ کو یہان سناوین کہ دین مسیحی نے یعنی انجیل مقدس نے عورت کی نسبت
کیا بتلایا ہے اور انکی منزلت کیا مقرر کی۔
مسٹر تو آپنے بھی بڑے خندہ پیشانی سے اپنی انگریزی کتاب مین تسلیم کیا ہے کہ "مسیح
نے داشتہ کے ساتھ انسانیت کا سلوک کیا تھا۔ اُس کے پیرون نے انکو انصاف سے خارج
کر دیا" ص۲۰۷ خیر آپ اُن پیرون کو معاف فرماوین اور پیرون کے مقتدا کی سنین۔
یسوع مسیح کی۔ جو سلوک اُنہون نے عورات سے کیا وہی سلوک دین مسیحی کی شرع
ہے۔ مگر پیرون مین اگر آپ ٹرٹولین سے لوگون سے جو ہمارے یہان کے کوئی امام
حسن یا صحابہ کرام نہین اور جن کو ہمارے یہان کا ولی بتلانا گویا ہم کو
بدنام کرنا ہے۔ سند پکڑیں تو یہ بھی آپ کی خامی ہے۔ حقیقی پیرو مسیح کے
اُسکے حواریین تھے جنکے وسیلہ مسیح کی تعلیم ہم کو پہونچی اُنپر بھی آپ حرف نہین لاسکتے
اب آپ عورتون کی عزت کے بارہ مین انجیل کا فرمان سنین۔ عورت کو نازک برتن
سمجھکر عزت دو۔ ۱ پطرس ۳ باب ۷۔ اس سے زیادہ آپ کیا چاہتے ہین عورت مرد کا جلال ہے
۱ قر ۱۱ باب ۷۔ آپ بالکل خلاف لکھتے ہین کہ "اسلام نے عورتون کو مواجب و حقوق بخشی اور انکو مردونکا
ہمپایہ کر دیا" اُنکے مواجب و حقوق تو ہم فصل سیوم قران و تعدد ازدواج اور عدل مین
بیان کر چکے۔ اور مردون کے ساتھ مساوات کے بارہ مین جو حکم انجیل کا ہے وہ ہم
آپ کو سنائے دیتے ہین۔ خداوند مین نہ مرد عورت کے بغیر ہے نہ عورت مرد کے بغیر
کیونکہ جیسا عورت مرد سے ہے۔ ویسا ہی مرد بھی عورت کے وسیلہ سے ہے پر سب خدا سے ہے ۱۲
۱ قر ۱۱ باب ۱۱ شوہر جورو کا حق جیسا چاہیئے ادا کرے اور ویسا ہی جورو شوہر کا۔ جورو اپنے
بدن کی مختار نہین بلکہ شوہر مختار ہے۔ اس طرح شوہر بھی اپنے بدن کا مختار نہین
بلکہ جورو ہے۔ ۱ قر ۷ باب ۳-۴ "مواجب اور حقوق" اُنھین کہتے ہین
آپ ہم کو اب اسکے مقابل مین کوئی شریعت اسلامی بھی سنائین۔ آخر آپکو اسلام اور عیسویت
کی تعلیم کے اثر دیکھیے آپ و ہم اپنی آنکھون سے مشاہدہ کر رہے ہین دیکھکر ماننا ہی

بڑا کہ جو حیثیت عیسائی عورات کی اسوقت ہے اسلامی عورات ایک صدی میں اس
حیثیت کو حاصل کرینگی" (انگریزی) صفحہ ۳۶۲ ہنوز دلی دور است پہلے اسلام
ملکی و دیگر حیثیتیں درست کرلین تب یہ سبز باغ عورات کو دکھلائین - ان اگر پہلا ایک
صدی مین اسلام نہ رہے اور اس پر وہ اثر بڑھ جاوے - جو آپ پر پڑا ہے تو شاید
یہ سننے کو بھی تیار ہوجاتے - اسلام اپنی اصلاح اسلام سے مخالفت کرکے کرسکتا ہے بلکہ
دین عیسوی کے کہ جہان تک اسکی پیروی کی جاوے جہان تک اسکے احکام کو مانا جاے
اصلاح ہوتی جاتی ہے - کیونکہ وہ دین اصلاح کا منبع ہے - جو مسیح کی سنیگا وہ عورت
کی عزت کریگا - جو محمد کی سنیگا وہ عورت کو فتنہ پلیدگی" اور صورت شیطان" اور کہیگا
تو کیا ایک صدی کے بعد محمد صاحب کی کوئی نہ سنیگا - ہاں اگر ایسی امید ہے تو ہم بھی
تمہارے ساتھ امید کرتے ہین - فانتظروا انی معکم من المنتظرین -

اعلان

جناب ڈاکٹر احمد شاہ صاحب شائق ولایت تشریف لیگئے ہندوستان میں رسید کتاب کی
تیاری میں برابر دیر ہوتی رہی حتی کہ اوسکی اشاعت جلدتر نہ ہوسکی لہذا انہون نے ہندوستان
میں اس کتاب کی اشاعت کیواسطے مجھکو اپنی طرف سے ایجنٹ مقرر کردیا ہے جس خدمت کو میں نے
خوشی سے قبول کیا آیندہ کو اس کتاب کے متعلق درخواستیں اور ہر قسم کی خطوط وغیرہ میرے نام اس پتہ پر آنی چاہیئے

پنڈت پرشوتم داس دفتر کرسچن ایڈووکیٹ - گوجرانوالہ پنجاب

کتاب شہادت قرآنی بجواب رسالہ عصمت انبیا جسکا ذکر رسالہ ہذا میں آیا ہے عنقریب شائع
ہونے والی ہے - مجھے بہ عظیم مناظرین کو رسالہ امہات المومنین آخر ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۸
تک بلا قیمت ملیگا

فروری ۱۸۹۸

پرشوتم داس -

بقیہ صحت نامہ رسالہ امہات مومنین نمبر ۱۰۵ سے اخیر تک

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۵	۸	مایخ	تاریخ سے	۱۲۹	۱۷	تاکید	تائید
۱۰۶	۱۷	حس		۱۳۱	۱۵	مرام	حرام
۱۰۷	۷	اقول	اقوال	〃	۱۸	(مشکوک لفظ)	تو اسلام
۱۱۴	۴	حواب	جواب	۱۳۲	۲	متق	مستحق
۱۱۵	۱۵	اور	سے	۱۳۶	۱۲	سترات	شریعت
۱۱۶	۱۸	چاہیئے	چاہیے	۱۳۸	۴	(مشکوک لفظ)	ممسوح
۱۱۷	۲	سے	سے	〃	۱۹	(〃)	اجورہ دیگر
۱۱۹	۱	وکرتے	کرتے	۱۵۳	۴	درات	عورات
〃	۴	اکے	اسکے				
〃	۵	اپی	..				
〃	〃	اہی	انہی				
〃	۱۷و۲۴	(مشکوک عبارت)	ابتدائی عمر محسن تا ہی کرنے کو تھے				
۱۳	۸	گازنان	گارزان				
۱۲۱	۴	(مشکوک عبارت)	ماپوں سے حلاقت				
〃	۱۴	〃	اعمال ناصورت				

قیمت کتاب معہ محصول ڈاک سواری ۔۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۰/

(صحت نامہ مطبع حلوہ طور گوجرانوالہ میں چھپا)

التماس

چونکہ ڈاکٹر شایق صاحب نے اہل اسلام کی خدمت میں یہہ کتاب یوں ہی بلا قیمت مفت نذر کردی ہے اسلیئے وہ بھی اہل اسلام سی توقع رکھتے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی صاحب انکی کتاب کی تائید یا تردید میں کچھ لکھیں تو لازم ہے کہ اسکی ایک کاپی ڈاکٹر صاحب کو بھیجدیں۔ کیونکہ صرف وہی تحریر کے جواب کے مستحق ہوسکتے ہے جسکی اطلاع ان کو پہونچے۔ ہر اس قسم کی تحریرات میرے نام آنی چاہیئے۔ میں انکو ڈاکٹر صاحب کو پہونچا دینیکا ذمہ وار ہوں۔

المشتہر

پرسوتم داس

جلوہ طور پریس گوجرانوالہ